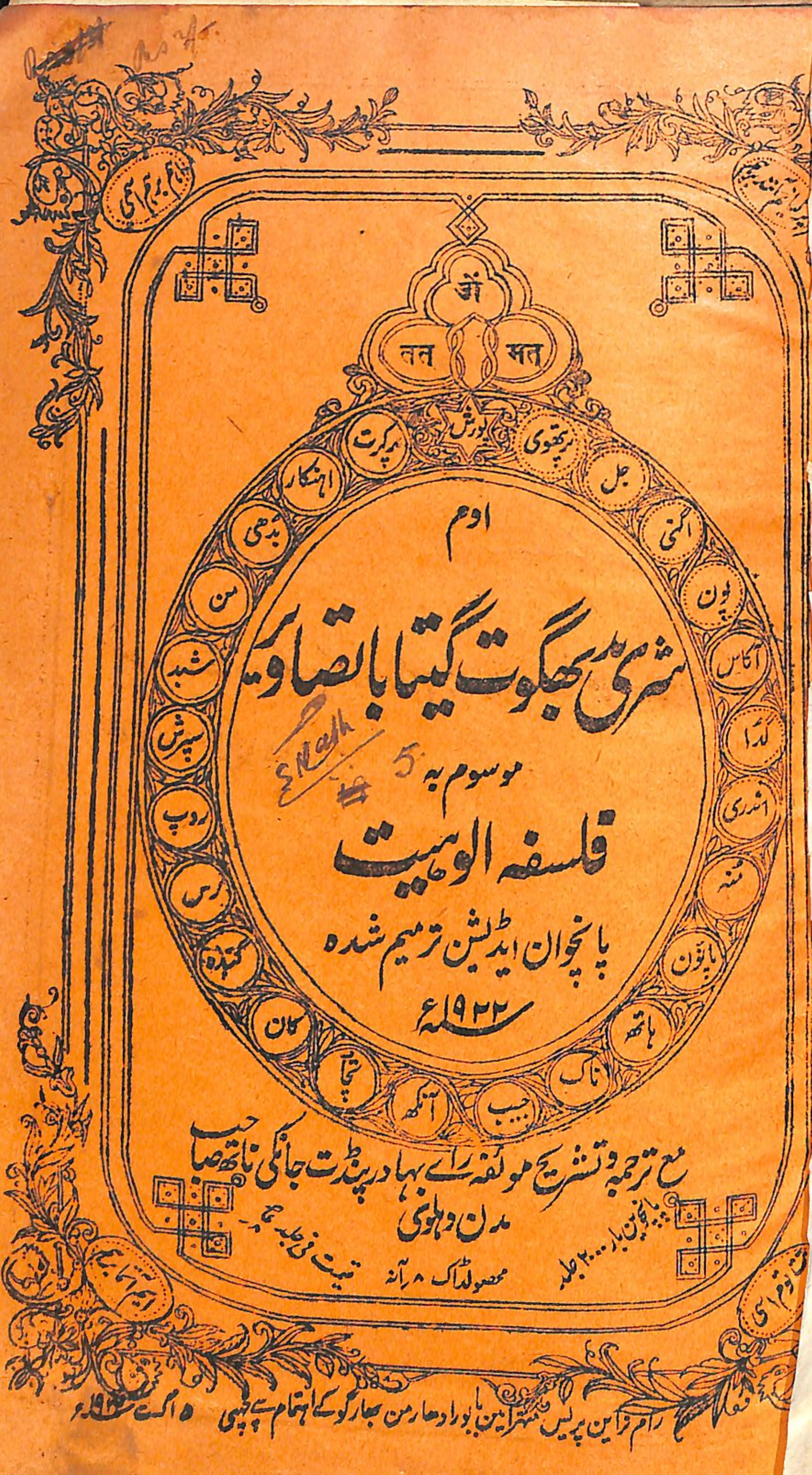


اوم

شری مد بھگوت گیتا بالتصاویر

موسوم بہ

فلسفہ الوہیت

پانچواں ایڈیشن ترمیم شدہ

سنہ ۱۹۲۲ء

مع ترجمہ و تشریح مولفہ رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ صاحب
مدن دہلوی

پانچویں بار ۲۰۰۰ جلد
محصولڈاک ۸ر آنہ   قیمت فی جلد ...

رام نراین پریس متھرا مین بابو رادھا رمن بھارگو کے اہتمام سے چھپی ۵ اگست ۱۹۲۲ء

Shambu Nath Watli

صفحہ ۱۲۱ سے ۱۲۰ تک کے دو فارم پر نمبر ایک سے غلطی سے چھپ گئے ہیں شایقین اسکا کچھ اور وچار نہ کریں۔

Swatli 1/11/25

شریمد بھگوت گیتا

دیباچہ طبع پنجم

اس صحیفہ متبرک شری مد بھگوت گیتا کے بار بار مطالعہ کرنے سے اور اصلی مطالب پر بے بیم و رجا غور و فکر سے مخفی اسرار جو سرسری نظر سے ذہن نشین نہیں ہوتے ہیں وا شگاف ہوتے جاتے ہیں۔ جسقدر نظر عمیق ہوتی جاتی ہے اُسیقدر دقیق مسئلہ جات خود بخود حل ہوتے جاتے ہیں اور قلب کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا جاتا ہے۔ چونکہ یہ متبرک صحیفہ تمام اوپنشد ہائے کا لُبِ لُباب ہے اور جملہ رموز سربستہ جو اوپنشدوں میں مندرج ہیں اس صحیفہ میں مناسب مقام پر تعبیہ کرنے سے فہم کے نزدیک تر لائی گئیں ہیں اسلئے قلب انسان پر اونکا اثر معاً محسوس ہوتا ہے اور تصدیق ہو جاتا ہے کہ جو بیان شرح و بسط کیساتھ اوپنشدوں میں کیا گیا ہے اور جسکا ربط اُس موقعہ پر انسانی عملی زندگی اور طریقت سے معلوم نہیں ہوتا اپنے مناسب موقعہ پر بخوبی اور باسانی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ہر اشاعت کے وقت اس امر کا لحاظ رکھا گیا تھا کہ ربط کلام کا سلسلہ بخوبی طالب کے ذہن نشین ہوتا چلا جاوے۔ اشلوکوں کی تحت اونکی لفظی معنی کے علاوہ پوشیدہ ضمیر کلام کا اظہار کر دیا گیا تھا۔ نفس مضمون ادہیا کا خاتمہ ادہیا پر مندرج کر کے جو امور ذہن نشین کرانے جانے مطلوب تھے وہ سادہ عبارت میں درج کر دیئے گئے تھے۔ طبع دویم میں اوس تمام بحث و مباحثہ کا نتیجہ درج ہوا تھا جو عالمان سنسکرت و عاملان طریقت سے مختلف اشلوکوں کے معنی اور ضمیر کے متعلق ہو کر فیصلہ قرار پایا تھا۔ اور جو تشریحات سمجھ میں نہیں آتی تھیں اونکو صاف اور سادہ عبارت میں قابل تفہیم بنایا گیا تھا طبع سویم کے وقت پایا گیا تھا کہ چشم و گوش کے شہادت متفق نہونیکی وجہ سے جو شکوک ضمیر میں مخفی طور پر پیدا ہوتے تھے اور جنکا زائل نہوتا قلب کے سکون میں حارج ہوتا تھا اونکو تصویرات کے ذریعہ پیش نظر کر کے رفع کرنیکی کوشش کیگئی تھی اور اس کوشش کا نتیجہ کامیابی ہوئی۔ طبع چہارم میں تلقین شریمد بھگوت گیتا کا خلاصہ اور ادہیاؤں کا ربط باہمی اور سلسلہ بموجب طریقت ہائے مروجہ سابقہ اہل ہنود و طریقت جدید تلقین کردہ یا سری کرشن دیوتا پر یا تما اور اس اہل ہنود کے طریقت کی مطابقت اہل اسلام کے مذہب صوفیہ سے ایک

شریمد بھگوت گیتا

دیباچہ طبع چہارم

اِس اُردو ترجمہ نے جو قبولیت عام حاصل کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے واضح رہے کہ ایک قلیل عرصہ میں اِس کی اشاعت مطبع متھرا پریس متھرا سے تین مرتبہ ہو چکی ہے اور اب نوبت طبع چہارم کی آئی ہے۔ قبل ازیں ہر سہ طبع کی اشاعت جناب والد ماجد مرحوم **پنڈت جانکی ناتھ مدن** رائے بہادر کی نظر ثانی کے بعد ہوتی رہی ہے۔ اب یہ پہلا موقع طبع چہارم کا اُن کی وفات کے چار سال بعد پیش آیا ہے اور نظر ثانی کی خدمت انجام دہی اِس ہیچمدان اور اِس کے برادر کہین **پنڈت دینا ناتھ مدن** بی۔ اے۔ اکونٹنٹ محکمہ انہار پنجاب کا فرض ہوئی۔ چنانچہ صحیفہ "شریمد بھگوت گیتا" کا مطالعہ از سر نو تمام و کمال کیا گیا۔ کامل غور اور فکر کے بعد باہمی مشورہ سے یہ امر قرار پایا کہ اِس اُردو ترجمہ میں جو والد بزرگوار مرحوم نے ضمیر کلام کو اخذ کر کے کیا ہے اُس سے بہتر موزونی الفاظ اور آراستگی خیالات ہماری ہیچمدانی کے حیطۂ قابلیت سے باہر ہے بیشک یہ امر یقین میں آیا کہ باوجود کمال انکشاف معانی اکثر مقامات پر ضمیر کلام اعلیٰ اور مرموز ہونیکی وجہ سے اب بھی عام فہم نہیں ہوئی ہے جناب قبلہ مرحوم خود بھی اِس امر کے معترف تھے اور اِسی خیال سے اُنھوں نے کتاب کے شروع میں دیباچہ ہر ادھیا کے آخر میں اُسکا خلاصہ مطلب اور خاتمہ کتاب پر خلاصہ اصول تحریر کیا تھا۔ در حقیقت شریمد بھگوت گیتا کے معنی باوجود سہولیت الفاظ اِس قدر باریک ہیں کہ اِنمیں سے ربط مضمون اور تسلسل خیالات کا اخذ کر لینا عام فہم کا حصہ نہیں ہے۔ اِسلئے اب طبع چہارم کی اشاعت میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ادھیاؤں کا باہمی ربط اور دلیل کا سلسلہ شروع سے آخر تک صاف طور پر دکھلایا جاوے۔ اور شائقین زبان

علیحدہ نقشہ میں جو کتاب کے ابتدا میں چسپاں کیا گیا ہے ایزاد کر دیا گیا تھا۔ یہ اختصار نفس مضمون شریمد بھگوت گیتا کا خلاصہ ہے اور جب بعد مطالعہ کتب اِس خلاصہ تکیقن پر نظر ڈالی جاتی ہے تو سلسلہ گفتگو اور بحث کا اور حاصل کلام پیش نظر ہو جاتا ہے اور ربط ادھیاؤں کا باہمد گر بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ اب پرماتما کے فضل سے نوبت اشاعت طبع پنجم آئی ہے اور مقبولیت عام نے جرأت دلائی ہے کہ بعد مطالعہ غور جو سہو اور نقائص سابقہ اشاعت ہائے میں کسی نہ کسی وجہ سے رہگئے ہیں اونکی درستی کیجاوے۔ چنانچہ اکثر موقعات پر جہاں عبارت پیچیدہ ہو گئی تھی سادگی عبارت میں اظہار مطلب کیا گیا ہے جہاں جہاں کتابت کی غلطیاں اصلی مطالب کو فوت کر کے تبدیل ضمیر و مفہوم کا باعث ہو جاتی تھیں۔ اونکو درست کیا گیا ہے اور خاصکر جو تصویرات شامل ہیں اُنکی غلطیونکو درست کرنیکی کوشش کی گئی۔ کاتبان اور رنگ کنندگان کے ضمیر اون مطالب سے بہت دُور رہے جو تصویریں خاص خاص رنگونکی دکھلانے سے مد نظر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ جملہ تصویرات میں ایسی غلطی رنگونمیں زیادہ تر پائی گئی ہے رنگ کا دکھایا جانا بے معنی امر نہیں ہے واقعات کا اظہار ہے اور اصلی صورت اور لباس کو ظاہر کرتا ہے۔ شائقین دقیقہ شناس اِس امر کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ غلط رنگ غلط مقام پر ہونے سے تشریح میں تفاوت واقع ہو جاتا ہے اور واقعات کی خلاف صورت پیش آجاتی ہے۔ شکوک اور واہمات پیدا ہو جاتے ہیں اِطمینان ہاتھ سے چلاتا ہے۔ اِس طبع پنجم میں شائقین کے توجہ کو مبذول کرنے اور اونکے دلی شوق کو مطالعہ کتاب کی جانب ایزاد کرنیکی نظر سے جو ترجمہ نظم راقم الحروف کے برادر عزیز **پنڈت دینا ناتھ مدن** نے شریمد بھگوت گیتا کا موسوم بہ مخزن اسرار کیا ہے اور جس نے عام قبولیت حاصل کی ہے وہ ترجمہ نظم اشلوک وار ابتدا سے انتہا تک ترجمہ مولف کے بعد تعبیہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے ترجمہ نثر و نظم دونوں یکجائی ہو کر شائقین کو اونکے مذاق کے مطابق لطف مزید دیتے ہیں پنڈت جی صاحب کی خاص اِجازت حاصل کر کے یہ ایزادی کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ ابتدا سے اِس صحیفہ متبرک کے اشاعت بصورت موجودہ **منشی رام نراین صاحب بہار گو مرحوم و مغفور مالک مطبع بہار گو پریس متھرا** اور مرحوم کے صاحبزادگان جانشینان کے اِہتمام اور عنایت سے ہوتی رہی ہے۔ اور جسقدر وقت کہ اِس کتاب کے بجائے خود مکمل صحیفہ ہونے میں مولف کتاب اور راقم الحروف کو ہوتی رہی ہے اوسیقدر بار نگرانی و اشاعت **منشی رام نراین صاحب** مرحوم اور **پنڈت رادھا رمن صاحب مالک حال مطبع** مذکور کو ہوتی رہی ہے جسکا اعتراف ضروری ہے۔ اُمید کیجاتی ہے کہ طبع پنجم کی اشاعت سابقہ اشاعت ہائے سے زائد یا تہ قبولیت عام حاصل کریگی۔

خاکسار۔ پنڈت امر ناتھ مدن تحصیلدار بلبہ گڈھ ضلع گوڑگانوہ احاطہ پنجاب

لال حویلی چوڑیگران دہلی

مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۱ع

اردو کی سہولیت کیلئے اصطلاحات اہل ہنود کی مطابقت اصطلاحات صوفیہ سے کردیجائے اسی نظر سے ایک خلاصہ بصورت نقشہ کتاب میں ایزاد کیاگیاہے۔ جو ناظرین اسکو غور سے مطالعہ کرینگے اور اصل کتاب کے مضمون سے مطابقت کرتے جائیں گے یقین ہے اُن کو ضمیر کلام کے زیادہ تر صاف سمجھ میں آنے سے مزید لُطف حاصل ہوگا۔

اہل تصوف نے چار منازل قرار دی ہیں شریعت[1]۔ طریقت[2]۔ حقیقت[3]۔ اور معرفت[4]۔ انانیت کیساتھ افعال کا سرزد ہونا شریعت کی پیروی اور افعالی تثلیث کی پابندی ہے۔ ترک انانیت کے وسیلہ سے صفائی قلب کا حاصل کرنا طریقت ہے اور یہ افعالی تثلیث سے آزادی کی صورت ہے۔ قلب مصفا سے حق و باطل کی تمیز کرنا اصل حقیقت ہے اور یہ علمی تثلیث کی پابندی مانی جاتی ہے ترک پندار سے سکون قلب پیدا کرنا منزل معرفت ہے جہاں علمی تثلیث سے رستگاری ہے۔

شایقین کے غور اور فکر کے لئے ایک نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جسمیں ان چاروں منازل کی تشریح طلب ترک اور وصل کے اعتبار سے کیگئی ہے جو اس صحیفہ متبرک کے خلاصہ اُصول کو دکھاتی ہے

شریعت			طریقت	حقیقت	معرفت
برہمچاری یعنی طالب ذات			یکتی یعنی وسیلہ	سیناسی یعنی تارک	یوگی یعنی واصل
مدارج	[illegible]	[illegible]	اختیار	جبر	
ادنیٰ اوسط اعلیٰ	پابند حواس پابند دل پابند عقل	عمل بیم ورجا علم ثلاثہ	کرم یعنی فعل امر و نہی بھگتی یعنی عشق گیان یعنی علم توحید	سیناس (یعنی ترک ہرسہ تعلقات)	یوگ (یعنی تسلیم مساوات)

دھلی
۲۶ فروری سنہ ۱۹۱۲ء
محلہ چوڑیگران - لال حویلی

ہیچکارہ
پنڈت امرناتھ مدن
تحصیلدار پنجاب

شری کرشنائے نمہ

از شش جہتم روئے نمودی آخر	وز ہر سوئے دلم ربودی آخر
بیروں و درون جلوہ گرت میدیدم	بر تحقیق آمدم تو بودی آخر

ترجمہ مؤلف

چھوں دشا میں آپ سمایا	جت تت سوں میرا من بھایا
اندر باہر ڈھونڈت پھریا	ڈھونڈت تھکے نج آپا پایا

جس نے پیکر انسانی میں نزول فرما کر عالم کون و مکان کو ظہور دیا ہے اور اپنے ظہور کے جلوے کو آپ ہی تماشا بنایا ہے اوس کے ادراک سے غافل رہنا اور اوس کی حقیقت سے آگاہ ہوئے بغیر اس کالبد عنصری کو چھوڑنا آخر الامر ہزاران ہزار حسرت اور ناکامی دلاتا ہے۔

شعر

یکدم کہ یار مست بخفت است در کنار	بیدار باش تا نزود عمر بر فسوس

ترجمہ مؤلف

جس دم پیتم پائیاں جیتین رہیے جاگ	جو سووت نہیں چیتیاں کھوٹے تکلے بھاگ

اوس عطیۂ عظمیٰ کی جو زیور عقل و حواس سے آراستہ کر کے جرت ادراک علم ذات کے لئے بخشا گیا ہے۔ قدر نہ جانتا اور اوس کے فرائض لازمی ادا کئے بغیر راہی ملک عدم ہونا اور اپنی ہستی موہوم کا پندار علم الیقین میں لیجانا کیسی جہالت اور نادانی ہے۔

رُباعی

درخود از خود بگو چہ چیزی دچہ	خود را در خود بجو چہ چیزی دچہ
ہر گاہ سوائے حق نباشد چیزے	تو خود از خود بگو چہ چیزی دچہ

ترجمہ مؤلف

آپے میں ڈھونڈ دیہے کون ؛
جب آتم آتم ہے پیارے

ڈھونڈ ڈھانڈھے پرے ہے جون ؛
آپی آپ پکارسے کون ؛

جبکہ وید ویدانت اور سب مذہبوں نے اوس کو ادویت اکھنڈ اناشی نرانجن نراکار مانا ہے تو پھر اِس کے ایسا ہونے میں کیوں شک پیدا ہوتا ہے اور کس وجہ سے وحدت واجب الوجود عین الیقین نہیں ہوتی اور کس سبب سے پاک علم خود شناسی مخفی ہو گیا ہے دریافت کرنا چاہئے کہ کس طریقہ سے زنگ جہل رفع ہو کر آفتاب معرفت کا جلوہ آئینہ دل میں نظر آسکتا ہے طلب اور صدق ارادت کے بغیر حصول مدعا یعنی دیدار معشوق حقیقی کا ناممکن ہے بھکتی کے (جو ایک مشہور لفظ ہے) لغوی اور اصطلاحی معنی میں فرق ہے لغوی معنی تو وہی ہیں جو عوام نے سمجھ رکھے ہیں مگر اِس کے اِصطلاحی معنی عشق حقیقی اور ارادت صادق کے ہیں اور عارفوں نے اِس کے یہی معنی لئے ہیں مصرع مگس برقند و پروانہ بر آتش۔ لغوی معنی بھکتی کے مگس تمثال ہیں اور اصطلاحی معنی بھکتی کے پروانہ جلال کا نشان دیتے ہیں جو دولت سرمدی کے طلبگار ہیں اور شمع معرفت پر پروانہ وار بے بیم درجا جان نثار ہیں وہی مستحق وصال یار ہیں اور جو عالم بوالہوسی میں گرفتار ہیں مگس وار چندے شور و غل مچا کر انجام کار معدوم ہونے کے سزاوار ہیں۔

رُباعی

سرمدغم عشق بوالہوس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار ؛

سوز دل پروانہ مگس را ندہند
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

ترجمہ مؤلف

بھکتی ما ہنہ دو بدھا نہیں کوئی
ما کھی نا ئیں جو بھن بھن گاوے

پتنگ مانھ جر سے شو ہوئی
نا ئیں پدارتھہ ہا تھہ نہ آوے

پس طالب صادق کو لازم ہے کہ مردانہ وار اِس راہ میں قدم رکھے اور پس پشت نگاہ نکرے

رُباعی

گر طالب صادقی زنایاب مثال۔ پیدا گردد
گر آبلہ فتد بپاسے طلبت۔ زنہار مالیست

ہر عقدہ کہ بستہ است از وہم و خیال ہم وا گردد
شاید کہ ہمیں بخیہ بر آرد پر و بال۔ عنقا گردد

ترجمہ مؤلف

جو پریم سانچا کرے ہان لابھ مت پیکھہ
باٹ چلے پرنا ئے کے آتم میں دشواس

بھرم گانٹھ کھل جائیگی یہ چت رکھلے سیکھ
آتم ہی میں پائیگا چد آنند الیکھ

یہ صورت طلسم جو دیدہ سیر بین میں سمائی ہی اور جو مختلف صدائے ہو ہا گوش شنوا میں آئی ہے یہ کیا شعبدہ ہے اور کس کا ہے اور کیونکر ہوا ہے عارف اور عاشق حقیقی جو اِس عالم کی روح خاص ہیں اِس حجاب ظلماتی کے پردہ دری کا سبب ہوئے ہیں اور اِس دائرہ جہل و نادانی میں اون کا وجود مطلق علم سرور کا نقطہ ہوا ہے جسقدر کلام صغیر و کبیر مختلف مذاہب کے اِس وقت گفت و شنود اور علم میں ہیں اِسی نقطہ کا شہود ہیں اور اِسی سے نقاط۔ خطوط اور زاویہ کل صفحہ ہستی پر منقش ہو رہے ہیں۔ پس علم عارفان علم ذات ہے اور اونکا کلام کلام حق۔ جو کلام عارفوں کے ہیں وہی وید متبرک اپنشد۔ سمرتی۔ قرآن انجیل۔ توریت۔ اور زبور وغیرہ کہلاتے ہیں اور کلام حق اِنہیں کے وسیلہ سے عالم میں ظاہر ہوا ہے یعنی بذریعہ (انجھو شکتی) علم لدنی منکشف ہوا ہے وید کی عظمت آجکل عام طور پر جتنی مانی جاتی ہے اوس سے بدرجہا زیادہ ہے اور اِس رمز کو اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں اہنکار بہت بدہی یعنی عقل ناپائدار اِس کے ادراک سے عاجز اور قاصر ہے عارفونکی فہم حق تک پہونچتی ہے کیونکہ وہ نظر غیریت اوٹھا دیتے ہیں اور ذات میں محو ہو جاتے ہیں جو چار وید رگ۔ یجر۔ سام اور اتھروں کے نام سے مشہور ہیں اُنکے خلاصہ

اُصول صرف بارہ ہما واک ہیں یعنی تین تین الفاظ ہر ایک کی ندائے اولین ہیں اور یہ
چاروں کتب سماوی انجو پران یعنی بموجب علم اِشراق اونھیں کی تفسیر میں لکھی گئی ہیں
جن مختلف اوقات میں یہ کتب سماوی قلمبند ہوئیں اون کا تحقیق کے ساتھ دریافت کرنا
مشکل ہے کہ اوس سے پیشتر اِن کا علم سینہ بسینہ منتقل ہوتا چلا آتا تھا۔ اِن کے مطالعہ
سے یہ تو صاف ثابت ہے کہ اوس زمانہ کا رواج اور طریقہ بود و باش اِس وقت کے
رسم و رواج سے بہت ہی مختلف تھا۔ چنانچہ جو استعارات اوس زمانہ میں مروّج تھے وہ
اِس وقت کی فہم سے بہت دُور ہوگئے ہیں اور اون کے معنی حل کرنے سخت دشوار
ہوگئے ہیں چونکہ اوس زمانہ میں اسباب معیشت اور ضروریات دنیوی کی احتیاج بہت
کم تھی اور راستی کی پابندی کی وجہ سے طوالت قانونی درکار نہ تھی اِسلئے یہ کتب وید
تحقیقات ظاہر و باطنی کے کافی مجموعہ کے پیرایہ میں ایک ہدایت نامہ ربّانی تھیں جس
میں علم توحید۔ علم معقولات۔ علم حکمت اور قانون عدالت مشمول تھے اور علم معاش
علم معاد کے مطیع رکھا گیا تھا۔ جب اسباب دنیوی اور نیرنگی عالم نے ترقی و تبدل اختیار
کیا اوس وقت اون میں سے ہر ایک کی تفسیریں اور تشریحیں ہوئیں اور عالمان روشن ضمیر
نے وقتاً فوقتاً سمرتی یعنی چھ شاستر (فلسفے) پُران وغیرہ تصنیف کئے اور وہ مکتوب ہوکر
ہند کے مختلف حصّوں میں پھیل گئے تب علم کو اِس قدر وسعت ہوگئی کہ اُوس کی شاخوں
کی تعداد اِس وقت معلوم نہیں ہوسکتی کیونکہ اُن میں سے ہزارہا بلکہ بیشمار صحیفہ
ہندوستان میں اِنقلاب آنے کے وقت کشتیوں میں بھروا کر دریا میں غرق
کردیئے گئے اور انبار کے انبار آگ میں جلائے اور برباد کئے گئے اب جو کچھ بچا کھچا
پریشان جا بجا رہ گئے ہیں اون کی حالت ایسی ہے جیسے کسی چراغ کی ہوتی ہے
جبکہ اوس کا تیل قریب ختم ہونے کے ہوتا ہے اور ہوا چاروں طرف سے اوسے
جھکولے دیتی ہے۔

	رُباعی	
اے چرخ فلک خرابی از کینۂ تست اے خاک اگر سینۂ تو بشگافند		بیدادگری شیوۂ دیرینۂ تست بس گوہر قیمتی کہ در سینۂ تست

ویدنے علم ذات کو پرا یعنی کبیر اور علم صفات کو اپرا یعنی صغیر کہا ہے۔ (دیکھو اتھروَن
وید کی مانڈوک اوپنشد کا چوتھا منتر) علم صفاتی ہمیشہ منتقل ہوتا رہتا ہے اور فانی ہے علم ذات
میں کبھی نقص واقع نہیں ہوتا اور نہ اوس کو کوئی ضایع کرسکتا ہے کیونکہ وہ بالذات قایم
ہے۔ کُل صفاتی علوم اوسی علم ذات کی شاخیں ہیں جو اوس سے پھوٹ کر پھیل جاتی ہیں
اور پھر کسی زمانہ میں نیست نابود ہو جاتی ہیں مگر علم ذات ہمیشہ یکساں رہتا ہے اور اِس
کشتی عرفان کے بغیر دریائے جہالت و نادانی سے پار ہونا ممکن نہیں اِسلئے طالبان حق
کو علم ذات ہی کی تلاش واجب ہے۔

جہاں تک غور سے دیکھا گیا اہل ہنود میں بوجہ بھیانک دروجگ یعنی ہیم دور جا کے
خیالات جاگزین ہونے کے اور نیز بسبب اِحکام نیائے ویمانسیا و پُران وغیرہ کی پیروی
کے وید کے وہ باریک رموز جو علم اشراق سے متعلق ہیں سمجھ سے بہت دور ہوگئے ہیں
اور ایسے ہی وجوہات سے وہ ضعیف الاعتقاد مُلقّب ہوگئے ہیں فی الواقع علم معاد پر
اون کی نظر بہت کم ہے تاہم علم تصوف یعنی فلسفہ ویدانت کو اِس قدر قوت حاصل ہے
کہ وہ طالب کو آجکل کی مروّجہ تعلیم کے مقابلہ میں بہت جلد غفلت سے بیدار کردیتا
ہے اور واقعات کے نقشے کو پیش نظر کرکے نادانی دور کرتا ہے۔

ویدانت یعنی علم توحید کو اہل ہنود نے اور سب مذہبوں نے افضل العلوم مانا ہے
اور جو لوگ اِس میں درجہ کمال پر پہونچے ہیں اون کے نشانات یعنی تصنیفات اب تک
موجود ہیں اور اونکی بزرگی کی شاہد ہیں اگرچہ سب علوم کا ظہور علم ذات کے شجر سے
ہوا ہے اور سب اوس کی شاخیں ہیں لیکن ویدانت بمنزلہ اوس کے ثمر کے ہے ثمر

کے تبلاشی کی شاخوں اور پتوں وغیرہ کے گننے سے مطلب برآری نہیں ہوتی ثمر کا حاصل کر لینا ہی کافی ہے۔ دَورانِ فلکی اور گردشِ زمانہ ہر وقت اور ہر آن جاری ہے اور یہ نیرنگی کے اسباب لازمی ہیں پس جب رفتارِ زمانہ و انقلاب طبائع سے علم صفات کا ابر علم ذات کے آفتاب کو مستور و محجوب کر دیتا ہے اُس وقت کوئی قدرتی سبب پیدا ہو کر پھر علم ذات کی روشنی سے عالم کی تاریکی دفع کر دیتا ہے چنانچہ شری کرشن بھگوان اور سری وید ویاس مہامُنی کے متبرک وجود اسی غرض کے پورا کرنے کے واسطے ایک زمانہ میں پیدا ہوئے اور اونہوں نے وید کے اون باریک رموز کو جو دنیوی تعلقات کے بڑھ جانے کی وجہ سے اِنسانی طبائع پر منکشف نہ ہوتے تھے اور جن تک لوگوں کے فہم کی رسائی ناممکن ہو گئی تھی نہایت مختصر اور آسان طریقہ سے تلقین کیا اور اُنہیں بطرزِ حسنہ ایک صحیفہ میں جمع کر کے علوم باطنی کا چراغ روشن کر دیا اور رہروانِ طریقت و معرفت کے واسطے شاہراہ بےخوف و خطر بنا دیا۔ یہ صحیفہ موسوم بہ شری مدبھگوت گیتا جو جزو کتاب مہابھارت ہے مقدس و متبرک اور کلجگ میں اودھار کرنیوالا مسلّم ہو چکا ہے اور کُل وید اور مذاہب دُنیا کا سار یعنی اصل اُصول ہے اور امرت یہی آبِ حیات کلپ برچھ اور کامدہینو ہے اور اِسی کے سدّہانت پر وید میں اکثر مقامات پر اِن الفاظ سے اشارہ ہوا ہے۔

رُباعی

آن آبِ حیاتے کہ ہمہ می جویند / وز ہر طرفش نشانِ راہش پویند
پیوستہ بدریا بمثال ماہی / گردو زنگر ندائے ولی در او یند

جو لوگ بنظر قدامت وید کو کُل اور شری مدبھگوت گیتا کو اُس کا جزو سمجھتے ہیں۔ غلطی پر ہیں یہ جزو نہیں ہے بلکہ ویدوں کا سار یعنی عطر ہے اور ویدوں کے وہ مخفی رموز اور عالی اسرار جنکے معنی اونکے مطالعہ سے اسوقت کے عُلما حل نہیں کر سکتے ہیں یہ ترتیب

مناسب و بکمال اختصار اس صحیفہ عالیہ میں درج ہوئے ہیں اور اس کے دائرہ علم میں کُل علوم مثل ذرّوں کے نظر آتے ہیں یعنی یہ علم ذات مثل آفتاب کے ہے اور کُل علوم اِس کی شعاع ہیں سب کی روشنی کا مبدا یہی ہے۔ صرف دل دانا و چشم بینا چاہئے جو اِس نکتہ کا مطلب دریافت کر سکے اور اوس کی حقیقت سے آگاہ ہووے۔

رباعی

یارے کہ ترا ز خود رہاند دگر است / کارے کہ ز تو ہیچ نماند دگر است
ما منکر راہِ مسجد و کعبہ نہ ایم / راہے کہ بمقصود رساند دگر است

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ شری مدبھگوت گیتا کی باون ٹیکا یعنی تفسیر زبان سنسکرت میں ہو چکی ہیں اونکے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی اِسکے ترجمے موجود ہیں چنانچہ ایک فارسی ترجمہ مولفہ حضرت فیضی وزیر محمد اکبر بادشاہ اور دوسرا مرتبہ پنڈت ٹیکا رام صاحب کشمیری میرے مطالعہ سے گذرا ہے اور چند سال ہوئے کہ بمقام کور چھیتر منشی کنھیا لعل صاحب الکھہ دہاری نے پنڈت ٹیکا رام صاحب کے اوسی فارسی ترجمہ سے اُردو میں ترجمہ کیا ہے اور اوس کا نام گیان پرکاش رکھا ہے۔ زبان بھاشا میں بھی ایک ٹیکا سری سوامی آنند گری جی نے تیار کی ہے جو آجکل ناگری خوانوں کے مطالعہ میں اکثر دیکھی جاتی ہے اور ٹیکا زبان بھاشا میں چت گھن سوامی کی بنائی ہوئی بمبئی میں چھپی ہے اِنکے علاوہ چند ترجمے انگریزی اور اُردو میں اور ہوئے ہیں متقدمین کے اِن ترجموں کی موجودگی میں ایک نئی تفسیر لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر مندرجہ ذیل وجوہات کے باعث اوس کا لکھنا مناسب بلکہ انسب خیال کیا گیا اوّل یہ کہ جو ٹیکا سنسکرت میں ہوئی ہیں وہ عوام کے لئے زبان سنسکرت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے کار آمد نہیں ہیں دوم ٹیکاؤں کی سنسکرت عموماً بھگوت گیتا کے منتروں سے بھی زیادہ دقیق اور مشکل ہے اور اون کے سمجھنے کے لئے بہت استعداد درکار ہے علاوہ بریں حضرت فیضی نے صرف لفظی

ترجمہ کیا ہے شاید اس وجہ سے کہ ضمیر کلام کا دوسری زبان میں پورے طور پر ادا کرنا محال ہے اصلی ضمیر واشگاف پائی نہیں جاتی انگریزی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے یہ سخت وقت پیش آتی ہے کہ اکثر اون سنسکرت الفاظ کے لئے جو زبانہ قدیم میں مستعمل تھے اور فلسفہ اہل ہند کی اصطلاح تھے ٹھیک ٹھیک ہم معنی الفاظ زبان انگریزی میں نہیں ملتے منشی کنہیا لال صاحب نے بجائے اصلی کتاب سے ترجمہ کرنے کے ترجمہ سے ترجمہ کیا ہے اس وجہ سے اونکے ترجمہ کے مضمون کا بھگوت گیتا کی ضمیر سے بہت جگہہ اختلاف واقع ہوگیا ہے۔ البتہ اوس میں مولف نے ذاتی خیالات کو آزادی اور دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ شری آنند گری جی کی ٹیکا زبان بھاشا میں مرتب ہوئی ہے اور بیشک عمدہ ہے وہ عالم اور عامل دونوں صفتوں سے موصوف پائے جاتے ہیں مگر بعض مقامات پر اُنہوں نے روچک بھیانک یعنی بیم و رجا کے کلام اپنی ٹیکا میں داخل کر دیئے ہیں اور بہت جگہہ سنسکرت الفاظ کو بجنسہ رکھکر تشریح کو پورا کر دیا ہے جس کے معنی سمجھنے کے واسطے سنسکرت لغات کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے بھگوت گیتا کا ماحصل علم خود شناسی اور توحید خالص ہے اِس میں بیم و رجا کا کب دخل ہوسکتا ہے۔

رباعی

صانع بجہان کہنہ ہیچ ظرفیت بازیچہ کفر و دین بطفلان بسپار	آبیست بمعنی و بظاہر برفیست بگذر ز مقامے کہ خدا ہم حرفیست

دویت بھاؤ اور نظر دوئی رہنے سے اِس کلام کا لُطف و مذاق حاصل نہیں ہوسکتا یعنی جب تک نظر موحد سے اوس کے معنی سمجھنے کی کوشش نکیجاوے وہ سمجھ میں نہیں آسکتے زمانہ حال میں جو زبان سنسکرت کے علماء ہیں وہ بیم و رجا کے خیالات کے پابند ہوتے اور مذہبی رسوم کے بیوپار میں مشغول ہونیکی وجہ سے اِس صحیفہ متبرک کے معنی و مطالب کو دلائل کے ساتھ طالب کے دل پر نقش نہیں کرا سکتے اور اوس کے شکوک کا

شافی جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ کہ اِس کے اُصول سمجھنے کے لئے نہایت غور و فکر درکار ہے اور نیز ایک خاص شغل سے واقف ہونا ضروری ہے۔ محض قیل و قال سے معنی حل نہیں ہوسکتے جو اِس وقت کے فقرا اور بھیک دھاری ہیں اور جنکا یہ اصلی ترکہ ہے وہ زبان سنسکرت اور دیگر علوم رائج الوقت سے واقف نہونیکی وجہ سے گو بعض باطن اِس حصہ کے شریک ہوں اصلی مطلب زبان سے ادا نہیں کر سکتے۔ سنسکرت کے الفاظ جو اِس خطہ کی قدیم زبان ہیں وہ زمانہ دراز گذر جانے اور اہل ہند کے طریق بود و باش بدل جانے کی وجہ سے آجکل اِس طرح پر گفت و شنود میں آتے ہیں کہ اُنکے معنی اور مراد ضمیر سابق سے بہت دُور ہوگئے ہیں اور چونکہ زبان سنسکرت بہت وسیع ہے اور ہر لفظ کے معنی کثیر ہیں اسلئے چاہے کسی لفظ کے ایک معنی دریافت بھی ہو جاویں تاہم جو اوسکی مراد خاص موقع کلام پر ہونی چاہیئے بوجہ کم علمی و ناواقفیت ثابت نہیں ہوسکتی ایسے ہی اسباب سے جو باون تفسیریں ہوئیں ہیں اون میں کچھ نہ کچھ ایک کو دوسرے سے اختلاف ہے۔

شعر

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

کلام ربانی میں ہمیشہ قلت الفاظ اور کثرت معنی ہوتے ہیں اور اوس میں سے ہر ایک شخص بقدر اپنی استعداد اور قابلیت کے معنی نکالتا ہے مگر وہ کلام ہمیشہ قوت ادراک سے برتر اور افزوں ہوتا ہے اور اوسکا سمجھنا ضمیر موحد میں محدود ہے بلکہ موحد بھی اوسکی حقیقت اپنے قلب میں مشاہدہ کرتا ہے کلیتاً اوسکے اظہار سے عاجز و قاصر ہے البتہ بطور استعارہ بیان کرسکتا ہے تاکہ آئندہ جب اِس طریقہ کے پیروان اور پابندان کے قلوب پر دوسا ہی ظہور حقیقت ہو تب وہ کلام شہادت اونکے استقلال کا سبب ہوسکے۔

شعر

شہر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت	در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

جو کلمات اُردو زبان میں اس پانچ - چھ صدی گذشتہ کے عارفوں مثل سوامی کبیر صاحب بابا نانک صاحب گوشائیں ولی رام جی معروف بہ بنواری داس دتلسی داس جی و سورداس و چرنداس و سندرداس و داود دیال و کرشن داس بھٹ وغیرہ کے اب موجود ہیں وہ سب اوس درخت کی شاخ اور شگوفہ ہیں جو سرزمین بھگوت گیتا میں لگا ہوا ہے یعنی اونہیں سات سو دون دسات پرکرتی) میں مختلف راگ راگنیاں گا رہے ہیں کلمات تصوف و توحید و کلام معرفت وعشق حقیقی عارفان گذشتہ مثل حضرت حافظ شیرازی شمس الدین تبریزی - مولانا روم - بوعلی شاہ قلندر - حضرت داراشکوہ - امیر خسرو - خواجہ معین الدین چشتی - شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی - مغربی و صائب و مولانا جامی و عراقی وغیرہ اگر لفظی بحث کو چھوڑ کر اصلی معنی پر نظر کیجاوے تو سب زمزمہ توحید سے وہی سرود ترنم کر رہے ہیں - حکمائے یونان مثل افلاطون - سقراط - ارسطاطالیس وغیرہ نے جو فلسفہ بعد فکر کامل و تحقیقات معقولات کے لکھا ہے غور کرنے والے کو اسمیں اختلاف معنی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اپنے اپنے الحان سے یہ سب اوسی افسانۂ توحید کو سناتے ہیں -

یک نغمہ تراود ز لب قمری و بلبل	قانون وفا مختلف آہنگ ندارد
کرشن سمایو آپ ہی چیتن اور استھول	ڈال پات پھل پھول میں وہی بیج ہے مول

جس عاصی ہیچمدان عاجز جسم کو نام رائے مہادر جانکی ناتھ مدن کشمیری پنڈت دہلوی سوامن مدگلیہ گوتر کہتے ہیں وہ کوئی استعداد و قابلیت نہیں رکھتا کہ شرح بھگوت گیتا کی جس میں اسرار اشراقی اور رموز مخفی ہیں تشریح معانی کر سکے مگر جو چیتن اوسمیں محرک ہے

در خود غلطم کہ من چہ نامم	معشوقم و عاشقم گدامم
من چشم بہ بستہ ام ز اغیار	در خوبی خویش مبتلایم

وہ بعد مطالعہ اصل سنسکرت شری مدبھگوت گیتا کے اس امر کا محرک ہوا کہ جو رموز بستہ اس وقت کی زبان اُردو میں اب تک نہیں کھلے ہیں اور جن کے معنی شائقین کی

سمجھ میں صاف نہیں آتے ہیں اونکے معنی واضح طور پر ظاہر کر دیے جادیں اور اس کشش نے بے اختیار اِس طرف توجہ دلائی پس جو معنی منترون کے غور اور فکر سے سمجھ میں آئے صاف صاف بے بیم ورجا لکھدیئے جاتے ہیں جو صاحبان شوق اور طالبان صادق اِس کو غور سے بغرض خود شناسی ملاحظہ فرمائینگے اور اوس کی اصلی مراد کو پہونچینگے البتہ لطف حاصل کرینگے -

رباعی	
بے غم ز امید و فارغ از یاس و ہراس از خود رستند و با حقیقت بستند	این است عبادت فقیران بشناس بے خطرہ و بے تفرقہ و بے وسواس

شری مدبھگوت گیتا کے سات سو منتر اٹھارہ ادہیا پر منقسم ہیں اونکی تفصیل نقشہ مشمولہ میں درج ہے بعض ٹیکا لکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ اِس کی چند ادہیا متعلق کرم و چند متعلق اوپاسنا و چند متعلق گیان یوگ ہیں گو اونکا یہ خیال کسی درجہ تک صحیح ہو مگر دراصل کلام ویدانت و سانکھ یعنی توحید و عرفان کا سلسلہ جو دوسرے ادہیا کے گیارھویں منتر سے شروع ہوا ہے آخیر تک مثل زنجیرے کے سوال و جواب کے پیرایہ میں رموز کھولتا ہوا چلا گیا ہے اِس ترجمہ میں منتروں کے معنی جلی قلم اور تشریح باریک حروف میں اوس کے نیچے لکھی گئی ہے ہر ادہیا کے آخر میں اوس کا خلاصہ لکھدیا گیا ہے اور بعض مقامات پر اون اونپشدوں کا حوالہ جہاں سے کہ مضمون گیتا میں اختصار ہو کر آیا ہے دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو جو شکوک پیدا ہوں اِنکے مطالعہ سے رفع ہو جائیں بھگوت گیتا کل اونپشدونکا خلاصہ ہے اور جو مضامین اونپشدوں میں مختلف مقامات پر مکرر آتے ہیں وہ اِس صحیفہ میں بموقعہ مناسب ترتیب دیئے گئے ہیں چونکہ اہل ہنود میں سے کوئی شخص وید اور اونپشدونکے احکام سے اِنکار نہیں کر سکتا پس جہاں کہیں ضمیر مفہومۂ عام اور اصلی ضمیر میں فرق واقع ہوا ہے اونپشدونکی شہادت کی مہر اوس جگہ لگا دی گئی ہے تاکہ اوسے دیکھکر رفع شک

ہوسکے باون اونشدوں کا ترجمہ شاہزادہ بے حزن واندوہ محمد داراشکوہ نے فارسی
میں کیا تھا اور اوس کا نام سرّاکبر رکھا تھا چونکہ فارسی کا شوق اب کم ہوگیا ہے اور علم
معرفت و توحید کے طالب کم رہ گئے ہیں بدیں وجوہات وہ اب تک طبع نہیں ہوا
اور قلمی بھی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے اِس کا ترجمہ منشی کنہیا لال صاحب الکھدہاری
نے بمقام لدہیانہ اُردو میں چھپوایا ہے اور اوس کو الکھہ پرکاش موسوم کیا ہے۔

دیباچہ شری مدبھگوت گیتا

بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادہیائیں کتاب مہابھارت مصنفہ شری ویدویاس
کے بھیشم پرب میں واقع ہوئی ہیں جس زمانہ میں عارفوں نے توحید و عرفان کا لُب
لُباب اُن میں موجود پاکر اونکو اوس کتاب سے منتخب کیا تھا اوس وقت اونھوں نے
ذیل کا سنسکرت دیباچہ اون پر بڑہایا تھا۔

॥ॐ अस्य श्री भयवद्गीता माला मंत्रस्य भगवान वेदव्यास ऋषिः
अनुष्टुप्छन्दः श्री कृष्णः परमात्मा देवता ॥

اوم مہاواک یعنی اسم اعظم ہے جو عالم کا تخم اور مبداء مانا گیا ہے اور وید اونشد
اور ہر کتاب متبرک کے آغاز میں آیا ہے اِس کی فضیلت اونشدوں میں مفصل لکھی ہوئی
ہے اور اس شری مدبھگوت گیتا کی آٹھویں ادہیا کے تیرہویں منتر میں اسکے شغل کا
طریقہ مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اور پندرہویں ادہیا میں اسکی تفریح کی گئی ہے۔
اِس شری مدبھگوت گیتا کے منتروں کی لڑی کے شری بھگوان وید
ویاس رشی ہیں انشٹپ چھند ہے۔ اور شری کرشن پرماتما دیوتا ہیں
بھگوت گیتا کے ... منتر بمنزلہ مالا کے دانوں کے ہیں اور ذیل کے تین منتر مثل

دانہ سمیر کے ہیں گیتاجی کے کل اُصول انمیں بصورت تخم موجود ہیں۔ زمانۂ قدیم میں
رواج تھا کہ کتاب کی ابتدا میں رشی یعنی مصنّف کا نام چھند یعنی وزن بحر اور دیوتا یعنی
موصوف الیہ کا نام درج کیا کرتے تھے یہ بات وید اور دیگر پرانی تصانیف سے ظاہر ہے

अशोच्यानन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्च भाषसे इति बीजं ॥१॥

(۱) بیج منتر (لُب لُباب کلام) افکار باطل کرتا ہے اور دانائی کی باتیں
کہتا ہے۔ جیسے بیج میں درخت کی شاخ پتے پھول پھل وغیرہ سب اجزا چھپے موجود
ہوتے ہیں اور بونے سے نشو ونما پاتے ہیں ویسے ہی بیج منتر اون الفاظ کو کہتے ہیں
جن کے معنی میں کل علم خودشناسی پوشیدہ طور پر موجود رہتا ہے اور ترکیب
علمی سے ظاہر ہوجاتا ہے یہ بیج منتر ایک تنبیہ ہے جو حالت جہل کو دکھلاتی ہے
خواب سے بیدار کرتی ہے اور جتاتی ہے کہ پندار خودی کی ہستی موہوم ہے یعنی انسان
غلطی میں پھنسا ہے اور غلطی کو صحت سمجھتا ہے جب وہ غلطی رفع کرنیکی کوشش
کریگا تب اِس کے معنی اوسکو بخوبی حل ہوجائینگے یہ منتر بھگوت گیتا کے دوسرے
ادہیا کے گیارہویں منتر کا نصف حصہ ہے اور وہاں سے انتخاب کرکے اِس دیباچہ
میں لایا گیا ہے۔ اوس جگہہ اِسکے معنی بالتصریح بیان کئے جائینگے۔

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रजेति शक्तिः ॥२॥

(۲) شکتی منتر (قوت طلب یا صدق ارادت) جس طرح اوپر بیج منتر میں سب علوم
پوشیدہ بیان کئے گئے ہیں اوسی طرح شکتی منتر وہ منتر ہے جس میں عشق عرفان زہد
و ریاض وغیرہ طلب کے ساری قوتوں کے معنی مشمول ہیں۔
سب دہرموں کو چھوڑ کر میری ہی شرن میں آؤ
یہ منتر نصف حصّہ اِس شری مدبھگوت گیتا کے اٹھارویں ادہیا کے ۶۶ منتر کا ہے
جو کتاب کے آخیر سے انتخاب کرکے یہاں لایا گیا ہے۔ سب دہرموں کا تیاگ جیسا کہ

تیسرے ادہیا میں بیان کیا جاویگا بحالت حیات ناممکن ہے دہرم کے معنی خاصہ طبعی
کے ہیں۔ جب تک اِنسان زندہ رہتا ہے انتھ کرن اور گیان اندری اور کرم اندری اپنا
اپنا دہرم یعنی فعل متعلقہ کرتے رہیں گے اُن سب کا معطل ہونا غیر ممکن ہے جب یہ امر
ناممکن ثابت ہے اور شرط پوری نہیں ہوسکتی تو پھر شرن میں آنا کیونکر ہوسکتا ہے
مراد کلام یہ ہے کہ جس غلط فہمی سے تونے اپنا آپا مان رکھا ہے اور جسکو اہنکار یعنی انانیت
کہتے ہیں اوسے چھوڑ دے جب تونے اوسے چھوڑ دیا وہ ہی میری شرن میں آنا ہی
یعنی جب تیرے اہنکار کا حجاب اوٹھ گیا تو میں ہی میں باقی رہا۔

شعر

خانہ خالی کُن دِلا تا منزلِ جانان شود
کین ہوسناکان دل وجان جائے دیگر کردہ اند

دیگر

در دِل میکشاید چشم از اغیار پوشیدن
کلیدِ قفلِ دِل باشد نگہ بر خویش دُز دیدن

مگر اہنکار کا جو خاصۂ طبعی سے پیدا ہوا ہے بغیر ابھیاس یعنی شوق کے دور ہونا محال
ہے اور ابھیاس بھی ایک قسم کا دہرم یعنی عمل ہے پس اب دریافت کرنا چاہیے کہ وہ
کونسا عمل ہے جسے عمل نکلنا چاہیے وہ حرکت پران یعنی نفس کی ہے جو خود بخود دہر انسان
میں بلا کوشش جاری ہے اور جسکو پران و اپان یعنی نفس بالا دیا میں کہتے ہیں
وہ کسی کا نعل نہیں ہے قدرت کا فعل ہے اِسی کی تحقیقات کے لئے وید اور کتب
دیگر مذاہب تصنیف ہوئیں اور قواعد جگ تپ کرم اوپاسنا دہیان جوگ اور سانکھ
قایم کئے گئے اور ورد و ظائف مقرر کئے گئے مگر اِس عقدہ بغیر اس عمل کے جو عمل
نہیں کیا جاسکتا اور جس کی ضمیر کا یہ منتر شاہد ہے حل نہوا۔ وید اور اونپشد وغیرہ اسی رمز
کی تشریح میں طوالت کے ساتھ طرح طرح کے بیانات درج ہوئے ہیں مگر نکتہ کے سمجھ میں آنے
سے عقل حیران ہو جاتی ہے اِس واسطے اِس صحیفہ متبرک میں جو حیرانی کا دُور کرنیوالا ہی

یہ منتر شکتی منتر قرار پایا ہے یہی انتہائے ادراک اِنسانی ہے اور حل کرنے والا سر بستہ
عقدوں کا ہے اِسکی طریقت منترت سادہنا اجپا جاپ سن دہیان ناسا گردتر پٹی دہیان
وغیرہ اگلے ادہیاؤں میں بیان کئے جائینگے گو اور طریقوں سے آخر میں اسی کمال پر پہونچتے
ہیں مگر بہت سرگردانی و پریشانی کے بعد آخر منزل سب کی یہی قدرتی طریقہ ہے چونکہ یہ
رمز باریک ہے اہل دانش کے سمجھنے کے لئے ایک روایت توضیحاً درج کی جاتی ہے
ایک راجہ واسطے تحصیل کرنے برہم ودیا کے ایک رکھیشر کے پاس گیا رکھیشر نے پوچھا
کہ اگر میں برہم ودیا بتاؤں تو تو اوسکے عوض مجھے کیا دیگا راجہ نے جواب دیا کہ میرا
راج لیلو رکھیشر نے کہا راج در اصل تیرا نہیں۔ اوسکے قابض گذشتہ راجگان تھے اور آیندہ
تیری اولاد کا حق ہے اور وہ بھی ایک خدمت ہے اوسے لیکر میں کیا کروں گا جو مال و
اسباب ہے وہ سلطنت کا سامان اور رعایاء کی بہبودی کا سر انجام ہے۔ تب راجہ
نے کہا کہ میرا جسم لیلو رکھیشر نے کہا کہ اوّل تو یہ جسم چرک گوشت اور استخوان وغیرہ کا بنا
ہوا اور ناپائدار ہے دوم ماں باپ کو اُس پر دعوئی فرزندی اور اولاد کو دعوئی ولدیت
اور بیوی کو دعوئی شوہری ہے یہ تو مجھے کیونکر دیسکتا ہے تب راجہ خواب غفلت سے
بیدار ہوا اور اوس نے خیال کیا کہ میرا تو کچھ بھی نہیں ہے (یعنی ترک انانیت ہوا) تب
اُس نے کہا کہ مجھے اپنا کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا بعد ازاں رکھیشر نے کہا کہ تیرا کچھ ہے بشرطیکہ
وہ مجھے دیدے اور پھر اوس کا استعمال نکرے تو میں برہم ودیا بتاؤنگا۔ راجہ نے بکمال شوق
سے کہا جو مانگو میں دینے کو تیار ہوں۔ رکھیشر نے کہا اپنا چت مجھے دیدے راجہ نے
حسب قول فوراً چت کا سنکلپ کر دیا تب رکھیشر اوٹھکر وہاں سے چلدیا۔ راجہ کو دلمیں
حیرت ہوئی کہ میں نے تو حسب اقرار اپنے چت کا سنکلپ کر دیا مگر رکھیشر نے برہم ودیا
نہ بتائی مگر بفور پیدا ہونے اِس خیال کے راجہ نے سوچا کہ بغیر چت کے خیال کا پیدا ہونا
ممکن نہیں اور چت میں دیچکا ہوں اب اِس سے کوئی فعل کرنا خلاف معاہدہ ہے پس

خاموش بیٹھ گیا اور ایسے سکون کی حالت میں رہا کہ خیال کو وسعت پیدا ہونے کی نوبت جب
تین دن اِس طرح پر گذر گئے تب رکھیشر جس کا یہ فعل صرف راجہ کو خواب غفلت سے
بیدار کرنے کے واسطے تھا وہاں پر آیا اور اوس نے راجہ کو مستقل و مطمئن بیٹھا پایا اور وہ
آفریں کرکے لب کشا ہوا اگر راجہ بسبب معاہدہ جواب دینے سے معذور رہا کہ چت سے
فعل کرنا جایز نہ تھا تب رکھیشر نے اوسکے بطون سے آگاہ ہو کر یوں کہا کہ اسے راجہ تو اپنا
چت مجھے دے چکا ہے اور اب وہ میرا ہے میرے چت سے میرے سوال کا جواب دے
دان بعد برہم ودیا تلقین کی فی الحقیقت سب دھرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آؤ اسی کیفیت
قلب کا بیان ہے یعنی چت کی حرکت روکنے سے سب دھرموں کا تیاگ ہو جاتا ہے

अहंत्वां सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि माशुचेति कीलकम् ॥ ३॥

(۳) کیلک منتر (کلید معرفت) میں تجھے سب پاپوں سے آزاد کردونگا تو فکر نکر
جب حسب ہدایت بیج منتر کے اپنی جہل و نادانی کی حالت سے آگاہ و واقف ہو کر
طالب بموجب شکتی منتر عامل ہوگا تب وہ واہمات سے رہائی پاکر ذات میں وصل ہوگا۔
یہ اقرار واجب الوجود کا ہے جو اِس میں شک و شبہ کریگا بیشک گرفتار واہمات رہیگا۔

رُباعی

تا آنکہ سوائے حق بدانی خود را در ظاہر و باطنت بینابی جز حق	غافل ز بقائے حق بدانی خود را ہرگاہ کہ جائے حق بدانی خود را

अथ न्यासः

ذیل کے چھ منتر کرنیاس کے ہیں۔ کرنیاس کا اشارہ طرف اون تصورات کے ہے
جو شاغل کو اپنے انتہ کرن یعنی قلب میں قایم کرنے چاہئیں اور جنکا بیان ذیل میں درج ہے

नैनं छिंदंति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः इत्यंगुष्ठाभ्यांनमः ॥ १॥

नचैनं क्लेदयंत्यापो नशोषयति मारुतः इति तर्जनीभ्यांनमः ॥ २॥

अच्छेद्योऽयमदाह्योऽयमक्लेद्योऽशोष्य एव च इति मध्यमाभ्यांनमः ॥ ३॥

नित्यः सर्वगतः स्थाणुरचलोऽयं सनातनः इत्यनामिकाभ्यांनमः ॥ ४॥

पश्य मे पार्थ रूपाणि शतशोऽथसहस्रशः इति कनिष्ठिकाभ्यांनमः ॥ ५॥

नाना विधानि दिव्यानि नानावर्णाकृतीनि चेति करतलकरपृष्ठाभ्यांनमः ॥ ६॥

(۱) اِس جان کو نہ ہتیار کاٹتے ہیں نہ آگ جلاتی ہے	شمار انگوٹھ پر
(۲) نہ اسکو پانی گلاتا ہے اور نہ ہوا خشک کرتی ہے	" انگشت سبابہ پر
(۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے نہ جل سکتی ہے نہ گل سکتی ہے اور نہ خشک ہو سکتی ہے	" " وسطی پر
(۴) یہ لازوال محیط۔ قایم بالذات۔ ساکن اور قدیم ہے	" " بنصر پر
(۵) ارجن دیکھ میرے روپ سیکڑوں بلکہ ہزاروں	" " خنصر پر
(۶) طرح طرح کے عجائبات اور رنگا رنگ کے جلوے	" دست بر دست پر

شروع کے چار منتر دوسری ادھیاے کے منتر نمبر ۲۳ و ۲۴ کے نصف نصف حصے ہیں اور
اخر کے دو منتر گیارہویں ادھیاے کے پانچویں منتر میں مشمول ہیں۔ اور وہاں سے اختصار کر کے
بصورت کرنیاس یہاں لائے گئے تاکہ اِنکے اُصول روزمرہ کے ورد و مزاولت سے طالب کے
قلب پر نقش ہو کر اخلاقی ہمت اور عقل سلیم پیدا کرتے ہیں اور علم معاد کی طرف اوسکی توجہ دلاتے رہیں
اوپر کے چھ منتروں کے اوّل نصف حصے بطور انگناس ذیل میں مکرر لکھے جاتے ہیں۔

नैनं छिंदंति शस्त्राणि इति हृदयाय नमः ॥ १॥

न चैनं क्लेदयंत्यापो इति शिरसे स्वाहा ॥ २॥

अच्छेद्योऽयम दाह्योऽयमिति शिखायै वषट् ॥ ३॥

नित्यः सर्वगतः स्थाणुरिति कवचाय हुं ॥ ४॥

पश्य मे पार्थ रूपाणि इति नेत्रत्रयाय वौषट् ॥ ५॥

नाना विधानि दिव्यानि इत्यस्याय फट् ॥६॥

(۱) اس کو ہتیار نہیں کاٹتے ہیں	ہردے یعنی قلب میں تسلیم
(۲) اور نہ اسکو پانی گلاتا ہے	پیشانی میں "
(۳) یہ نہ کٹ سکتی ہے اور نہ جل سکتی ہے	ام الدماغ میں "
(۴) لازوال۔ محیط اور قایم بالذات ہے	دونو بازو پر "
(۵) ارجن دیکھہ میرے روپ کو	آنکھوں سے "
(۶) طرح طرح کے عجائبات	جذبۂ اشراق میں "

آجکل جو عملی کارروائی کرن نیاس اور انگنیاس کی پوجا کرتے ہوتے ہوتی ہے اوس میں بموجب ان اشاروں کے پوجا کرنے والے کو منتر پڑھنے کے وقت ہدایت ان اعضاء پر ہاتھ رکھنے کی ہوتی ہے اور اس فعل کی غرض اور مُراد مطلق دریافت نہیں کہ کیا ہے جسوقت علم توحید کی ہند میں روشنی تھی اور علوم باطنی کا چرچا تھا اوس زمانہ میں یہ مختصر عمل ظاہری طالبان کے واسطے قایم کیا گیا تھا تاکہ اس کے مزاولت سے اونکو کشایش باطنی حاصل ہوئے ان علامات کا شمار انگوٹھے وغیرہ پر بجاتے مالا کے دانوں کے ہے اور اشارہ طرف تصور باطنی کے ہے جو اندرونی قوتوں سے متعلق ہے یعنی جس جس منتر کو پڑھے ساتھہ ہی اوسکے اندر اوس مقام پر وہ تصور قایم کرتا جاوے۔ جو مختلف مقامات قلب پیشانی ام الدماغ وغیرہ اوپر بیان ہوئے ہیں اسوقت کے رہنما اب صرف وہاں پر ہاتھ رکھا دیتے ہیں معنی و مراد اسکی نہیں جانتے۔

ہردے۔ اکاس یعنی خلا ہے جسکو تلوار قابلیت قطع کرنے کی نہیں رکھتی ہے وہاں پر یہ صفت خلا کی تمیز ہوئی ہے۔

پیشانی: بھی جائے تصور ہے چونکہ پانی مادہ افزایش و تولید خیالات کا ہے وہاں پر تصور قایم کرنے والے کو اثر اوس کا نہیں پہونچتا یعنی سلسلہ خیالات اور واہمات کا بند ہوجاتا ہے

اُم الدماغ جائے تصور خاص ہے اسکی علمی بلندی اسقدر ہے کہ وہاں نہ ہتیار اور نہ

آگ کا اثر پہونچ سکتا ہے

دونوں بازو علامت قوت کے ہیں اور جان کی صفت فنا سے بَری اور محیط اور قایم بالذات ہونا ثابت کرتی ہیں

آنکھہ بینش کا آلہ ہے اس سے جان کے کرشمے محیط اور بسیط نظر آتے ہیں

جذبہ اشراق کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اس میں نادر جلوے انہو کے جو کہ ایک کیفیت حال ہے نظر آتے ہیں ہندوستان اور دیگر ملکوں میں طالبان حق تصورات خاکی آبی بادی آتشی و شمسی اور نیز شونیہ دہیان کا شغل کیا کرتے تھے تاکہ صفائی قلب بنا بر حصول علم معرفت حاصل ہو اس طریقت میں جو اوپر بیان کی گئی ہے اون سب طریقوں کا اصل اصول آگیا ہے اسکے عامل کو اون اشتغال کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے کہ وہ تصورات بصورت جلی ہیں اور یہ بصورت خفی ہے۔

श्री कृष्ण प्रीत्यर्थे जपे विनि योगः॥ अथ ध्यानम्

شری کرشن کی صدق محبت کے لئے جپ کرنیکا ارادہ کرکے۔ تصور (مندرجہ ذیل کرنا چاہئے)

पार्थाय प्रति बोधिता भगवता नारायणेन स्वयं।
व्यासेन ग्रथितां पुराण मुनिना मध्ये महाभारते ॥
अद्वैतामृत वर्षिणीं भगवतीमष्टादशा ध्यायिनी।
मंबत्वा मनसा दधामि भगव द्गीते भवद्वेषिणीम् ॥१॥

(۱) جس (بھگوت گیتا) کے اصول کرشن بھگوان نے خود ارجن کو تلقین کئے اور جسکو پراچین مُنی بیاس نے کتاب مہابھارت میں منسلک کیا۔ توحید کا آب حیات جس سے برستا ہے اور جو اٹھارہ ادھیا پر منقسم ہے اور سنسار کا اگیان دور کرتی ہے ایسی مادر مہربان کو میں اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں۔

شری مد بھگوت گیتا کے اصول شری کرشن بھگوان نے آپ جنگ مہابھارت کے موقع پر

ارجن کو تلقین کئے اور شری بید ویاس مہاراج نے اونھیں ضمیروں کو تصریح کے ساتھ
منظوم کرکے کتاب مہابھارت میں منسلک کیا چونکہ ان اٹھارہ ادھیاؤں میں پچھلے محققوں نے
علم حقیقت کا لب لباب بھرا پایا تھا لہذا اون کو اوس کتاب سے منتخب کرکے یہ دیباچہ
اوس پر لکھا تھا اور علمی طریقت تصور و شغل کی لکھدی تھی ادھیاؤں کے استعارے اور محاورے
دیباچہ سے مختلف پائے جاتے ہیں یعنی اون میں قدامت زمانہ اور دیباچہ سے زمانہ حال
کا کلام ہونا ثابت ہوتا ہے جس میں لکھنے والا شری وید ویاس مصنف کی اسطور پر تعریف کرتا ہے

नमोऽस्तुते व्यास विशाल बुद्धे फुल्लारविंदायत पत्र नेत्र ॥
येनत्वया भारत तैल पूर्णः प्रज्वालितो ज्ञान मयः प्रदीपः ॥ २॥

(۲) نمسکار ہے آپ کو ویاس روشن‌ضمیر جنکی آنکھیں کھلے ہوئے کنول کے دراز برگ کی
مانند ہیں اور جنھوں نے کتاب مہابھارت کے روغن سے بھرا ہوا معرفت کا چراغ
روشن کیا ہے۔

شری وید ویاس کی بزرگی اور عظمت نہ صرف ہندوستان میں تسلیم ہوتی ہے بلکہ ملک یونان
کے فلسفہ دانوں نے اِنکے شاگردوں سے علم الٰہی و فلسفہ حاصل کیا ہے حضرت دارا شکوہ
لکھتے ہیں "کلام راحت انجام حق اساس حقیقت شناس معرفت بیقیاس وحدت عاس محرم اسرار
خاص الخاص سوامی بیاس کہ تعریفش از ہرچہ گویند افزوں و توصیفش از ہرچہ نویسند خارج و
بیروں است چنانچہ حکیم اول افلاطون کہ شہرۂ آفاق و ممتاز حکمائے عرب و عجم بودہ باوجود
انواع حکمت بحکمت اشراقیہ سرفرازی داشت و در شاگردی کمترین شاگردان فہیم ہندی کہ
حکیم بس بزرگ گذشتہ است و افلاطون در کتب مولفہ خود وصف کمالاتش را بدرجہ کمال لائق
مفصل بقلم آوردہ و این مرشدش مریدے از سلسلہ مریدان سوامی بیاس است درجہ بزرگیش
از ینجا تصور نمایند کہ بچہ درجہ خواہد بود"
اونکی تصنیف کتاب مہابھارت بمنزلہ روغن کے ہے اور صحیفہ شری بھگوت گیتا چراغ معرفت

ہے جسکو اونھوں نے فلسفہ ویدانت کی آتش سے روشن کردیا ہے

प्रपन्न पारिजाताय तोत्र वेत्रैक पाणये ॥
ज्ञान मुद्राय कृष्णाय गीतामृत दुहे नमः ॥ ३॥

(۳) سری کرشن مہاراج کو نمسکار ہے جو کہ بمنزلہ درخت طوبیٰ ہیں نازک چھڑی جنکے ایک
ہاتھ میں ہے جو اشارات سے گیان سمجھاتے ہیں اور گیتا کا آب حیات جنھوں نے نکالا ہے
طوبیٰ ایک فرضی درخت ہے جسکا مقام سُرگ میں بتاتے ہیں۔ سُرگ وہ مقام ہے
جہاں وسوسات نہوں جہاں وسوسات نہیں وہ قلب بے پندار ہے جس قلب سے پندار
جاتا رہا اوسکی ہر وقت ہر مُراد حاصل ہے پس جو طالب صادق اور اہل ارادت ہیں وہ ہرگز
نامُراد نہیں رہتے کرشن مہاراج کل عالم کو برہم ودیا تلقین کرنے والے اور گرو ہیں۔ اور
کل علوم مثل دائروں کے ہیں جو اونکے نقطہ علم کے گرد کھنچے ہیں اور وہ کل دائرہ علم پر
محیط ہیں۔ گیتا بیشک وہ امرت ہے جس کا پینے والا حیات ابدی پاتا ہے اور خوف مرگ
سے آزاد ہو جاتا ہے۔

सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा गोपाल नन्दनः ॥
पार्थोवत्सः सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत् ॥ ४॥

(۴) سب اونپشد (بمنزلہ) گئو کے ہیں۔ کرشن دوہنے والے۔ ارجن تیز فہم بچھڑا پینے والا اور
گیتا کا عمدہ آب حیات دودھ ہے۔
اس سے ثابت ہے کہ بھگوت گیتا ویدوں کے تمام اونپشدوں کا خلاصہ ہے اور اول
منتر سے ظاہر ہے کہ کرشن بھگوان نے انہیں اونپشدوں کا خلاصہ ہے اُصول ارجن کو
بوقت جنگ مہابھارت تلقین کیا تھا پس اونپشد اور تلقین کرشن بھگوان اور شری
وید ویاس کی منظوم گیتا ایک ہی ضمیر اور اُصول رکھتے ہیں۔ گویا اونپشد بمنزلہ گئو۔ گیتا بمنزلہ
اوسکے دودھ اور تلقین کرشن بھگوان بمنزلہ گھی کے ہے۔

वसुदेव सुतं देवं कंस चाणूर मर्दनम्
देवकी परमानन्दं कृष्णं वंदे जगद्गुरुम् ॥५॥

(۵) وسودیوجی کے فرزند - دیوتا - کنس اور چانور کے مارنے والے - دیوکی کو راحت دینے والے - جگت کے گرو کرشن کو نمسکار کرتا ہوں -

भीष्म द्रोणतटा जयद्रथजला गांधारनी लोत्पला।
शल्यग्राहवती कृपेणवहनी कर्णेन वेलाकुला॥
अश्वत्थाम विकर्ण घोर मकरा दुर्योधना वर्तिनी।
सोत्तीर्णा खलु पांडवैः कुरु नदी कैवर्तकः केशवः॥६॥

(۶) بھیشم اور درون جسکے کنارے ہیں اور جیدرتھ جل ہے - گندھاری کے بیٹے جس میں نیلے کنول ہیں اور شلیہ ناکہ ہے کرپا چاری جسکی سیلانی اور کرن تلاطم ہے اشوتھاما اور وکرن جس میں خوفناک نگر ہیں اور دریودھن بھنور ہے اُس کوروں کی ندی سے کرشن جی کی ملاحی کی بدولت پانڈو کی کشتی پار ہوئی -

اِن منتروں میں مصنف نے طاقت کوروان کو ایک ندی فرض کیا ہے اور اونکے لشکر کے سرداروں کو اوس کا شاعرانہ تلازمہ باندھا ہے -

पाराशर्य्यवचः सरोज ममलं गीतार्थ गंधोत्कटं।
नानाख्यानक केसरं हरि कथा संबोधना बोधितं॥
लोके सज्जन षट्पदै रहरहः पेपीयमानं मुदा।
भूयाद्भारत पङ्कजं कलिमलः प्रध्वंसिनः श्रेयसे॥७॥

(۷) جو پراشر جی کے فرزند (وید ویاس جی) کے کلام کے تالاب میں لگا ہوا اور آبدار ہے گیتا کے معنی جسکی تیز خوشبو ہیں طرح طرح کے بیانات جس میں مثل کیسر کے ہیں - توصیف ذات کے الفاظ سے جو کھلا ہوا ہے اور دنیا میں نیک اِنسان مثل بھونروں

کے شوق سے جسکے (رس) کو روزمرہ پیتے ہیں وہ مہابھارت کا کنول کلجگ کی تاریکی کا دور کرنے والا ہماری بہتری کا سبب ہو -

مخفی نرہے کہ جو طریقے واسطے حصول علم الوہیت کے زمانہ سابق میں تھے اونکا اِس زمانہ میں تکمیل پانا محال ہے - تپ جگ اوپاسنا کرم کانڈ اور یوگ تریتا اور دواپر تک محدود رہے کلجگ میں صرف بھکتی یعنی عشق حقیقی سب سے بہتر وسیلہ ہے بمقولہ کبیر صاحب -

تیار اینا راہوت ہے جگ ٹھگ کا بیوہار
سیوا ہوم اوپاسنا عمل تریتا بیچ

پھر چاتپ ست جگ بکھے دواپر جگ آدھار
کلجگ میں بھکتی بھئی کیا اوتم کیا نیچ

اوتار شری کرشن جی کا یعنی نزول واجب الوجود کا جسم اِنسانی میں اِسی غرض سے ہوا تھا کہ علم ذات کو جو بوجہ انقلاب زمانہ مستور ہو گیا تھا پھر ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ یہ بھگوت گیتا کا فرمان خاص ذات نامتناہی سے جاری ہوا ہے تاکہ زمانہ آئندہ میں جو طالبان حق ہوں وہ اِس منشور عالی کو حرز جان بنا کر ذات بحت کے ادراک سے حیات اَبدی پا دیں -

मूकं करोति वाचालं पंगुं लंघयते गिरिम्॥
यत्कृपा तमहं वन्दे परमानन्द माधवम्॥८॥

(۸) جس کی قدرت گونگے کو بولنا سکھاتی ہے اور لنگڑے سے پہاڑ عبور کراتی ہے اوس پرمانند سروپ کرشن بھگوان کو نمسکار کرتا ہوں -

نفس گونگا تھا قوت نطق نے اوسکو ناطق بنایا عقل کے پاؤں نتھے علم کی قوت نے اوسکو تمام مشکلات پر عبور کرایا -

यंब्रह्मा वरुणेन्द्र रुद्र मरुतः स्तुन्वंति दिव्यैस्तवै।
वैदैः सांगपदक्रमोप निषदै र्गायंति यं सामगाः॥
ध्यानावस्थित तद्गतेन मनसा पश्यंति यं योगिनो।
यस्यांतं नविदुः सुरासुरगणा देवाय तस्मैनमः॥९॥

(۹) جسکی برہما - ورون - اندر - رودر - مرت عمدہ عمدہ تعریفوں سے استوتی کرتے
ہیں اور سام وید کے گانے والے انگ پد - کرم کے ساتھ وید اور اونپشد جسکی (حمد میں)
گاتے ہیں اور یوگی دہیان میں قایم ہوکر اور اوس میں دل لگاکر جسکو مشاہدہ کرتے ہیں جسکی
حقیقت نیک کردار اور بدکردار انسانوں نے نہیں جانی ہے اوس (کرشن) دیو کو نمسکار
ان اسماء سے اُن قوتوں کی طرف اشارہ ہے جن کو عارفوں نے علم اشراق سے دریافت
کیا ہے یہ سب ذات لاتناہی کی صفات ہیں جنکو لوگوں نے اپنے خیال کے موافق مجسم قرار
دے رکھا ہے - انگ - پد اور کرم - اصطلاحی الفاظ ہیں - انگ کے معنی جزو وید - پد کے معنی کلمہ اور
کرم کے معنی قرات یعنی خاص الحان سے پڑھنا ہے -

شری وید ویاس منی علم توحید میں ایسے زبردست ہوئے ہیں کہ اونکی تشبیہ کے واسطے
کوئی دوسرا وجود نظر نہیں آتا - وسشٹ جی مہارشی اونکے دادا اور شری پراشر سوامی اونکے
والد بزرگوار دونوں عارف کامل تھے تخم علم موروثی تھے ان میں آکر تکمیل پائی تھی انکا کلام عین
معقولات ہے اور کتب وید کا اصلی منشا ہے اونکے اصول کو اپنے خیالات سے محجوب کرنا انصاف
سے بعید ہے اور اوس میں روحیک دہیانک کو دخل دیکر معنی کو بدل دینا خلاف عقل ہے یہ صحیفہ
فیض عام ہے جو اونھوں نے نہ صرف اہل ہند بلکہ تمام دنیا کے واسطے بخشا ہے اور کلام علوی ہی
ہو سکتا ہے جو سب جگہ اور سب پر حاوی ہو اور ہمیشہ یکساں رہے -

	رباعی		
قومے بہ نماز در وز حق مجوبند	جمعے بہ رہ کعبہ رہے میپویند	بعضے گویند ماسوا چیزے نیست	حق جانب آنکہ حق میگویند

ادہیاے اوّل ارجن وشاد (دہمنتہ)

धृतराष्ट्र उवाच - धर्मक्षेत्रे कुरुक्षेत्रे समवेता युयुत्सवः।
मामकाः पाण्डवाश्चैव किमकुर्वत संजय ॥१॥

دہرتراشٹر نے سوال کیا (۱) اے سنجے ہمارے اور پانڈو کے طرف والوں نے

دہرم بھومی کورو چھیتر میں بارادہ جنگ جمع ہوکر کیا کیا -

	ترجمہ نظم	
جنگ کورو چھیتر کا سنجے بیان کر راجا		پانڈو کوروں نے اوس بھومی میں کیا کیا

راجہ دہرت راشٹر اور راجہ پانڈو دو بھائی تھے مگر راجہ دہرت راشٹر نابینا تھے پس
راج پانڈو کو سلطنت ملی تھی راجہ پانڈو کی وفات کے بعد دریودہن دہرت راشٹر کا بڑا
بیٹا کاروبار سلطنت کیا کرتا تھا اوس نے حق اپنے چچازاد بھائیوں یعنی اولاد پانڈو کا جو کہ اصلی
حق دار تھے دغا سے چھین لینا چاہا اور اونکو اذیت پہونچائی اِس بنائے حق پر مخاصمت پیدا
ہوکر جنگ مہابھارت وقوع میں آئی اِس موقعہ پر دہرت راشٹر کا سوال اپنے رتھبان
بوجہ نابینا ہونے کے ہوا ہے -

संजय उवाच - दृष्ट्वा तु पाण्डवानीकं व्यूढं दुर्योधनस्तदा।
आचार्यमुपसंगम्य राजा वचनमब्रवीत् ॥२॥

سنجے نے بیان کیا (۲) کہ پانڈو کی فوج کو آراستہ دیکھکر راجہ دریودہن نے
جاکر اوستاد سے اوس وقت یہ الفاظ کہے -

دیکھتے ہی پانڈو کی فوج کو آراستہ		راجہ دریودہن نے چھیڑا درون سے یہ تذکرہ

पश्यैतां पाण्डुपुत्राणामाचार्य महतीं चमूम्।
व्यूढां द्रुपदपुत्रेण तव शिष्येण धीमता ॥३॥

(۳) اے اوستاد پانڈوں کے اِس لشکر عظیم پر نظر کیجیے جس کو دروپد کے پسر آپکے
خرد مند شاگرد نے آراستہ کیا ہے -

لشکر غدار کو اِن پانڈو کے دیکھئے		منتظم ہیں جس کے عالی فہم شاگرد آپکے

अत्र शूरा महेष्वासा भीमार्जुनसमा युधि।
युयुधानो विराटश्च द्रुपदश्च महारथः ॥४॥

धृष्टकेतुश्चेकितान काशिराजश्च वीर्यवान्॥
पुरुजित कुंति भोजश्च शैव्यश्च नरपुंगव:॥५॥
युधामन्युश्च विक्रांत उत्तमौजाश्च वीर्यवान्॥
सौभद्रो द्रौपदेयाश्च सर्व एव महारथा:॥६॥

(۴) اِس پانڈو کے لشکر میں دلاور اور بڑی بڑی کمان رکھنے والے اور جنگ میں
بھیم اور ارجن کے ہم پایہ یویودہان - ویراٹ - مہارتھی درو پد

(۵) دہرشٹ کیتو - چیکتان - زبردست کاشی راج - پورجت - کنتی بہوج - شیوی -
منتخب دلاوران -

(۶) دلیر یدہامنیو - نور آور اُتم اوجا - سوبھدر - اور درو پد کے بیٹے جو سب مہارتھی
ہیں (شامل ہیں)

بھیم اور ارجن کے ہمسر ہیں اودہر اتنے جوان
دہرشٹ کیتو - کاشی راج اور چیکتان صف شکن
اوتم اوجا صاحب ہمت - یدہامنیو جبدری

یویودہان - ویراٹ - درو پد کا معزز خاندان
شیبو - کنتی بہوج - پورجت - نام آور تیغ زن
درو پد و سوبھدر کی کنبے کے سب مہارتھی

अस्माकंतु विशिष्टाये तान्निबोध द्विजोत्तम:॥
नायका मम सैन्यस्य संज्ञार्थंतान्ब्रवीमिते॥७॥

(۷) اے واجب التعظیم برہمن جو ہم میں سے معزز ہیں اور میری فوج کے سردار ہیں
اُنسے واقف ہوجئے آپ کی واقفیت کے لئے اونکے (نام) بیان کرتا ہوں۔

جو دلاور میرے لشکر میں بہت مشہور ہیں
اونکے اسمائے گرامی ذیل میں مذکور ہیں ؛

भवान् भीष्मश्च कर्णश्च कृपश्च समितिंजय:॥
अश्वत्थामा विकर्णश्च सौमदत्तस्तथैवच॥८॥

(۸) آپ - بھیشم - کرن - کرپاچاری - سمتنجے اشوتھاما - وکرن - اور نیز پسر سومدت

آپ بھیشم سمتنجے اور کرپاچاریہ کرن
اشوتھاما سومدت عالی خرد راجہ وکرن

अन्ये च बहव: शूरा मदर्थे त्यक्त जीविता:॥
नाना शस्त्र प्रहरणा: सर्वे युद्ध विशारदा:॥९॥

(۹) (انکے علاوہ) اور بہت سے جوانمرد ہیں جو میرے واسطے جان دینے والے اور
ہرطرح کے ہتیار چلانے والے ہیں اور تمام فنون جنگ میں طاق ہیں۔

اور بہت سے جاں نثاری کے ہنر میں طاق ہیں
اسلحہ ہائے مختلف کے جنگ میں مشتاق ہیں

अपर्याप्तं तदस्माकं बलं भीष्माभि रक्षितं॥
पर्याप्तं त्विद मेतेषाम बलं भीमाभि रक्षितं॥१०॥

(۱۰) ہماری فوج زیر حکم بھیشم کے زبردست ہے اِنکی فوج ماتحت بھیم کے زیردست ہے

میری اعلیٰ فوج کا بھیشم سپہ سالار ہے
بھیم اونکی پست ہمت فوج کا سردار ہے

अयनेषुच सर्वेषु यथा भाग मव स्थिता:॥
भीष्ममेवाभि रक्षन्तु भवंत: सर्व एवहि॥११॥

(۱۱) تم سب جو جہاں کھڑے ہو اور جس صف میں ہو بھیشم کا ساتھ دو۔

جو دلاور آج صف آرا ہیں میری فوج کے
اونکو بھیشم کی مدد واجب ہے دل اور جان سے

तस्य संजयन्हर्षं कुरु वृद्ध: पितामह:॥
सिंह नादं विनद्योच्चै: शंखं दध्मौ प्रतापवान्॥१२॥

(۱۲) کوروں کے بزرگ جد امجد صاحب جلال بھیشم نے زور سے شیر کی سی بلند آواز
رکھنے والا سنکھ بجایا جو کہ اوس (دریودہن) کے دل میں جوش ہمت پیدا کرتا تھا۔

بوڑھے بھیشم نے اب اوسکا جی بڑہانے کے لئے
سنکہ کا نعرہ سنایا مثل غراں شیر کے

तत: शंखाश्च भेर्यश्च पणवानक गोमुखा:॥
सह सैवाभ्य हन्यंत सशब्द स्तुमुलोभवत्॥१३॥

(۱۳) تب شنکھ۔ نقارہ پکھاوج ڈھول اور بگل کے ایکدمہی بجنے سے بڑا شور برپا ہوا۔

جھانجھ۔ نقارے۔ بگل۔ ناقوس و دف بجنے لگے
ایکدم وہ دونوں لشکر شور و غل سے گونج اوٹھے

ततः श्वेतैर्हयैर्युक्ते महति स्यंदने स्थितौ ॥
माधवः पांडवश्चैव दिव्यौ शंखौ प्रदध्मतुः ॥१४॥

(۱۴) اوسکے بعد کرشن اور ارجن نے ایک ایسے رتھ پر جس میں سفید گھوڑے جتے تھے سوار ہوکر اپنے اپنے نادر سنکھ بجائے۔

بعدازاں سبزونکے عالیشان رتھ میں بیٹھ کے
کرشن وارجن ہوگئے دمساز ایک ایک سنکھ سے

पांचजन्यं हृषीकेशो देवदत्तं धनंजयः ॥
पौंड्रं दध्मौ महा शंखं भीमकर्मा वृकोदरः ॥१५॥

(۱۵) کرشن نے پانچ جن (شنکھ) ارجن نے دیودت اور مہیب الافعال بھیم نے پونڈر مہا شنکھ بجایا

نام جنکا پانچ جن اور دیودت مشہور تھا
ایک طرف بجنے لگا پونڈر بہادر بھیم کا۔

अनंत विजयं राजा कुंती पुत्रो युधिष्ठिरः ॥
नकुलः सहदेवश्च सुघोष मणि पुष्पकौ ॥१६॥
काश्यश्च परमेष्वासः शिखंडी च महारथः ॥
धृष्टद्युम्नो विराटश्च सात्यकिश्चा पराजितः ॥१७॥
द्रुपदो द्रौपदेयाश्च सर्वशः पृथिवी पते ॥
सौभद्रश्च महा बाहुः शंखान्दध्मुः पृथक पृथक ॥१८॥

(۱۶) راجہ یدھشٹر پسر کنتی نے اننت بجے (شنکھ) نکل اور سہدیو نے سگھوش اور منی پشپک (شنکھ)
(۱۷) کاشی راج دراز کمان۔ مہارتھی شکھنڈی۔ درشٹ دیومن۔ وراٹ۔ ساتکی فاتح دشمناں
(۱۸) دروپد کے بیٹوں اور قوی بازو پسران سوبھدر نے ہر چہار طرف اے راجہ (دھرت راشٹر) اپنے اپنے شنکھ بجائے۔

خوب گونجے نکل اور سہدیو کی پشپک سگھوش
سہر گیا کانوں میں ناقوس یدہشٹر کا خروش
حوصلے والا شکھنڈی شیر بازو کاشی راج
ساتکی۔ ویراٹ اور درشٹدومن آتش مزاج
دروپد و سوبھدر کی کنبہ کے چھوٹے اور بڑے
شادماں تھے اپنے اپنے سنکھ کی آواز سے

सघोषो धार्त्तराष्ट्राणां हृदयानि व्यदारयत् ॥
नभश्च पृथिवीं चैव तुमुलो व्यनुनादयन् ॥

(۱۹) وہ شور و غل جسنے ان دھرت راشٹر کا سینہ چاک کرتا تھا اور زمین و آسمان میں گونج گیا تھا۔

شور و غل سن سن کے کوروں کا جگر پھٹنے لگا
یک بیک ارض و سما میں تہلکہ برپا ہوا

अथ व्यवस्थितान्दृष्ट्वा धार्त्तराष्ट्रान्कपिध्वजः ॥
प्रवृत्ते शस्त्र संपाते धनुरुद्यम्य पांडवः ॥२०॥
हृषीकेशं तदा वाक्य मिद माह मही पते ॥
अर्जुनउवाच - सेनयोरुभयोर्मध्ये रथं स्थापय मेऽच्युत ॥२१॥

(۲۰) اوسوقت دھرت راشٹر کے لشکر کو استادہ دیکھکر جنگ کے شروع ہونے پر کمان اوٹھا کر ارجن نے۔

دیکھکر کوروں کو اپنے سامنے صف میں کھڑا
ہاتھ میں لیکر کمان جب کشت و خوں ہونے لگا

(۲۱) کرشن سے یہ الفاظ کہے کرشن تم میرے رتھ کو درمیان دونوں لشکروں کے ٹھیرا دو۔

کرشن سے اے مہرباں اوسوقت ارجن نے کہا
وسط میں فوجونکے میرے رتھ کو ٹھیرا دو ذرا

यावदेतान्निरीक्षेऽहं योद्धुकामानवस्थितान् ॥
कैर्मया सह योद्धव्यमस्मिन्रण समुद्यमे ॥२२॥

(۲۲) تاکہ میں ان جنگجوؤں کو جو کھڑے ہوئے ہیں دیکھکر معلوم کروں کہ اس معرکہ جنگ

میں مجھے کن کن کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔

تاکہ مجھکو بھی خبر ہو کون ہیں وہ سورما		معرکے میں آج ہو گا جن سے میرا سامنا

योत्स्यमाना नवेक्षेऽहं यएतेऽत्र समागताः॥
धार्त्तराष्ट्रस्य दुर्बुद्धेर्युद्धे प्रियचिकीर्षवः॥२३॥

(۲۳) اور اون بہادروں کو دیکھوں جو اِس معرکہ میں تیرہ عقل دریودھن کے مدد گار بنکر آئے ہیں

میں بھی اون زورآوروں کو ایک نظر سے دیکھ لوں		جنکو دریودھن کی حشمت پر سمایا ہے جنون

संजय उवाच- एवमुक्तो हृषीकेशो गुडाकेशेन भारत॥
सेनयोरुभयोर्मध्ये स्थापयित्वा रथोत्तमम्॥२४॥
भीष्मद्रोण प्रमुखतः सर्वेषांच महीक्षिताम्॥
उवाच पार्थ पश्यैतान्समवेतान्कुरूनिति॥२५॥

(۲۴) سنجے نے کہا اے فرزند بھرت (دھرت راشٹر) جب ارجن نے کرشن سے یہ بات کہی تب اونہوں نے عالیشان رتھ کو دونوں لشکروں کے بیچ میں کھڑا کرکے (۲۵) بھیشم۔ درون اور سب راجاؤں کے سامنے ارجن سے کہا کہ تو اب اِس کوروں کی جماعت پر نظر کر

کرشن اِتنی بات سنکر اسے شۂ دالا گہر درون بھیشم اور سرداروں کے صف کے سامنے		دونوں فوجوں کے مقابل اُسکے رتھ کو روک کر بولے ارجن وہ ہے کوروں کی جماعت دیکھ لے

तत्रापश्यत्स्थितान्पार्थः पितॄनथ पितामहान्॥
आचार्यान्मातुलान्भ्रातॄन्पुत्रान्पौत्रान्सखींस्तथा॥२६॥
श्वशुरान्सुहृदश्चैव सेनयोरुभयोरपि॥
तान्समीक्ष्य सकौंतेयः सर्वान्बन्धूनवस्थितान्॥२७॥

(۲۶) ارجن نے باپ۔ دادا۔ گرو۔ ماموں۔ بھائی۔ بیٹے۔ پوتے۔ دوست۔

(۲۷) خسر اور پیاروں کو جو طرفین کی فوج میں اوس موقع پر موجود تھے دیکھا اور اون سب یگانوں کو موجود دیکھکر وہ بیسر کنتی

اوس نے دور تک نظر دیکھا کہ یار و اقربا دونوں جانب بے محابہ مستعد ہیں جنگ پر		باپ۔ دادا۔ بیٹے۔ پوتے۔ نسبتی۔ گرو و آشنا اور وہ اپنے گھر کی ساری صورتیں پہچانکر

कृपया परयाविष्टो विषीदन्निदमब्रवीत्॥
अर्जुन उवाच- दृष्ट्वेमं स्वजनं कृष्ण युयुत्सुं समुपस्थितम्॥२८॥

(۲۸) (اونکی) غایت الفت کے سبب غمگین ہو کر کہنے لگا۔ اے کرشن اِن اقربا کو جو جنگ پر آمادہ ہیں دیکھکر

اُنس کے جذبے میں گھبرایا ہوا کہنے لگا		دیکھکر اے کرشن اپنوں کا ارادہ جنگ کا

सीदंति मम गात्राणि मुखंच परिशुष्यति॥
वेपथुश्च शरीरे मे रोमहर्षश्च जायते॥२९॥

(۲۹) میرے عضو سست ہوئے جاتے ہیں۔ منہ خشک ہوتا ہے بدن کانپتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

میرے اعضا ٹوٹتے ہیں خشک ہوتا ہے دہن		رونگٹے ہوتے کھڑے ہیں تھرتھراتا ہے بدن

गांडीवं स्रंसते हस्तात्त्वक्चैव परिदह्यते॥
नचशक्नोम्यवस्थातुं भ्रमतीव च मे मनः॥३०॥

(۳۰) گانڈیو (کمان) ہاتھ سے گری پڑتی ہے خون جوش کھاتا ہے کھڑا نہیں رہا جاتا اور دل بیقرار ہے۔

خون الفت جوش زن ہے چھوٹی پڑتی ہے کمان		بیٹھا جاتا ہے یہ دل پھرتا ہے آنکھوں میں جہاں

निमित्तानिच पश्यामि विपरीतानि केशव॥
नच श्रेयो नुपश्यामि हत्वा स्वजनमाहवे॥३१॥

(۳۱) کرشن مجھے آثار مخالف نظر آتے ہیں اور یگانوں کو جنگ میں مار کر کوئی فائدہ نہیں دکھتا۔

کرشن آثار مخالف صاف آتے ہیں نظر
فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بہائیوں کو مار کر

नकांक्षे विजयं कृष्ण नच राज्यं सुखानि च ॥
किंनो राज्येन गोविंद किं भोगै जीवितेन वा ॥ ३२॥

(۳۲) کرشن میں فتح سلطنت اور عیش وآرام کی تمنا نہیں رکھتا۔ اے گوبند ہمارے نزدیک سلطنت لذات دُنیا اور حیات ہیچ ہیں۔

مجھکو تو خواہش نہیں سامان فتح وعیش کی
ہیچ ہیں میری نظر میں مال وجاہ وزندگی

येषा मर्थे कांक्षितं नो राज्यं भोगाः सुखानि च ॥
तइमे ऽवस्थिता युद्धे प्राणं स्त्यक्त्वा धनानि च ॥३३॥

(۳۳) جن کے لئے ہم نے سلطنت اور عیش وآرام چاہا تھا وہ تو جان اور مال سے ہاتھ دھو کر اس معرکۂ جنگ میں کھڑے ہیں۔

سلطنت کے ٹھاٹھ جنکے واسطے درکار تھے
وہ کھڑے ہیں ہاتھ دھو کر اپنی جان ومال سے

आचार्याः पितरः पुत्रा स्तथैव च पिता महाः ॥
मातुलाः श्वशुराः पौत्राः श्यालाः संबंधिन स्तथा ॥३४॥

(۳۴) یہاں پر گرو۔ باپ۔ بیٹے اور دادا۔ ماموں۔ خسر۔ پوتے۔ سالے اور قرابت مند موجود ہیں۔

باپ۔ دادا۔ بیٹے۔ پوتے۔ اقربا ماموں۔ گورو
سالے اور سسرے ہیں دونوں لشکروں میں جنگجو

एतान्न हंतु मिच्छामि घ्नतो ऽपि मधुसूदन ॥
अपि त्रैलोक्य राज्यस्य हेतोः किंनु मही कृते ॥३५॥

(۳۵) اے کرشن۔ ہر چند وہ مجھے قتل کر ڈالیں میں روئے زمین کے بلکہ ترلوکی کے

راج کی طمع سے بھی اون کا قتل روا نہیں رکھتا۔

مارنا انکا نہیں منظور مرنا ہے قبول
مجھکو دُنیا اور عقبیٰ کا نہیں شوق حصول

निहत्य धार्तराष्ट्रान्नः का प्रीतिः स्याज्जनार्दन ॥
पापमेवा श्रये दस्मान् हत्वैता नाततायिनः ॥ ३६॥

(۳۶) دہرت راشٹر کی اولاد کو مار کر ہمیں راحت تو کیا حاصل ہوگی۔ ان بدکرداروں کو مار کر ہم ہی آلودہ گناہ ہوں گے۔

کوروُں کی جان لینے کا یہی ہوگا ثواب
اپنی گردن پر رہیگا بھائی بندوں کا عذاب

तस्मान्नार्हा वयं हंतु धार्तराष्ट्रा न्स्वबांधवान् ॥
स्वजनंहि कथं हत्वा सुखिनः स्याम माधव ॥३७॥

(۳۷) بس ہم کو دہرت راشٹر کی اولاد کو جو اپنے عزیز ہیں قتل کرنا لازم نہیں اے کرشن ہم اپنے بھائی بندوں کو قتل کر کے لطف زندگی کیا خاک اوٹھائینگے۔

بھائیوں کو قتل کرنا ہے سراسر ناروا
جب نہوں اپنے یگانے زندگی کا لطف کیا

यद्यप्येते न पश्यंति लोभो पहत चेतसः ॥
कुल क्षय कृतं दोषं मित्र द्रोहे च पातकम् ॥ ३८॥

(۳۸) یہ طمع سے اندھے ہو کر خاندان کے برباد کرنے کے عذاب اور محبوں کی ایذا رسانی میں گناہ نہیں دیکھتے۔

حیف اون لالچ کے اندھوں کو نہیں آتا نظر
اقربا کے مارنے اور دل دُکھانیکا ضرر

कथं न ज्ञेय मस्माभिः पापा दस्मान्निवर्तितुम् ॥
कुलक्षय कृतं दोषं प्रपश्यद्भि र्जनार्दन ॥ ३९ ॥

(۳۹) اے کرشن ہم خاندان کے برباد کرنیکے گناہ کو سمجھ کر بھی اس گناہ سے کیوں نہ بچا چاہیں۔

کیوں نہ ہم ایسی سمجھ ہوتے برائی سے بچیں
صاف ظاہر ہے تباہی بھائیوں کے قتل میں

कुल क्षये प्रणश्यन्ति कुलधर्माः सनातनाः ॥
धर्मे नष्टे कुलं कृत्स्न मधर्मोऽभि भवत्युत ॥४०॥

(۴۱) خاندان کے (ذکور کی) ہلاکت سے خاندان کی قدیم نیک افعالی جاتی رہتی ہے اور نیک افعالی کے غارت ہونے پر بد افعالی ضرور کُل خاندان میں پھیل جاتی ہے۔

باعثِ ترکِ رسومِ نیک ہے قتلِ ذکور
بد شعاری سے بپا ہوتے ہیں نازیبا فتور

अधर्माभि भवात्कृष्ण प्रदुष्यंति कुलस्त्रियः ॥
स्त्रीषु दुष्टासु वार्ष्णेय जायते वर्ण संकरः ॥४१॥

(۴۱) اے کرشن افعال ذمیمہ کے پھیلنے سے خاندان کی عورتیں بد افعال ہو جاتی ہیں اور بد افعال عورتوں سے اولاد ناجائز پیدا ہوتی ہے۔

عورتیں بیخوف ہو کر چھوڑ دیتی ہیں چلن
غیر کی کے فعل سے مخلوط ہوتی ہیں رن

संकरो नरकायैव कुलघ्नानां कुलस्य च ॥
पतंति पितरो ह्येषां लुप्त पिंडोदकक्रियाः ॥४२

(۴۲) اولاد ناجائز خاندان کے قتل کرنیوالوں کو اور اون کے اولاد کو دوزخ میں پہونچاتی ہے اور اون کے متوفیان بھی بسبب پنڈ اور جل کے کارروائی نہو سکنے کے پستی میں گرتے ہیں

نرک میں گرتا ہے مخلوط النسب کا خاندان
پنڈ و جل ملتے نہیں مٹتا ہے پتروں کا نشان

दोषैरेतैः कुलघ्नानां वर्णसंकर कारकैः ॥
उत्साद्यंते जाति धर्माःकुलधर्मश्च शाश्वताः ॥४३॥

(۴۳) خاندان کے قتل کرنیوالوں کے اون گناہوں سے جو اولاد ناجائز کے پیدایش کے باعث ہوتے ہیں قدیم قومی اور خاندانی نیک طریقے غارت ہو جاتے ہیں۔

اون بُرے فعلوں کا ثمرہ ناخلف اولاد ہے
ایسی قوم اور خاندان کی حیثیت برباد ہے

उत्सन्न कुल धर्माणां मनुष्याणां जनार्दन ॥

नरके नियतं वासो भवती त्यनु शुश्रुम ॥४४॥

(۴۴) اے جناردن مینے سنا ہے کہ اون لوگوں کا جن کے خاندان سے نیکی جاتی رہتی ہے ضرور دوزخمیں مقام ہوتا ہے۔

نیک اعمالی میں جس کنبے کے آتا ہے فتور
لوگ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جاتا ہے ضرور

अहोबत महत्पापं कर्तुं व्यवसिता वयम् ॥
यद्राज्य सुख लोभेन हंतुं स्वजन मुद्यताः ॥४५॥

(۴۵) افسوس ہم بڑے گناہ کے مرتکب ہوتے جو راج اور آسایش کی طمع سے عزیزوں کی قتل کرنے پر مستعد ہو گئے۔

حیف میں دھبا لگاؤں اپنے ننگ و نام پر
اپنی بہبودی کی سوچوں بھائیوں کو مار کر

यदि माम प्रतीकार मशस्त्रं शस्त्र पाणयः ॥
धार्तराष्ट्रा रणे हन्युस्तन्मे क्षेमतरं भवेत् ॥४६॥

(۴۶) اگر مقابلہ کئے بغیر مجھ نہتے کو دھرت راشٹر کے بیٹے جن کے ہاتھوں میں ہتیار موجود ہیں مار ڈالیں تو میرے حق میں خوب ہو۔

گر کوئی شہ زور کور میرے جسم و روح کو
تیغ سے اسدم جدا کر دے بہت ہی خوب ہو

संजय उवाच ॥ एवमुक्त्वाऽर्जुनः संख्ये रथोपस्थ उपाविशत् ॥
विसृज्य सशरं चापं शोक संविग्न मानसः ॥४७॥

(۴۷) یہ کہکر ارجن نے تیر اور کمان ڈالدئے اور وہ رنج سے پریشان ہو کر میدان جنگ میں رتھ کے اندر بیٹھ گیا

کہہ کے یہ الفاظ ارجن رتھ میں داخل ہو گیا
ڈالکر تیر و کمان افسوس میں ڈوبا ہوا

इति श्री भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्मा विद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे अर्जुन विषाद योगोनाम प्रथमोऽध्यायः ॥१॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی برہم ودیا کے طریقت عشق کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی گفتگو کی پہلی ادہیا موسوم بہ غمگینی ارجن ختم ہوئی۔

اِس ادہیا میں بجز حالات تاریخی کے کوئی رمز متعلق عرفان وعلم حقیقت کے درج نہیں ہے۔ البتہ اِس سے حالت اوس زمانہ کی جس میں جنگ مہابھارت واقع ہوئی اور نیز حالت ارجن کی جو اوس وقت علم ذات سے بے بہرہ تہا معلوم ہوتی ہے ناظرین کو اِس کے مطالعہ سے یہ حل ہو سکتا ہے کہ اوس زمانہ سے زمانہ حال تک کسقدر انقلاب واقع ہوا ہے۔ اِن دونوں حالتوں کے مقابلہ کے واسطے یہ روایت مہابھارت سے نقل کیجاتی ہے کہ فوج کوروان و پانڈوان میں دن بھر جنگ وجدل ہوتا تھا۔ اور بعد غروب ہونے آفتاب کے ومسدود ہونے رزم کے دونوں فوجوں کے سردار شب کو باہم خورد نوش کرتے تھے اور نشست و برخاست رکھتے تھے اور حیلہ و فریب جنگ میں کرنا خلاف آئین راستی کے سمجھتے تھے برعکس اوس کے اِس زمانہ کی ڈپلومیسی کو دیکھئے جس میں تن آسانی اور ذاتی مفاد کے واسطے فریب اور چالاکی کرنا عین دانائی ہے۔

دوسری ادہیا سانکھہ یوگ ،، منتر

संजय उवाच

तंतथा कृपया विष्ट मश्रु पूर्णा कुलेक्षणम्॥
विषिदंत मिदं वाक्य मुवाच मधुसूदनः॥१॥

سنجے نے کہا (۱) تب اوس ارجن سے جو اِس قدر دام الفت میں گرفتار تہا اپنی مضطر آنکھوں میں آنسو بھر لایا تہا اور غمگین تہا شری بھگوان نے یہ الفاظ کہے۔

بیقرار افسردہ دل اور آب دیدہ دیکھ کر ۔ کرشن اِس مغموم ارجن کے ہوئے یوں راہبر

श्री भगवानुवाच - कुतस्त्वा कश्मलमिदं बिषमे समुपस्थितम्॥
अनार्यजुष्ट मस्वर्ग्य मकीर्ति कर मर्जुन॥ २॥

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۲) اے ارجن تجھکو یہ بیدلی میدان جنگ میں کہاں سے پیدا ہوئی جوکہ بزرگوں کی شان سے بعید اور باعث بدنامی ہے اور جسکا انجام اچھا نہیں

جنگ کے میدان میں آکر کیوں ڈرا جاتا ہے تو ۔ راستی بہبودگی اور شہرت کا بنتا ہے عدو

क्लैव्यं मास्म गमः पार्थ नैतत्त्वय्युप पद्यते॥
क्षुद्रं हृदय दौर्वल्यं त्यक्त्वोत्तिष्ठ परं तप॥३॥

(۳) ارجن مخنث کا طریقہ اختیار نکر کہ یہ امر تیرے لئے زیبا نہیں ہے۔ اے فاتح دشمنان پست ہمتی اور بزدلی کو چھوڑ کر کھڑا ہو۔

نامناسب ہی مخنث کا عمل اے نیکنام ۔ کاہلی و بزدلی بچھوڑ لے ہمت سے کام

अर्जुनउवाच - कथं भीष्म महं संख्ये द्रोणंच मधुसूदन॥
इषुभिः प्रतियोत्स्यामि पूजार्हा वरिसूदन॥४॥

(مقولہ ارجن) (۴) اے کرشن دشمنوں کو ہلاک کرنے والے میں کیونکر اِس میدان جنگ میں بھیشم اور درونا چارج پر جو واجب تعظیم ہیں تیر چلاؤں۔

درون اور بھیشم پتامہ پر چلاؤں تیر میں ۔ کرشن وہ دونوں بزرگ واجب التعظیم ہیں

गुरूनहत्वाहि महानुभावा ञ्छ्रेयो भोक्तुं भैक्ष्य मपीह लोके
हत्वार्थ कामांस्तुगुरु निहैव भुंजीय भोगान्रुधिर प्रदिग्धान्॥५॥

(۵) واجب التعظیم گروؤں کا قاتل نہ بنکر اِس دُنیا میں بھیک مانگ کر کہانا بہتر ہے۔ (اس سے کہ) دولت پرست گروؤں کو مار کر اون کی خون ریزی سے لذات دنیا حاصل کیجاویں۔

کاش ایسے فاضلوں کے قتل کا باعث نہوں ۔ بھیک کے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ میں بھرتا رہوں
کاش میں اِس زندگی کے عیش کا طالب نہوں ۔ اپنے ہاتھوں سے بہا کر لالچی گروؤں کا خون

नचैत द्विद्मः कतरन्नो गरीयो यद्वाजयेम यदि वानो जयेयुः॥
यानेव हत्वान जिजी विषा मस्ते ऽवस्थिताः प्रमुखे धार्त्तराष्ट्राः॥६॥

(۶) یہ بھی تحقیق نہیں ہے کہ دونوں لشکروں میں کونسا زبردست ہے ہم اونہیں جیتینگے یا وہ ہم کو زیر کرینگے جنکو مار کر ہم زندہ رہنا نہیں چاہتے وہ دھرت راشٹر کے بیٹے مقابل کھڑے ہیں۔

کیا خبر ہو کون غالب آخرش طرفین مین — فتح ہم پاوینگے یا وہ زیر کر لینگے ہمیں
زندگی شایاں نہیں ہے ہمکو جنکی مرگ پر — وہ کھڑے ہیں سامنے جنگ و جدل کی ٹھانکر

कार्पण्य दोषो पहत स्वभावः पृच्छामि त्वां धर्म सम्मूढ चेता ॥
यच्छ्रेयः स्यान्निश्चितं ब्रूहि तन्मे शिष्यस्तेऽहं शाधि मां त्वां प्रपन्नम् ॥७॥

(۷) جوش محبت کیوجہ سے میری عقل بجا نہیں ہے اور تمیز کردنی و ناکردنی کا جاتا رہا ہے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ جو امر مناسب ہو مجھے ٹھیک ٹھیک بتانے میں تمہارا شاگرد ہوں اور تمہاری پناہ میں آیا ہوں مجھے ہدایت کیجیے۔

جوش بیدردی سے میری عقل میں آیا فتور — نیک بد اعمال کا جاتا رہا بالکل شعور
التجا ہے آپ سے راسخ ہدایت کیجئے — تابع فرماں کو ظلِ عاطفت میں لیجئے

नहि प्रपश्यामि ममापनुद्याद् यच्छोकमुच्छोषणमिन्द्रियाणाम् ॥
अवाप्य भूमावसपत्नमृद्धं राज्यं सुराणामपि चाधिपत्यम् ॥८॥

(۸) مجھے اُمید نہیں کہ وہ غم جو میرے حواس کو سوکھا رہا ہے دور ہو (گو مجھے) کل عالم کی سلطنت عظیم بلکہ دیوتاؤں کی حکومت بھی ملجاے۔

ایک دم بھی میں نہ چھوٹونگا غم جانکاہ سے — خواہ تینوں عالموں کی سلطنت مجھکو ملے

संजय उवाच ॥ एवमुक्त्वा हृषीकेशं गुडाकेशः परंतप ॥
न योत्स्य इति गोविंदमुक्त्वा तूष्णीं बभूव ह ॥९॥

سنجے نے کہا (۹) اس گفتگو کے بعد ارجن فاتح دشمنان کرشن سے یہ کہکر میں نہیں لڑونگا خاموش ہو رہا۔

کرشن سے ارجن خلاصہ اپنی اس تقریر کا — جنگ نامنظور ہے یہ کہکے چپکا ہو گیا

तमुवाच हृषीकेशः प्रहसन्निव भारत ॥
सेनयोरुभयोर्मध्ये विषीदन्तमिदं वचः ॥१०॥

(۱۰) اے راجہ (دھرت راشٹر) اوس مغموم ارجن سے دونوں لشکروں کے وسط میں کرشن نے مسکراتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

دیکھکر ارجن کو غمگین ہنستے ہنستے کرشن نے — سامنے اون لشکروں کے ذیل کی جملے کہے

اگلے منتر سے سانکھ یوگ یعنی علم حقیقت کی تلقین شروع ہوگی یعنی ذیل کے بیس منتر فلسفہ سانکھ کے اصول ہیں جو حالت اوسوقت ارجن پر طاری ہوئی تھی وہ محض اگیان کی وجہ سے تھی نہ کہ خوف جان سے۔ جبکہ اتفاق سے موقع جنگ پیش آجاے اور وہ کسی جانب سے حق پر مبنی ہو تو پھر پس و پیش اور واہمات موقع کے خلاف ہوتے ہیں اور فعل بیدانشی ہیں اگر کرشن بھگوانکی اس ہدایت اور نیز اون احکامات پر جو کتاب مہابھارت کے شانت پرب میں درج ہیں عمل ہوتا تو جو روز آج دیکھنا نصیب ہوا ہے دیکھنا نہ پڑتا اسکی مثال کیواسطے واقعات راجہ پورس پرتھوی راج اور ہیمچندر وغیرہ کے موجود ہیں جن میں اس حکم کی مطابعت نہوئی اور نتیجہ جو کچھ ہوا ظاہر ہے۔

श्रीभगवानुवाच ॥ अशोच्यानन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्च भाषसे
गतासूनगतासूंश्च नानुशोचन्ति पंडिताः ॥११॥

یہ تنبیہ ہے جیسے خواب غفلت سے۔

شری بھگوان نے فرمایا - (۱۱) تو افکار باطل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دانائی کی بات کہہ رہا ہوں دانشمند ماضی و مستقبل کا فکر نہیں کرتے (لفظی معنی بہاشا) جو سوچنے کی وستو نہیں اون کو سوچتا ہے اور گیان کی باتیں کہتا ہے جن کے پران گئے یا جاوینگے پنڈت اون کا سوچ نہیں کرتے۔

فکر باطل پر تجھے یہ گفتگو زیبا نہیں — عاقلوں کو زندگی اور موت کی پروا نہیں

رُباعی

ہیچ میدانی چہ چیزی چیستی و کیستی — خویش را دریاب دایم ہستی و یا نیستی

آنکہ میگوید کلیم است آنکہ می شنود سمیع — آنکہ مے بیند بصیر است پس بگو تو کیستی

شعر

لاف دانش میزنی خود را نمیدانی چہ سود — دعوی از خود میکنی خود را نمیدانی چہ سود

رُباعی

گر دعویٔ ہستی است بہتان است این — ور دعویٔ نیستی است کفر آن است این
اے حضرتِ انسان تحیر بنیاد — خود را نشناختی چہ عرفان است این

یہ خیال کرنا کہ جان ہلاک ہوتی ہے غلطی ہے۔ جان لازوال محیط اور ایک حالت پر قایم ہے جینا اور مرنا پران اور جسم کے اتصال اور انفصال کا نام ہے جو نمود بے بود اور غلطی کی تسلیم ہے عارف جان کے پیدا اور فنا ہونے کو بے معنی سمجھتے ہیں پس ہر حال میں آپ کو موجود اور برہم میں استھت یعنی قایم دیکھکر مرنے اور جینے کے وہم کو خیال میں نہیں لاتے یعنی ماضی و مستقبل کو چھوڑکر زمانۂ حال پر نظر رکھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عالم ہست نما باطل اور نیست ہے اور جس پندار خودی کیوجہ سے اُسکا وجود تسلیم کیا جاتا ہے وہ بھی ہیچ اور بے ثبات ہی پس لایق فکر نہیں فکر کے قابل تو صرف ہستی بحت یعنی جان ہے جو کہ نیست نما ہست مطلق ہے۔ پندار نفس سے جو گفتگو گیان سمجھکر کیجاتی ہے وہ دراصل اگیان ہے کیونکہ جب تک اہنکار موجود رہتا ہے خالص گیان نہیں ہوسکتا اس منتر کی یہ غرض ہے کہ برہم استھتی یعنی حال کو دریافت کرنا چاہئے۔ اور حال ایک کیفیت علم و سرور ہے جو حیطہ بیان سے باہر ہے اور صرف عارف کو معلوم ہوسکتی ہے مگر بطور تمثیل حال کیصورت ذیل میں دکھائی جاتی ہے۔

ایک گردش زمین کا نتیجہ رات دن ہوتے ہیں اُس کے آٹھ چوبیس اور ساٹھ وغیرہ حصوں پر تقسیم کرنے سے۔ پہر۔ گھنٹہ۔ گھڑی۔ منٹ۔ سکنڈ وغیرہ مفروض ہوتے ہیں علیٰ ہذا دنوں کے جمع کرنے سے ہفتہ۔ عشرہ۔ پکش۔ ماہ۔ سال۔ قرن وغیرہ تسلیم کئے جاتے ہیں

تب اِن کے ذریعہ سے ماضی و مستقبل کے زمانہ قیاس کئے جاتے ہیں

مگر دراصل ایک روزانہ گردش برابر جاری ہے جوکہ زمانہ حال کو انسان کی عقل محدود میں ماضی و مستقبل دکھاتی ہے حال ایک علمی نقطہ وقت یعنی کال کے خط کے درمیان واقع ہوکر اوس خط کو دو حصوں پر تقسیم کرتا ہے یہ دو حصے اِس کال چکر میں ماضی و مستقبل ہوکر لا انتہائی تک پھیلے ہوئے ہیں نقطہ حال کا کُل خط پر محیط ہے۔ کیونکہ حال ہر وقت موجود رہتا ہے یعنی ماضی بھی اوس وقت حال تھا۔ اور مستقبل بھی اوسوقت حال ہوگا لہٰذا حال وجود رکھتا ہے ماضی و مستقبل صرف وہم و خیال ہیں۔

خلے میں ایک نقطہ فرض کرو جو کرہَ زمین سے بہت فاصلہ پر ہے اور جس پر گردش زمین کا اثر نہیں پہنچ سکتا ہے چونکہ وہ نقطہ قایم اور بے گردش ہے آفتاب کی شعاع برابر اوس پر پڑتی رہتی ہے اور جو نتیجہ شب و روز کا کرہ زمین کے باشندگان کو محسوس ہوتا ہے وہاں پیدا نہیں ہوسکتا ایسا ہی انہو یعنی اشراق کا مقام عارفون نے اپنے قلب میں پایا ہے۔ (حضرت شمس تبریز لکھتے ہیں۔)

اے عاشقانِ اے عاشقان من عاشقِ دیرینہ ام — اے صادقان اے صادقان من عاشقِ دیرینہ ام
آن دم کہ نورِ عاشقان از عالمِ علوی گذشت — آنجہ ہمہ خود من بدم من عاشقِ دیرینہ ام
چندین ہزاران سال شد تا اقلیم را ساختند — این قالب جزوی مبین من عاشقِ دیرینہ ام
با نوح در کشتی بدم با یوسف اندر قعر چاہ — اندر دم عیسیٰ بدم من عاشقِ دیرینہ ام
آدم نبود من بدم عالم نبود من بدم — این دم نبود من بدم من عاشقِ دیرینہ ام
شاہِ حقیقت بودہ ام پیرِ طریقت بودہ ام — شہر شریعت بودہ ام من عاشقِ دیرینہ ام

انسان جسکو عالم صغیر کہتے ہیں عالم کبیر یعنی برہمانڈ کا جزو ہے۔ اور انسانی عقل۔ عقل کل کا پرتو ہے مگر جب اوس کے سامنے پندار کا پردہ پڑجاتا ہے تو وہ اپنی حقیقت کو نہیں پہچان سکتی لیکن عقل سلیم جو اپنے کو عقل کل سے مختلف نہیں دیکھتی مشکلات کو حل کرسکتی ہے انسان

نے عالم کی صورت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی ہے مگر عقل اوسکے ادراک سے عاجز نہیں چنانچہ زمین کا گول ہونا عقل ہی سے دریافت کیا ہے زحل ستارہ اس نظام شمسی کا یہاں سے ایک انچ سے چھوٹا نظر آتا ہے اگر زحل کے مقام سے اس زمین کو دیکھیں تو چنے کے دانہ سے بھی چھوٹی معلوم ہوتی ہوگی اب اگر یہ تسلیم کیا جاوے کہ اور بھی نظام شمسی ہیں تو وہاں کے ستاروں سے یہ عالم مثل ذرہ کے نظر آتا ہوگا جیسے کہ یہاں سے بعض ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ بس جبکہ انسان کی عقل اسقدر وسیع ہے کہ اوس کے ادراک میں یہ عالم مثل ذرہ محسوس ہوتا ہے تو غور کرنا چاہئے کہ اوس عقل کل کے ادراک میں جو محیط اور بسیط ہے یہ عالم کون سا جزو ذرہ کا ہو سکتا ہے در اصل عقل کی وجہ سے لاتعین میں تعین واقع ہوا ہے۔

नत्वेवाहं जातुनासं नत्वं नेमे जनाधिपा: ॥
नचैव न भविष्याम: सर्वे वयमत: परम ॥१२॥

(۱۲) نہ میں کبھی نہتا نہ تو اور نہ یہ راجگان اور نہ ہم سب آیندہ نہ ہونگے — جان ہست مطلق ہے

تو میں اور یہ تاجور فانی نہ تھے پہلے کبھی
اور نہ ہم سب راہی ملک عدم ہونگے کبھی

ایک آتما یعنی جان مجھ میں تجھ میں اور ان سب راجاؤں میں بسیط ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ آیندہ پیدا ہوگی۔ وہ قدیم ہے اور سب اجسام میں دیاپک ہے اور سب کی پرکاشک ہے اور ان اجسام کا وجود در اصل طلسمی ہے وہ چیتن کا پھاش یعنی عکس ہے جبکی وجہ سے میں تو اور یہ راجہ فرض کیا جاتا ہے کہ یہ سب اشکال فانی اور بے ثبات ہیں ہستی بحت جاودانی اور فنا سے برتر ہے۔

देहिनोस्मिन्यथा देहे कौमारं यौवनं जरा ॥
तथा देहांतर प्राप्ति धीरस्तत्र न मुह्यति ॥१३॥

(۱۳) آتما کو جیسے اس جسم میں بچپن جوانی اور بڑہاپا آتا ہے ویسے ہی (اوسکا) اور اور جسموں میں دخل ہوتا ہے۔

اپنے جسم کو دیگر جسموں سے علیحدہ دیکھکر آتما کے منقسم ہونیکا دہوکا (نہ کہانا چاہئے۔)

سمجھدار اس میں دہوکہ نہیں کہاتا۔

عنصری قالب میں آکر جان کرتی ہے عیاں
اس طرح یہ اور جسم میں بھی کرتی ہے نزول

جسطرح بچپن جوانی اور بڑہاپے کے نشاں
لیکن اسکے جال میں آتے نہیں اہل اصول

جیسے بچپن جوانی اور ضعیفی میں جسم کی حالت بدلتی ہے اور چیتن آتما بدستور رہتی ہے علی ہذا اگر کوئی عضو بدن کا کاٹ دیا جاوے تو بھی اوسکی حالت میں بالکل فرق نہیں آتا ویسے ہی چیتن آتما پرانے جسموں کو چھوڑکر نئے نئے جسموں کو روشن کرتی ہے یعنی جسم پیدا ہوتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں آتما بدستور روشنی بخش ہے۔ جسموں کو علیحدہ دیکھکر دانشمند اوس واحد یگانہ کو منقسم نہیں جانتا یعنی وہ کثرت میں وحدت پاتا ہے۔

मात्रास्पर्शास्तु कौंतय शीतोष्ण सुख दु:खदा ॥
आगमा पायिनो नित्या स्तांति तिक्षस्व भारत ॥१४॥

(۱۴) اے ارجن ماترا سپرش سردی و گرمی رنج و راحت دینے والے ہیں شہود و غیوب رکھتے ہیں اور بے ثبات ہیں انہیں برداشت کر — منقسم صورت نظر آنیکا سبب ماترا سپرش ہے

رنج و راحت سردی و گرمی کا باعث ہے حواس
آتے جاتے ہیں مبدل ہیں نکر انسے ہراس

ماترا سپرش ایک قدرتی تعلق درمیان علم ذات اور علم صفات کے ہے جبکی وجہ سے گیان مبدل بہ اگیان ہو جاتا ہے شبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس۔ گندہ۔ پانچ تن ماترا یعنی عنصری خاصیتیں ہیں اور اون کے ادراک کرنے والے۔ سامعہ لامسہ باصرہ ذائقہ اور شامہ پانچ گیان اندری یعنی حواس علمی ہیں۔ دونوں کا باہمی تعلق سمان پران اپان ویان اور اودان کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ ان پانچوں پرانوں کی تقسیم عنصری خواص کے پنجگانہ تقسیم پر اس طرح سے مبنی ہے کہ اون کے پرمانو یعنی ذرے پانچوں پرانوں میں مشمول رہتے ہیں۔
جب نفس انسانی بے یاد خالق جاتا ہے تب وہ اپنا دخل یا اثر کرکے جس کو سپرش کہتے ہیں اہنکار یعنی پندار کی پیدایش کا سبب ہوتے ہیں اور اس پندار کی وجہ سے سردی گرمی سوکھ دکھ

محسوس ہوتے ہیں۔ چونکہ سردی گرمی سوکھ اور دوکھ آتے جاتے رہتے ہیں اور ہمیشہ ایک حالمیں نہیں رہتے اِنپر التفات نکرنی چاہئیے علم ذات میں آمد و شد نفس کی رکھنے سے اِن کا اثر پیدا نہیں ہوتا اِس لئے اِنسان کو اوسی کا طالب ہونا واجب ہے۔

यं हि न व्यथयंत्येते पुरुषं पुरुषर्षभः ॥
समदुःखसुखं धीरं सोऽमृतत्वाय कल्पते ॥१५॥

جان پر ماترا اسپرش کو دخل نہیں ہے صفات پر اوسکا اثر ہے۔

(۱۵) اے نیکمرد جس اِنسان پر وہ (ماترا اسپرش) اثر نہیں کرتے اور جو سوکھ اور دوکھ میں یکساں رہتا ہے وہ حیات ابدی پاتا ہے۔

اون کے پنجے سے نکلنے کا جنہیں ہے کچھ شعور
جاودانی زندگی کا انکو ملتا ہے سرور

عارف اپنی ذات کو صفات سے علیحدہ جانتا ہے اور اپنے سروپ کو فنا سے آزاد دیکھتا ہے اِس لئے اوس پر ماترا سپرش اور دوکھ سوکھ گرمی و سردی کا اثر نہیں پہونچ سکتا اِسی کو حیات ابدی کہتے ہیں اور یہی حالت گیان اور آنند کی ہے۔

नाऽसतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः ॥
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्वदर्शिभिः ॥१६॥

جان ہست مطلق اور جسم نیست و فانی ہے۔

(۱۶) باطل کی ہستی نہیں ہے اور حق کو فنا نہیں اِن دونوں کا فرق محققوں نے دیکھا ہے۔

حق فنا سے پاک ہے باطل نہیں رکھتا وجود
عارفوں نے خوب کھولا عقدۂ بود و نبود

باطل ظاہر ہے لیکن ہستی دوجود نہیں رکھتا۔ حق گو پوشیدہ ہے لیکن ہست مطلق اور فنا سے برتر ہے عالم میں حق چھپا ہے اور حق میں عالم وجود نہیں رکھتا جان حق ہے اور اوس کو کبھی فنا نہیں ہے جسم باطل ہے اور وجود نہیں رکھتا۔ اوس ظہور حق سے ہوتا ہے ویدانت کے عالموں کا مقولہ ہے کہ حق سے حق پیدا ہوتا ہے باطل نہیں ہوسکتا۔ چونکہ یہہ عالم حق سے پیدا ہوا ہے باطل نہیں کہا سکتا۔ اور حق ہی اگر عالم حق کہا جاوے تو مثال عکس و معکوس کی آسکتی ہے۔

ذات شخص ہے اور صفات اوسکا سایہ ہے ذات ہمیشہ ایک حال پر قایم ہے صفات متحرک اور بیدار ہے عالم چونکہ صفات ہے اور متغیر و متبدل ہوتا رہتا ہے لہذا لایق دلبستگی نہیں ذات حق سے دلبستگی باعث سرور ابدی ہے۔

अविनाशि तु तद्विद्धि येन सर्वमिदं ततम् ॥
विनाशमव्ययस्यास्य न कश्चित्कर्तुमर्हति ॥१७॥

جان محیط اور بے زوال ہے

(۱۷) بیزوال اوس کو سمجھ جو سب میں محیط ہے اوس لازوال کو کوئی فنا نہیں کرسکتا۔

ذرہ ذرہ میں نمایاں ہے شعاع ذو الجلال
غیر ممکن ہے کسی تدبیر سے اوسکا زوال

چیتن آتما جو جسم اِنسان میں محرک ہے سب جگت میں بیاپک ہے گرد فنا اوس کے دامن پر نہیں بیٹھتی کون اوس کو فنا کرسکتا ہے وہ لازوال۔ واحد اور محیط ہے۔

अंतवंत इमे देहा नित्यस्योक्ताः शरीरिणः ॥
अनाशिनोऽप्रमेयस्य तस्माद्युध्यस्व भारत ॥१८॥

جسم فانی ذروں سے بنا ہے جان مادہ سے برتر ہے

(۱۸) وہ واجب الوجود ازلی بیزوال اور غیر مادی ہے یہ جو اوس کے وجود ہیں فانی کہے گئے ہیں لہذا ارجن تو جنگ کر

گو فنا ہے جسم کو لیکن بقا ہے جان کو
یہ اضافی شے نہیں تو جنگ سے بیخوف ہو

اجسام ذروں سے بنے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں جو اِن میں محرک ہے وہ ذروں کے امتزاج سے نہیں بنا ہے اور اوس کو بقا ہے فانی شے کا خیال نہ کرکے اور غیر فانی پر نظر رکھکر عمل کرنا چاہیئے۔

य एनं वेत्ति हन्तारं यश्चैनं मन्यते हतम् ॥
उभौ तौ न विजानीतो नायं हन्ति न हन्यते ॥१९॥

جان کسی طرح ضایع نہیں ہوتی ہے

(۱۹) جو اِسکو مارنیوالا جانتا ہے اور جو اِسکو مرنیوالا مانتا ہے

وہ دونوں اسکو، نہیں جانتے یہ نہ مارتی ہے اور نہ مرتی ہے۔

زندگی اور موت سے یہی الحقیقت ہے بری		اس کا جینا اور مرنا مان لیتے ہیں یعنی

آتما یعنی چیتن نہ فاعل ہے نہ مفعول وہ عالم کی صفت سہ گانہ سے برتر ہے پس کسی طرح ضایع نہیں ہوسکتی۔

न जायते म्रियते वा कदाचि न्नायं भूत्वा भविता वा न भूयः ॥

अजो नित्यः शाश्वतोऽयं पुराणो न हन्यते हन्यमाने शरीरे ॥२०॥

جان حیطہ پیدائش و فنا میں نہیں آتی بالذات قایم ہے

(۲۰) نہ کبھی پیدا ہوتی ہے اور نہ مرتی ہے نہ یہ وجود پا کر نیست ہو جاتی ہے یہ پیدایش نہیں رکھتی ہمیشہ لازوال اور قدیم ہے اور جسم کے مرنے سے نہیں مرتی۔

جسم میں آتی نہیں آکر جدا ہوتی نہیں اسکی موت آتی نہیں مٹنے سے خاکی جسم کی		یہ کبھی پیدا نہیں ہوتی فنا ہوتی نہیں یہ ہمیشہ پاک و برتر نقص سے

جان نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ مرتی ہے اور نہ وہ مثل اجسام کے موجود ہو کر پھر کسی وقت معدوم ہو جاتی ہے یعنی متغیر و متبدل نہیں ہوتی ہمیشہ ایک صورت پر رہتی ہے اور اجسام کی پیدایش تغیر اور فنا کا اثر اسپر نہیں پہنچ سکتا

वेदाऽविनाशिनं नित्यं य एन मज मव्ययम् ॥

कथं स पुरुषः पार्थ कं घातयति हंति कम् ॥२१॥

جس نے یہ رمز جان لیا ہے وہ جان جاناں ہو جاتا ہے۔

(۲۱) جس نے اِس لافانی۔ ہمیشہ۔ پیدایش سے برتر اور بیزوال کو جان لیا ہے وہ انسان اے ارجن کیونکر کسیکو ایذا پہونچاتا ہے۔ اور کسیکو مارتا ہے

غیر کو آزار دیگا وہ بشر کس واسطے		موت و پیدایش سے افضل جانتا ہو جو اسے

جس انسان نے آتما کی حقیقت جان لی ہے وہ دیکھتا ہے کہ میری ہی آتما سب میں ہے اور

وہ مر نہیں سکتی یعنی وہ کسی فعل کی فاعل اور نہ مفعول بنتی ہے۔

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि ॥

तथा शरीराणि विहाय जीर्णा न्यन्यानि संयाति नवानि देही ॥२२॥

جان مثل بحر محیط کے ہے جسم مانند حباب کے پیدا اور ناپید ہوتی رہتی ہے

(۲۲) جیسے انسان پرانے کپڑے اوتار کر اور نئے کپڑے پہنتا ہے ویسے ہی آتما پرانے جسموں کو چھوڑ کر اور نئے جسموں میں دخل کرتی ہے۔

اور پہنتا ہے نیا پاکیزہ جامہ بار بار ڈال لیتی ہے روشنی دیگر نئے اجسام پر		آدمی جیسے پرانے کپڑے دیتا ہے اوتار جان بھی اپنے پرانے قالبوں کو چھوڑ کر

اِس بھگوت گیتا کے سدھانت اور اصول سانکھیہ میں آتما کو اودویت اکھنڈ ابناشی اور بیاپک مانا ہے یعنی ایک ہی چیتن ہے جو کل جسموں میں محرک ہے۔ انسان جب کپڑے پرانے ہو جاتے ہیں تو نئے پہن لیتا ہے ویسے ہی آتما جسموں کو پرانے ہونے پر اور نئے جسموں کو اختیار کرتی ہے جو لوگ مر گئے وہ آتما کی پوشاک تھے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے وہ بھی اوس کی پوشاک ہوں گے چیتن واحد ہے اور جسم کثیر ہیں اجسام انسانی دریاے وحدت میں مثل حباب پیدا ہو کر محو ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ قدیم سے چلا آیا ہے اور چلا جاے گا۔

नैनं छिंदंति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः ॥

न चैनं क्लेदयं त्यापो न शोषयति मारुतः ॥२३॥

جان آکاش سے زیادہ لطیف ہے مادی اشیا کا اثر اوس تک نہیں پہونچتا۔

(۲۳) نہ اسکو ہتیار کاٹتے ہیں نہ اس کو آگ جلاتی ہے نہ اسکو پانی گلاتا ہے اور نہ اس کو ہوا سکھاتی ہے

سیل سے گلتی نہیں طوفان سے گھٹتی نہیں		آگ سے جلتی نہیں تلوار سے کٹتی نہیں

अच्छेद्योऽयम दाह्योऽयम क्लेद्योऽशोष्य एव च ॥

नित्यः सर्वगतः स्थाणु रचलोऽयं सनातनः ॥२४॥

جان مادی اثر کو قبول نہیں کرتی ہر جہ ہے پاک و لاتغیر ہے

یہ کٹ نہیں سکتی یہ جل نہیں سکتی گل نہیں سکتی اور نہ خشک

ہوسکتی ہے یہ بیزوال محیط۔ قایم بالذات ساکن اور قدیم ہے۔

اس کا جلنا گلنا کٹنا خشک ہونا ہے محال
یہ ہی ساکن خود بخود قایم محیط ولازوال

अव्यक्तो ऽयम चिंत्यो ऽयमविकार्यो ऽयमुच्यते ॥
तस्मादेवं विदित्वैनं नानु शोचितु मर्हसि ॥२५॥

وہ قوت فکر سے برتر ہے اوسکے ضایع ہونے کا خیال غلطی ہے۔

(۲۵) ظہور سے برتر فکر سے بلند اور نقص سے بری وہ مانی گئی ہے پس اوس کو ایسا جانکر تجھے فکر کرنا لازم نہیں ہے۔

قوت بینش سے پنہاں قصر دانش سے بلند
معصیت سے پاک پہر تو کس لئے ہے فکرمند

अथ चैनं नित्यजातं नित्यं वा मन्यसे मृतम् ॥
तथापि त्वं महाबाहो नैनं शोचितु मर्हसि ॥२६॥

اگر جان کی پیدایش وفنا فرض کیجاوے تو بھی فکر کرنا لاحاصل ہے

(۲۶) اگر تو اِس کو ہمیشہ پیدا ہونے والا یا ہمیشہ فنا ہو جانے والا فرض کرتا ہے تو بھی اے قوی بازو تجھے اِس کا فکر کرنا نہیں چاہیے۔

گر تو اسکی موت و پیدایش مسلسل مان لے
پہر بھی اے ارجن تجھے بیدل نہونا چاہیے

जातस्य हि ध्रुवो मृत्यु ध्रुवं जन्म मृतस्य च ॥
तस्माद् परिहार्येर्थे नत्वं शोचितु मर्हसि ॥२७॥

پیدایش وفنا لازم وملزوم ہیں۔

(۲۷) جو پیدا ہوا ہے اوسکا فنا ہونا ضرور ہے اور جو فنا ہوتا ہے اوس کی پیدایش ضرور ہے پس لازمی امر میں تجھے فکر کرنا نہ چاہیئے۔

خاتمہ سب کا عدم ہے اور عدم سے بود ہے
آدمی کا بھاگنا تقدیر سے بے سود ہے

اگر تونے آتما کو پیدا ہونیوالی فرض کیا تو اوس کو فنا لازم ہوئی اور اگر فنا ہونیوالی تسلیم کیا تو اوس کی پیدایش لازم ہوئی جو پیدا ہوا ضرور فنا ہوگا اور فنا اوسکو ہوگی جو پیدا ہو چکا ہے۔

یعنی موت قبل از حیات نہیں ہوسکتی۔ پیدایش اور فنا لازم وملزوم ہیں جس شے پر ایک کا اطلاق ہے اُس پر دوسرے کا بھی ہے لازمی امر میں فکر کرنا لاحاصل ہے دراصل آتما نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا کے دائرہ میں آتی ہے۔

अव्यक्ता दीनि भूतानि व्यक्त मध्यानि भारत ॥
अव्यक्त निधनान्येव तत्र का परि देवना ॥२८॥

جسم ابتدا اور انجام میں عدم ہے صرف وسط میں اس کا ظہور ہے

(۲۸) ارجن ابتدا میں وجود عدم میں ہوتے ہیں وسط میں نمود پاتے ہیں انجام کار عدم میں سماتے ہیں اس کا رنج کیا کرنا۔

ہے عدم ہر ایک شے کی ابتدا اور انتہا
وسط میں کُل شعبدہ ہے دُور کر بیم ورجا

اجسام انسانی عدم یعنی غیوب سے ظہور پاتے ہیں یعنی پہلے اِن کا نشان نہیں ہوتا۔ اور عدم ہی اِن کا خزانہ ہوتا ہے یہ وہاں سے برآمد ہوکر چندے باغ عالم کی سیر کرکے پہر اُسی خوابگاہ میں جاتے ہیں اِس کا رنج کرنا نادانی ہے عدم کے خزانہ کا نام ہرن گربھ ہے۔

आश्चर्य वत्पश्यति कश्चिदेन माश्चर्य वद्वदति तथैव चान्यः ॥
आश्चर्य वच्चैन मन्यः शृणोति श्रुत्वा प्येनं वेद न चैव कश्चित् ॥२९॥

جان کی حقیقت کو دیکھکر اور سن کر حیرت ہوتی ہے

(۲۹) کوئی اِس کو حیرت سا دیکھتا ہے اور کوئی حیرت سا کہتا ہے۔ اور کوئی اِس کو حیرت سا سُنتا ہے اور کوئی اِس کو سُنکر بھی نہیں جانتا۔

کوئی تو حیران ہے اُس کا کرشمہ دیکھکر
تذکرہ کرتا ہے استعجاب سے کوئی بشر
سوچنے لگتا ہے کوئی سن کے اُس کی کیفیت
پر کسی کو بھی نہیں معلوم اِس کی اصلیت

اِس جان کی حقیقت کو بعض شاغل اپنے مشاہدہ میں دریائے حیرت انگیز دیکھتے ہیں بعض علمی بحث سے حیرت افزا کہتے ہیں بعض اُن کے کلام کو سُنکر حیرت میں پڑتے ہیں اور اکثر سُن کر بھی نہیں سمجھتے۔

देही नित्य मवध्योऽयं देहे सर्वस्य भारत ॥
तस्मात्सर्वाणि भूतानि नत्वं शोचितु मर्हसि ॥ ३० ॥

در اصل جان سب ہیں محیط قدیم اور غیر منقسم ہے

(۳۰) اسے ارجن یہ آتما کُل اجسام میں ہمیشہ اور غیر فانی ہے پس کُل مخلوق کا تجھے فکر نکرنا چاہیئے۔

پاک و برتر ہے فنا سے جان کُل اجسام کی — اِس لئے بیکار ہے اوروں کا فکر زندگی۔

آتما اگیان بھاش یعنی حالت غفلت میں جیو فرض کیجاتی ہے گیان کی نگاہ میں جو اصلیت کو دیکھتی ہے کُل مخلوقات کی جیتن آتما ایک ہے اور وہ منقسم نہیں ہوسکتی پس کُل عالم کا فکر بیجا ہے۔ لفظ وہی جو اس منتر میں آیا ہے اور جس کے معنی اگر لوگوں نے جیو فرض کرلئے ہیں اُسکا اشارہ طرف اوس واحد لاشریک کے ہے جو کُل مخلوقات کی جان غیر منقسم ہے اور جو ہر جسم میں منقسم نظر آتا ہے اِس امر میں وید کی شرتی شاہد ہے (एकोहं बहुष्यामः) یعنی ایک میں بہت ہو جاوّں۔ بیس منتر اصول سانکھہ کے یہاں تک ختم ہوئے ذیل کے آٹھ منتروں میں علم معقولات کے بموجب تلقین کیجائیگی۔

स्वधर्म मपि चावेक्ष्य न विकं पितु मर्हसि
धर्म्याद्धि युद्धा च्छ्रेयोऽन्यत्त क्षत्रियस्य नविद्यते ॥ ३१ ॥

جان ہے جسم کو نمود ہے اور جسم کے فرایض ادا کرنے واجب ہیں

(۳۱) اپنے فرایض پر بھی نظر کرکے تجھے ہٹنا نہیں چاہیئے دکیونکہ جنگ راستی سے بہتر چھتری (سپاہی) کے لئے کوئی اور چیز نہیں ہے

فرض حق کو پورا نہ کرنے کا بُرا انجام ہے — راستی پر جان نثاری چھتری کا کام ہے

यदृच्छया चोप पन्नं स्वर्ग द्वार मपा वृतम् ॥
सुखिनः क्षत्रिया पार्थ लभंते युद्धमी दृशम ॥ ३२ ॥

جسم کے فرایض لازمی ادا کرنے سے بہشت ملتی ہے

(۳۲) تجھے بلا کوشش بہشت کا دروازہ کہلا ہوا ملا ہے اے ارجن قسمت در چھتری ایسا جنگ کا موقع پاتے ہیں۔

کھل گیا ہے راستہ جنت کا تیرے واسطے — سر کٹاتے ہیں سپاہی خوبی تقدیر سے

अथ चेत्त्वमिमं धर्म्यं संग्रामं नकरिष्यसि ॥
ततः स्वकर्म कीर्तिंच हित्वा पापमवाप्स्यसि ॥ ३३ ॥

اگر فرایض لازمی ادا نہ کریگا گنہگار ہوگا۔

(۳۳) اگر تو یہ جنگ جو حق پر مبنی ہے نہیں کرے گا تو اپنا فرض پورا نکرکے اور اپنی نیکنامی کھوکر گنہگار ہوگا۔

تو جو راہ حق پہ چلنے سے کرے گا اجتناب — تیری گردن پر رہیگا دین و دنیا کا عذاب

अकीर्तिं चापि भूतानि कथयिष्यंतिते ऽव्ययाम् ॥
संभा वितस्य चाऽकीर्ति मरणा दति रिच्यते ॥ ३४ ॥

بدنام ہوگا۔

(۳۴) تیری مذمت ابد تک زبان زد خلایق رہیگی۔ آبرو والیکو آبرو کا جانا بدتر از مرگ ہے۔

بے محابہ تیری بدگوئی کریں بُرے آدمی — موت سے بدتر ہے ذلت صاحبِ توقیر کی

भया द्रणा दुपरतं मंस्यंते त्वां महारथाः ॥
येषां चत्वं बहुमतो भूत्वा यास्यसि लाघवम् ॥ ३५ ॥

خفت اوٹھائیگا

(۳۵) مہارتی خیال کریں گے کہ تو خوف کھا کر میدان سے بھاگ گیا جن کی نظروں میں تیری عظمت ہے اون کے آگے تیری سُبکی ہوگی۔

ڈر کے بھاگا جنگ سے ارجن کہیں گے سورما — جن پہ تیرا رعب ہے اُن سے ہی تو شرمائیگا

अवाच्य वादांश्च बहू न्वदिष्यति तवाहिताः ॥
निन्दं तस्तव सामर्थ्यं ततो दुःखतरं नुकिम् ॥ ३६ ॥

آبرو کھو کر رنج پاویگا۔

(۳۶) تیرے دشمن بہت سے ناگفتنی الفاظ کہیں گے اور تیری مردانگی پر حرف رکھیں گے اِس سے زیادہ کیا رنج ہوسکتا ہے۔

دشمنوں کو خوب موقع چھیڑ کا ملجائے گا — دلشکن الفاظ سُنکر تو بہت پچھتائیگا

हतोवा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वा वा भोक्ष्य से महीम् ॥
तस्मादुत्तिष्ठ कौंतेय युद्धाय कृत निश्चयः ॥३७॥

فتح وشکست دونوں میں بہتری ہے

(۳۷) مارا جائے گا تو بہشت میں پہونچے گا اور فتحیاب ہوگا تو سلطنت پائے گا پس اے ارجُن تو جنگ کی ٹھان کر کھڑا ہو۔

سلطنت ہاتھ آئے گی یا زندگی فردوس کی | اس لئے ارجن دکھا میدان میں مردانگی

راستی اور مردانگی انسان میں اعلیٰ صفت کا جز وہیں اس لئے جب جان کا تعلق انسان کے جسم سے ستوگن کی حالت میں چھٹتا ہے تب ستوگن کے اجزا ستوگن میں جا ملتے ہیں بہشت کا اشارہ اسی پر ہے۔

सुख दुःखे समे कृत्वा लाभा लाभौ जयाजयौ ॥
ततो युद्धाय युज्यस्व नैवं पाप मवाप्स्यसि ॥३८॥

عقل کو قایم رکھکر جنگ کر

(۳۸) سوکھ دوکھہ نفع ونقصان۔ فتح وشکست کو مساوی سمجھکر جنگ میں مشغول ہو تو اس طرح پر گنہگار نہیں ہوگا

رنج وراحت فائدہ نقصان ہار اور جیت کو | اپنے دل سے دور کر کے جنگ میں مشغول ہو

اس منتر میں ارجن کو جنگ کے وقت علم سانکہ کے بموجب یہاں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سمتا کی اوستھا پر نظر رکھکر جنگ کرے سمتا وہ کیفیت قلب ہے جس کی تشریح اس ادہیا کی گیارہویں منتر میں ہو چکی ہے۔ اور جس میں سُکھہ دُکھہ فتح شکست یکساں معلوم ہوتے ہیں اسی تسلیم کا ہونا یوگ کہلاتا ہے

एषाते ऽभिहिता सांख्ये बुद्धिर्योगे त्विमांश्रृणु ॥
बुद्धिया युक्तो यया पार्थ कर्म बंधं प्रहास्यसि ॥३९॥

اصول سانکہہ اوپر بیان ہوئے ذیل میں اُن کا طریقہ استعمال درج ہے

(۳۹) اُن (منتروں) میں سانکہہ کا بیان ہوا ہے اِن میں (اُسکی) عملی طریقت سُن۔ جس عمل پر حاوی ہوکر تو افعال کی قید سے آزاد ہوگا۔

اس ہدایت پر عمل کر عزم واستقلال سے | بالیقین چھٹ جائیگا اعمال کے جنجال سے

مندرجہ بالا منتروں میں علم سانکہہ کے اصول کی تشریح ہوئی ہے یعنی منتر ۱۱ سے ۳۰ تک جسم وجان کی حقیقت بیان کی گئی ہے ازاں بعد، منتروں میں فرایض متعلقہ کے لحاظ سے بھی جنگ کرنا درست ثابت کر کے اڑتیسویں منتر میں اُصول سانکہہ پر کاربند ہونے کی ہدایت کی گئی ہے ذیل کے منتروں میں اوس علم کے وسیلہ سے فعل سے بریت پانے کا طریقہ بتایا جاتا ہے یعنی کس طرح پر اوس علم کے ذریعہ سے پاپ اور پن معدوم ہو جاتے ہیں اور انسان عمل وفعل سے برتر ہو جاتا ہے (دیکھو ۴۷، ۴۸، ۴۹ منتر)

नेहाभि क्रम नाशोस्ति प्रत्यवायो नविद्यते ॥
स्वल्प मप्यस्य धर्मस्य त्रायते महतो भयात् ॥४०॥

علم خود شناسی کی تعریف

(۴۰) اِس میں کوشش بیکار نہیں جاتی اور نہ کوئی خلل واقع ہوسکتا ہے تہوڑا سا بھی علم ذات اِنسان کو بہت بڑے خوف سے بچا لیتا ہے۔

اِس میں کوشش رائیگان جاتی نہیں اِنسان کی | کاہشوں سے مغفرت تاثیر ہے عرفان کی

علم سانکہہ جس قدر حاصل ہو جاتا ہے پھر ضایع نہیں ہوتا اور اوس کے حصول میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا ہے اس میں کوئی جسمانی یا زبانی فعل نہیں کرنا ہوتا کہ جس میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو سکے صرف قوت فکری سے کام لینا ہوتا ہے جب اِنسان کو اِس علم سے تہوڑی سی بھی واقفیت ہوتی ہے اوس کے بڑے بڑے واہمات اور شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔

व्यवसा यात्मिका बुद्धि रेकेह कुरु नंदन ॥
बहुशाखा ह्यनं ताश्च बुद्धयो ऽव्यवसायिनाम् ॥४१॥

عقل خود شناس یعنی عقل سلیم واحد ہے ماسوا دیکھنے والی رائیں مختلف اور کثیر ہیں

(۴۱) اے ارجن عقل سلیم عالم میں ایک ہے ماسوا دیکھنے والونکی رائیں مختلف اور بے شمار ہیں۔

یک زبان ہیں سارے عارف جنکے دلکو ہے قرار | جاہلوں کے وسوسے ہیں مختلف اور بے شمار

علم ذات واحد اور برقرار ہے پس کل عارفوں کی رائے کا اتفاق ہوا کرتا ہے اوس میں نہ کبھی اختلاف ہوا اور نہ آیندہ ہوگا۔ بلا لحاظ ملک اور قوم کے علم ذات کی تحقیقات میں ایک عارف دوسرے سے متفق بلکہ اوس کا شاہد ہے علم صفات منتقل ہوتا رہتا ہے اور اوسکی بہت سی شاخیں ہیں ہمیں ایک کی رائے کا کچھ نہ کچھ دوسرے کی رائے سے اختلاف رہتا ہے مذہبوں کے اختلاف کی وجہ بھی رائیں ہوئی ہیں۔

آن لعل گران بہا زکانِ دگر است — اندیشۂ این و آن خیال من و تست
آن دُرِ یگانہ را نشانے دگر است — افسانۂ عشق راز بانے دگر است

यामिमां पुष्पितां वाचं प्रवदंत्य विपश्चित: ॥
वेदवादरता: पार्थ नान्य दस्तीति वादिन: ॥४२॥
कामात्मान: स्वर्गपरा जन्म कर्म फलप्रदाम् ॥
क्रिया बिशेष बहुलां भोगैश्वर्य गतिं प्रति ॥४३॥

عقل ماسوا ہیں پابند تمنا کرتی ہے اور افعال میں پھنساتی ہے

(۴۲ و ۴۳) اے ارجن جو کم فہم وید کی (علمی) بحث کے شائق خواہشات دل میں رکھنے والے اور بہشت کی اُمید کرنے والے ہیں وہ لذات اور دولت حاصل کرنے کے واسطے ایسے رجا کے کلام کہتے ہیں جنمیں زندگی کے اعمال کے نیتجے ملنے کا اقرار کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی رسومات کے ادا کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اِن کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔

طالبانِ عیش جنت عقل سے نا آشنا — یوں بتاتے ہیں خلاصہ وید کے اسرار کا
عشرت وتن پروری ہے زندگانی کا حصول — اِس سے اعلیٰ ساری دنیا میں نہیں کوئی اصول

پشپت بانی سے وہ کلام مُراد ہے جس میں پھول ہوں اور پھل نہو وہ دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل اوس سے کوئی نیتجہ نہیں نکلتا۔ مذہبی قیل وقال مثل پھول کے ہیں اور ثمر اون میں نہیں ہے۔

سرائے مدرسہ و علم بحث طاق و رواق — چہ سود چون دلِ دانا و چشم بینا نیست
سرائے قاضی یزدار چہ منبع کرم است — خلاف نیست کہ علم نظر در آنجا نیست

جو لوگ لذات بہشت کے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ اعمال کا نیتجہ عقبیٰ ہیں پانے کی اوروں کو اُمید دلاتے ہیں اور اوس کے حاصل کرنیکے واسطے اون کو بڑی کوشش اور عمل میں لگاتے ہیں جسکی وجہ سے وہ علم ذات سے بے بہرہ رہتے ہیں۔

भोगैश्वर्य प्रसक्तानां तया पहृत चेतसाम् ॥
व्यवसायात्मिका बुद्धि: समाधौ न विधीयते ॥४४॥

اہل تمنا کی عقل سلیم نہیں ہو سکتی

(۴۴) جنکا دِل لذات اور دولت میں پھنسجاتا ہے اور تیرہ ہو جاتا ہے محویت کی جانب اونکی رائے سلیم نہیں ہوتی۔

جن کو اپنی خواہشوں کی پرورش منظور ہے — محویت کا راستہ اون کی سمجھ سے دُور ہے

جن کا خیال باہر کی طرف لذات دنیا و عقبیٰ میں پھنستا ہے وہ اپنے بطون میں معشوق حقیقی کو نہیں دیکھ سکتے اور علم خود شناسی سے بے نصیب رہتے ہیں۔

त्रैगुण्य विषया वेदा निस्त्रै गुण्यो भवार्जुन ॥
निर्द्वंद्वो नित्य सत्त्वस्थो निर्योग क्षेम आत्मवान् ॥४५॥

علم میں سہ گانگی ہے حالت کیف علم سے برتر ہے۔

(۴۵) ویدوں میں صفت سہ گانگی موجود ہے ارجن تو صفت سہ گانہ سے برتر ہو اور دوئی چھوڑ دے ایک حالت پر قایم اور طلب کی منزل سے بالا ہو اور ذات میں وصل رہ۔

وید کے علم سہ گانہ سے تو اپنا دل ہٹا — بے غرض ہو باصفا ہو دیکھ جلوہ ذات کا

اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من — این حرف معمانہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوئے من و تو — چون پردہ بیفتد نہ تو مانی و نہ من

وید کے معنی علم ہیں اور علم میں صفت سہ گانگی موجود ہے یعنی علم کے ساتھ عالم اور معلوم

کا ہونا لازمی ہے ان تینوں میں سے ایک کا ہونا بغیر اور دو کے ممکن نہیں پس عالم علم اور معلوم تینوں ہمیشہ باہم پائے جاتے ہیں کوئی فعل سہ گانگی سے خالی نہیں ہے فعل۔ فاعل۔ مفعول۔ عبد۔ عابد۔ معبود۔ عشق۔ عاشق۔ معشوق ست رج تم اسکی مثال ہیں۔ کیف حال سہ گانگی سے بالاتر ہے اوس میں طالب اور مطلوب ایک ہو جاتے ہیں اور طلب بھی جاتی رہتی ہے سکھ اور دکھ نیکی اور بدی وغیرہ مساوی معلوم ہوتے ہیں اور انسان ایک حالت سرور کی پاتا ہے جس کو پرم آنند کہتے ہیں وہ اپنے آپے میں مست ہو جاتا ہے اور اپنے جلوہ کو آپ ہی دیکھتا ہے۔

यावानर्थ उदपाने सर्वतः संप्लुतोदके ॥

तावान्सर्वेषु वेदेषु ब्राह्मणस्य विजानतः ॥ ४६ ॥

عقل سلیم بحر محیط ہے عقل ماسوا امواج اوسکی لہریں ہیں

(۴۶) براہم کے جاننے والے عارف کا ویدوں سے اتنا ہی مطلب باقی رہتا ہے کہ جتنا بے پیاس انسان کا کنوئیں تالاب دریا وغیرہ مقامات آبی سے۔

	مدعا ہے چاہ وچشمے کا جو رفع تشنگی۔		سارے ویدونکا ثمر ہے علم وکیف باطنی	

اودپان اوس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے پانی ملسکے کنواں۔ تالاب۔ باولی۔ نہر دریا۔ وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔ انسان بعض کام تالاب سے لے سکتا ہے جو کنوئیں سے لینے ممکن نہیں علیٰ ہذا بعض اغراض تالاب میں پورے نہیں ہو سکتے جنکے واسطے دریا کا ہونا لازمی ہے۔ کسی سے تو صرف پانی حاصل ہوتا ہے اور کسی میں تیرنا ممکن ہے اور کسی میں کشتی بھی چل سکتی ہے سمندر میں یہ سب مطالب ایک جگہ حاصل ہوتے ہیں اور اس میں سب نہریں اور دریا آکر محو ہو جاتے ہیں علم عرفان بمنزلہ بحر محیط کے ہے جس میں کرم کانڈ اوپاسنا وغیرہ کی ندیاں گرکر معدوم ہو جاتے ہیں۔ عارف گن اتیت یعنی صفاتی خواص سے آزاد رہتا ہے تاہم وہ اون خواص کو

مساوات کی نظر سے کام میں لاتا ہے اور ایسا کرنا بسر زندگی کے لئے لازمی جانتا ہے آدمی کو جس قدر پانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اوتنی ہی عارف کو لازمی خواص اور افعال کے بلا ترک داخذ برتنے کی حاجت ہے اور جیسے پانی دستیاب ہونیکے مقامات کنواں۔ تالاب۔ دریا وغیرہ ہیں اسی طرح حصول علم معرفت کے لئے ویدوں میں کرم اوپاسنا اور گیان کانڈ موجود ہیں۔ عارف کی مثال ایسے شخص سے دیجا سکتی ہے جس کی پیاس بجھگئی ہے تارک اور پابند ان فعل بمنزلہ پیاسوں کے ہیں۔

جو پیاسا نہیں ہے اوس کو کنوئے تالاب اور دریا سے سروکار نہیں ہے تو بھی وہ پیاسوں کی ضروریات کو سمجھتا ہے جو پیاسے ہیں اونکا مدعا پیاس کا بجھنا ہے اور اون کو کنوئے تالاب اور دریا سے سروکار ہے۔

कर्मण्येवाऽधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन ॥

माकर्मफलहेतुर्भूर्मा ते संगोऽस्त्व कर्मणि ॥ ४७ ॥

گیان یوگ یعنی عقل سلیم کا طریقہ

(۴۷) فعلوں کے کرنے کا تجھے استحقاق ہے لیکن اون کے نتیجہ پر نظر رکھ نتایج اعمال کو اون کی کرنی کی وجہ نہونے دے ترک افعال نکر

	فعل سے وابستگی واجب نہیں تیرے لئے		فرض کی تکمیل کر خواہش صلے کی چھوڑ دے	

چونکہ جسمانی افعال قدرت کا خاصہ ہیں اون کا کرنا واجب ہے اور اون کے کرنے میں کوئی ہرج بھی نہیں ہے بشرطیکہ نتیجہ پر نظر نہو یعنی وہ فعل اس خیال سے نہ کئے جائیں کہ انکا نتیجہ ملیگا بلکہ اس عقیدہ سے کہ وہ فعل قدرت ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ فعل لازمی کے کرنے سے اجتناب نہیں چاہئے یعنی حواس کے لازمی افعال کا روکنا غلطی ہے

योगस्थः कुरु कर्माणि संगं त्यक्त्वा धनंजय ॥

सिद्ध्यसिद्ध्योः समो भूत्वा समत्वंयोग उच्यते ॥ ४८ ॥

عقل سلیم کا قایم ہو جانا یوگ ہے۔

(۴۸) اے ارجن یوگ میں قایم ہو کر تعلق چھوڑ کر اور کامیابی اور ناکامی یکساں رہکر تو فعل کر ہر حال میں یکساں رہنے کو یوگ کہتے ہیں۔

کامیابی اور ناکامی کو یکسان جان لے		عارفوں کی زندگی کٹتی ہے اطمینان سے

گیان یوگ افعال کا ترک قلبی ہے یعنی اون کو اپنی ذات سے منسوب نہ کرنا اور اون سے بے تعلق رہنا اور کامیابی اور ناکامی میں خوشی اور رنج نہ ماننا اور دونوں کو مساوی جاننا یوگی اپنے بطون میں محو رہتا ہے۔ اور حواس کے فعلوں کو بے تعلقی کیساتھ کرتا رہتا ہے اوسی کو "دل بیار دولت بکار" کہتے ہیں۔

दूरेण ह्यवरं कर्म बुद्धियोगा द्धनंजय: ॥
बुद्धौ शरण मन्विच्छ कृपणा: फलहेतव: ॥४९॥

عقل سلیم اعلیٰ ہے پابندی افعال ادنیٰ ہے۔

(۴۹) کرم یوگ بمقابلہ گیان یوگ کے بہت ہی کم وقعت رکھتا ہے تو گیان کی پناہ میں آ کہ نتیجہ کے خواستگار حقیر ہیں۔

ہیچ ہیں اعمال علم باطنی کے سامنے		دور کرتا تاریکی دل معرفت کے نور سے
شوق کہ بجز حق بنود پابند است در راہ خدا بجز خدا اے سالک		عقلے کہ شود مائل دنیا بند است دنیا چہ بود خواہش عقبیٰ بند است

کرم یوگ کے ماننے والوں کا بیان اوپر کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ منتروں میں ہو چکا ہے وہ لوگ اہنکار یعنی پندار کے سبب اپنے آپ کو فاعل سمجھتے ہیں اور اپنے اعمال کے نتیجہ عقبیٰ میں ملنے کا یقین کرتے ہیں اس لئے ادنیٰ منزل میں ہیں گیان یوگ جس میں اوپر کے دو منتروں میں تشریح ہوئی عارفوں کا طریقہ ہے اور وہ اعلےٰ ہے کہ اس میں نتیجہ سے نظر اوٹھ جاتی ہے۔

बुद्धि युक्तो जहातीह उभे सुकृत दुष्कृते ॥
तस्माद्योगाय युज्यस्व योग: कर्मसु कौशलम् ॥५०॥

عقل سلیم میں پاپ اور پن دونوں موہوم معلوم ہوتے ہیں۔

(۵۰) دنیا میں نیک و بد افعال سے گیانی کا تعلق ترک ہو جاتا ہے۔ لہذا تو گیان یوگ میں مشغول ہو افعال کے واسطے گیان یوگ مناسب ہے۔

ترک کر دیتے ہیں عارف نیک و بد افعال کو		اون کو ادنیٰ جان لے اور طالب اشراق ہو

گیان کے وسیلہ سے پاپ اور پن معدوم ہو جاتے ہیں اور ایک حالت سکون پیدا ہوتی ہے اسواسطے گیان کا حاصل کرنا بہتر ہے گیان بالذات قایم اور عمل سے برتر ہے اور اوس کے حاصل کرنے کے واسطے یتن درکار ہوتا ہے یتن اور کرم میں یہ تفاوت ہے کہ کرم سے افعال کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اور یتن سے افعال کا ترک قلبی ہوتا ہے اور انسان مکروہات سے آزاد ہو جاتا ہے۔

कर्मजं बुद्धियुक्ता हि फलं त्यक्त्वा मनीषिण: ॥
जन्मबंध विनिर्मुक्ता: पदं गच्छंत्य नामयम् ॥५१॥

علم سلیم رکھنے والا سرور ابدی پاتا ہے

(۵۱) جو عارف گیان یوگ پر قادر ہو کر فعل کے نتیجہ کو ترک کر دیتے ہیں وہ پیدائش کی قید سے آزاد ہو کر سرور ابدی کا مقام پاتے ہیں۔

اہل دانش رشتۂ خوف و تمنا توڑ کر		زندگی میں ہیں فردوس منزل جاوید پر

عارف گیان کے ذریعہ سے فعلوں کے نتیجہ سے نظر اوٹھا لیتا ہے پس وہ اپنی حیات میں جو افعال کرتا ہے اُن کی قید سے آزاد رہتا ہے یہی رستگاری اور نجات کا مقام ہے۔

यदा ते मोहकलिलं बुद्धिर्व्यतितरिष्यति ॥
तदा गंतासि निर्वेदं श्रोतव्यस्य श्रुतस्य च: ॥५२॥

جب عقل ماسوا میں صاف ہو کر عقل سلیم ہو جاتی ہے تب حقیقت ذات معلوم ہوتی ہے۔

(۵۲) جب تیری عقل غفلت کی دلدل سے نکل آئے گی۔ اوسوقت تو سنے ہوئے کی اور سننے کی کچھ پرواہ نہ کرے گا

جب تو نادانی کی دلدل سے رہائی پائیگا | تیرے دل سے نقش منقولات کا مٹ جائیگا

جب اِنسان کی عقل پندار کی کثافت سے صاف اور پاک ہو جاتی ہے تب وہ حالت کیف میں اپنے سروپ یعنی حقیقت کو بطون کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اطمینان پاتا ہے اور جو کچھ اوس کی بابت پیشتر سن چکا ہے وہ بعد مشاہدہ کرنیکے قابل التفات نہیں رہتا اور نہ اب اوس کو کچھ جاننے کی خواہش رہتی ہے اِنسان حواس کے جنگل اور اہنکار کی اندھیری رات میں اپنے وطن کو بھولا ہوا بھٹکتا پھرتا ہے جب آفتاب معرفت طلوع ہوکر تاریکی رفع کرتا ہے اوسوقت وہ اپنا اصلی مقام پر پہنچتا ہے اور دیکھتا ہے کہ رات کو میں کہاں پھرتا تھا یعنی اب اوسے کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی۔

श्रुति विप्रति पन्नाते यदा स्थास्यति निश्चला ॥
समाधाव चला बुद्धि स्तदा योग मवाप्स्यसि ॥५३॥

حرکت خیال کا ساکن ہونا یوگ ہے

(۵۳) جب تیری پریشان قوت متخیلہ سکون پائے گی اور عقل محویت میں قایم ہو جائے گی اوسوقت تجھے یوگ کی حالت میسر ہو گی۔

جب تری یکسو توجہ کو سکون ہو جائے گا | عقل گم ہو جائیگی دیدار ہو گا ذات کا

مقولہ کبیر صاحب

سرت کنھڈن ایکتر کرہی سادھنا جان۔ سرت ایکتا ہوئے جب پاوے پد نربان

اِس شغل کو عارفون نے شرتی سادھنا کہا ہے شرتی کے لفظ سے وہ قوت انسان مراد ہے جو خیال کو روک سکتی ہے اور من جس کا روپ یعنی صورت اور پران ادھشٹان یعنی مسکن ہے اور سادھنا کے معنی شغل ہیں یہ سانکھہ یوگ کا طریقہ ہے جس میں قوت متخیلہ اور عقل بذریعہ مین کے ساکن ہو جاتے ہیں اِسمیں کوئی عمل یا فعل نہیں کرنا پڑتا اور یہی جزو سے کل ہونیکا طریقہ ہے

گیان یوگ کے طریقہ کا بیان جو منتر ۳۹ سے شروع ہوا تھا یہاں ختم ہوا ہے جب تک عقل روشن کے وسیلہ سے اِنسان منزل مقصود پر نہ پہونچے تب تک اِن منتروں کے معنی کا حل ہونا مشکل ہے کہ یہ رموز بہت ہی باریک ہیں اور مشاہدہ جاتے ہیں۔

अर्जुन उवाच

स्थित प्रज्ञस्य का भाषा समाधिस्थस्य केशव ॥
स्थित धीः किं प्रभाषेत किमासीत व्रजेत किम् ॥५४॥

یوگ کی شناخت

ارجن کا سوال (۵۴) جو شخص عقل ساکن رکھتا ہے اور محویت کیحالت میں ہے اے کرشن اوسکی کیا شناخت ہے ساکن عقل رکھنے والا اِنسان کیونکر بولتا بیٹھتا اور چلتا ہے۔

عارف کامل کی کیا پہچان ہے بتلائے۔ | بول چال اور طرز بود و باش کو سمجھائے

اب ارجن دریافت کرتا ہے کہ یوگی اور عام آدمی کی حالت میں بلحاظ گفت و شنود اور نشست و برخاست کیا فرق ہوتا ہے یعنی عارف کے برتاؤ اور طریقہ بود و باش میں کیا خصوصیت ہوتی ہے یہ خیال اوس کا آج کل کی عقل کے موافق تھا یعنی وہ سمجھتا تھا کہ یوگی کا برتاؤ عوام سے مختلف ہو گا اور اوس میں کوئی خاص اور عجیب بات ہو گی

श्री भगवानुवाच

प्रजहाति यदा कामान्सर्वान्पार्थ मनोगतान् ॥
आत्मन्ये वात्मना तुष्टः स्थित प्रज्ञस्त दोच्यते ॥५५॥

یوگی خیال کی حرکت کو روک کر ذات میں مسرور رہتا ہے

شری بھگوان کا جواب (۵۵) اے ارجن جب (اِنسان) سب دل کی خواہشوں سے آزاد اور اپنی ذات میں مسرور و محو ہو جاتا ہے تب وہ ساکن عقل رکھنے والا کہا جاتا ہے۔

اوس کی ساکن عقل ہے جو ذات میں مسرور ہے | جس کے دل سے دونوں عالم کی تمنا دور ہے

جس نے اپنے دل سے دُنیا و عقبیٰ کی تمنا دور کی ہے اور جو اپنی ذات کو پہچانکر اوسی میں محو اور مسرور ہے اور نفس کی آمد و شد پر نظر رکھتا ہے وہی عارف ہے جو انسان ۱۲ سے ۵۲ منتر تک کی ضمیر کو سمجھکر اوسپر کاربند ہے اوس کی عقل غیر متحرک سمجھنی چاہئے ورگرنہ جاہل اور عارف میں کوئی جسمانی فرق نہیں ہوتا۔

दुःखेष्वनुद्विग्नमनाः सुखेषु विगतस्पृहः ॥

वीतराग भय क्रोधः स्थित धीर्मुनि रुच्यते ॥५६॥

بیم و رجا سے آزاد ہوجاتا ہے

(۵۶) جو دکھ کا اندیشہ نہیں کرتا اور سکھ کی تمنا نہیں رکھتا اور اُلفت خوف اور غصہ سے بری ہے وہ ساکن عقل رکھنے والا عارف کہا جاتا ہے۔

ہے وہ عارف جس کو غصہ شوق اور نفرت نہیں | رنج سے کلفت نہیں آرام سے اُلفت نہیں

انسان کی حیات میں سُکھ دُکھ سردی و گرمی نفع و نقصان لازمی ہیں عارف وہی ہے جو ان کے پیش آنے کے خیال سے رنجیدہ اور خوش نہیں ہوتا۔

यः सर्वत्राऽनभिस्नेहस्तत्तत्प्राप्य शुभाऽशुभम् ॥

नाऽभिनंदति नद्वेष्टि स्थित प्रज्ञस्तदोच्यते ॥५७॥

ایک سی حالت رکھتا ہے

(۵۷) جو سب سے بے تعلق رہتا ہے اور نیکی و بدی کے پیش آنے پر خوشی اور رنج نہیں کرتا اوس کی عقل ساکن ہے۔

شادی اور غم سے نہیں جسکو مسرت اور ملال | سب سے جو بے لوث ہے وہ آدمی ہی باکمال

تعلقات دنیوی سے جو رنج اور خوشی کے سامان پیدا ہوں اون کا اثر جو شخص اپنی ذات پر نہیں مانتا اوس کی عقل سلیم اور غیر متحرک ہے۔

رباعی

قومے بتمنائے زر و مال خوش اند | برخے بتماشائے خط و خال خوش اند

بیدل ہمہ را اجمال بدمے بینم | خوش حال کسانکہ بہر حال خوش اند

यदा संहरते चायं कूर्मोऽङ्गानीव सर्वशः ॥

इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥५८॥

اوسکی کیفیت مثل کچھوے کے ہے

(۵۸) جب یہ مثل کچھوے کی جو کہ (اپنے) عضوؤں کو چاروں طرف سے سمیٹ لیتا ہے) حواس کو محسوسات سے ہٹا لیتا ہے۔ تب اوس کی عقل ساکن کہی جاتی ہے۔

اپنے اعضا کو چھپا لیتا ہے کچھوا جس طرح | حس و محسوسات سے بچتا ہے عارف اس طرح

شرتی سادھنا میں عارف کی کیفیت مثل کچھوے کے ہوتی ہے یعنی جب شرتی قاعدے سے رکتی ہے تب اوسکے حواس سمٹ کر بے حرکت ہوجاتے ہیں۔

विषया विनिवर्तंते निराहारस्य देहिनः ॥

रस वर्ज्जं रसोप्यस्य परं दृष्ट्वा निवर्त्तते ॥५९॥

حواس کو قابو میں لانے سے ترک لذات کی لذت ملتی ہے

(۵۹) (حواس کو) غذا نہ دینے والے انسان سے محسوسات دُور ہو جاتے ہیں اور برتر از صفات ذات نامتناہی کے مشاہدہ کرنے پر اون کی طلب بھی اوسکے دل سے جاتی رہتی ہے

ضبط سے قابو میں آتے ہیں حواس انسان کے | شوق مٹتا ہے اون کا ذات کے دیدار سے

محسوسات حواس کی غذا ہیں جب شاغل سرت سادھنا کے قاعدے سے حواس کو سمیٹتا ہے تب حواس کے افعال قابو میں آجاتے ہیں اور اون کی وہ کشش جو محسوسات کی طرف ہوتی ہے جاتی رہتی ہے یعنی اون کیساتھ تعلق نہیں رہتا جب شاغل کو نور ذات چشم باطنی سے نظر آتا ہے اوس وقت جو مسرت حاصل ہوتی ہے اوس کے مقابلہ میں نفسانی لذات ہیچ معلوم ہوتی ہیں یعنی اوسے محسوسات کی طرف جو شوق و رغبت کہ پیشتر تھے نہیں رہتے۔

شعر

اگر لذت ترک لذت بدانی
دگر لذت نفس لذت نخوانی

यतसो ह्यपि कौंतेय पुरुषस्य विपश्चितः॥
इंद्रियाणि प्रमाथीनि हरंति प्रसभं मनः॥६०॥

حواس کی کشش اگر احتیاط نہ کی جاوے تو عارف کو عقل سلیم سے بے بہرہ کر دیتی ہے۔

(٦٠) اے ارجن مفسد حواس اس شغل کرنیوالے عارف کے دل کو بھی زبردستی کھینچ لیتے ہیں۔

کھینچتے ہیں شاغلوں کے دل کو بھی مفسد حواس
بس میں آجاتے ہیں لنکے اچھے اچھے خود شناس

اگر سرت سادھنا کرنے والے عارف اپنے حواس کو اچھی طرح نہ روکیں تو وہ حواس اونکے دلپر بھی قابو پا جاتے ہیں اور اون کے مشاہدہ کا حجاب ہو جاتے ہیں۔

तानि सर्वाणि संयम्य युक्त आसीत मत्परः॥
वशेहि यस्येंद्रियाणि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता॥६१॥

پس یوگی حواس کو عقل سلیم کے طابع رکھتا ہے۔

(٦١) جو اون سب کو قابو کرکے میری (ذات نامتناہی) کے ادراک میں مصروف رہتا ہے۔ اور جس کے قابو میں حواس آگئے ہیں اُس کی عقل ساکن ہے۔

اون کو تو مغلوب کر طالب ہو میری ذات کا
عارف کامل ہے جس نے اونکو بس میں کر لیا

ضبط حواس سے یہ مُراد نہیں ہے کہ انسان آنکھ۔ کان اور ناک وغیرہ کو بند کرے اور اون کی بند کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ قوت متخیلہ جس کے مطیع سب حواس ہیں فعل میں آغشتہ نہو یعنی اوس کا شوق فعل کی جانب نہو۔

ध्यायतो विषयान् पुंसः संगस्तेषूपजायते॥
संगात्संजायते कामः कामात् क्रोधोऽभिजायते॥६३॥
क्रोधाद्भवति संमोहः संमोहात्स्मृति विभ्रमः॥

स्मृतिभ्रंशाद् बुद्धिनाशो बुद्धिनाशात्प्रणश्यति॥६३॥

سوکھشم اور استھول پدارتھ پابندی کے اسباب ہیں۔

(٦٣) محسوسات کی طرف توجہ کرنیوالے انسان کو اون سے تعلق ہو جاتا ہے۔ تعلق سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش سے غضب پیدا ہوتا ہے۔ غضب سے تیرگی پیدا ہوتی ہے تیرگی سے سہو پیدا ہوتا ہے۔ سہو سے عقل ضایع ہوتی ہے عقل کے زایل ہو جانے سے زوال آتا ہے

آدمی کو جب خیال آتا ہے محسوسات کا
جوش کا ثمرہ ہے غفلت سہو غفلت کا مآل
شوق خواہش اور غصہ باندھتے ہیں سلسلا
سہو سے ہوتی ہے تیرہ عقل آتا ہے زوال

اس ادھیا کے ۱۴ منتر میں ماترا سپرش کا جو مجمل ذکر ہوا تھا اوس کی اِن دونوں منتروں میں تشریح کیجاتی ہے جب تک انسان سُرت سادھنا کا طریقہ نہ جانتا ہو یعنی جب تک انسان کی سُرت کا الحاق علم ذات کے ساتھ نہو وہ صفات کی طرف رجوع کرتی رہتی ہے

اوّل اوس کا تعلق سمان وایو سے ہوتا ہے جو صفت اکاس یعنی خلا کی رکھتی ہے۔

دوم پران وایو سے جو ہوا کا خزانہ ہے الحاق ہونے پر خواہش تولید پاتی ہے۔

سوم تعلق اور خواہش اپان وایو یعنی مادہ حارہ سے ملکر غضب پیدا کرتے ہیں۔

چہارم اِن تینوں کا دیان وایو یعنی مادہ بارہ سے اتصال ہونے پر تیرگی ظہور پاتی ہے۔

پنجم اِن چاروں کے اودان وایو یعنی مادہ خاکی سے ملنے پر شکل پیدا ہو کر پندار غالب ہو جاتا ہے پندار کے غلبہ میں عقل سلیم تیرہ ہو جاتی ہے اور اپنے آپ کو نہیں پہچانتی یہ حالت قابل افسوس ہے اِس منتر میں لطافت سے کثافت کی طرف آتما کے نزول کی صورت جسطرح پر واقعی ہے دکھائی گئی ہے۔

रागद्वेष वियुक्तैस्तु विषयानिंद्रियैश्चरन्॥
आत्मवश्यैर्विधेयात्मा प्रसादमधिगच्छति॥६४॥

قوت متخیلہ کو افعال حواس سے علیحدہ کرنا آزادی کا ذریعہ ہے

(۶۴) جو بشر رغبت اور نفرت کو حواس سے علیحدہ کرکے اور حواس کو اپنے قابو میں رکھکر محسوسات میں اونہیں لگاتا ہوا ذات میں مصروف رہتا ہے وہ سرور ابدی پاتا ہے۔

شوق و نفرت ترک کرکے حس و محسوسات کا
دیکھتے ہیں اہل دل جلوہ سرور ذات کا۔

زندگی میں حواس اپنے فعل سے عاری نہیں رہ سکتے پس عارف اِن کے ترک و اخذ دونوں سے کنارہ کرکے ذات میں مسرور رہتا ہے گو حواس کا محسوسات سے تعلق رہے یعنی وہ اپنا فعل متعلقہ کیا کریں تاہم وہ اونپر توجہ نہیں کرتا اور توجہ کی نہونے سے وہ غالب نہیں ہو سکتے جب اون کی طرف توجہ ہو جاتی ہے تب وہ غالب ہو جاتے ہیں جیسے کوئی بیگاری کسی کا کام کرتا ہے اور اوسکے نفع و نقصان سے تعلق نہیں رکھتا ویسے ہی عارف حواس کے فعلوں کو بیگار سمجھکر کرتا ہے مگر بیگار سے بچ نہیں سکتا۔

प्रसादे सर्वदुःखानां हानिरस्योपजायते ॥
प्रसन्नचेतसो ह्याशु बुद्धिः पर्यवतिष्ठति ॥६५॥

سرور سے کاہش جاتی رہتی ہے اور عقل آرام خانہ میں قایم ہو جاتی ہے۔

(۶۵) حالت سرور میں اوس کے سب رنج مٹ جاتے ہیں جو سرور ہوتا ہے اوس کی عقل جلد قایم ہو جاتی ہے۔

دور ہو جاتی ہیں دل سے کیف میں سب کاہشات
جو ہوا مسرور اوسکی عقل پاتی ہے ثبات

کیف کی یہ اعلیٰ منزل سُرت سادھنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ زبان کو اُسکے بیان کی طاقت نہیں

नास्ति बुद्धिरयुक्तस्य नचायुक्तस्य भावना ॥
नचाभावयतः शांतिरशांतस्य कुतः सुखम् ॥६६॥

یقین کے بغیر آرام و قرار میسر نہیں ہو سکتا

(۶۶) جو شاغل نہیں ہوتا اوس کی نہ تو عقل (قایم) ہوتی ہے اور نہ اوسکو الوہیت کا دیدار ہوتا ہے جسکو دیدار نصیب نہیں اوسکو تسکین نہیں جسکو تسکین نہیں اوسے آرام کہاں۔

عقل و عرفان سے وہ بے بہرہ ہے جو شاغل نہیں
اوس کو اطمینان اور اصلی خوشی حاصل نہیں

جو سُرت سادھنا کا شاغل نہیں اوس کی عقل کا سلیم ہونا ممکن نہیں اور وہ ذات نامتناہی کا جلوہ نہیں دیکھہ سکتا جب تک مشاہدہ باطنی نہو قرار و اطمینان کی صورت ہرگز پیدا نہیں ہوتی یعنی جب تک شکوک اور واہمات رفع نہوں اِنسان حالت زندگانی میں آرام نہیں پاتا۔

इंद्रियाणां हि चरतां यन्मनोऽनुविधीयते ॥
तदस्य हरति प्रज्ञां वायुर्नावमिवांभसि ॥६७॥

شغل کے بغیر حواس عقل کو پریشان کر دیتی ہیں

(۶۷) جب اِنسانکا دِل فعل کرتے ہوئے حواس کیطرف جاتا ہے۔ تب حواس اوسکی عقل کو اِسطرح بہا لیجاتے ہیں جیسے ہوا دریا میں کشتی کو

جب طرف لذات کے جاتا ہے دِل اِنسان کا
کشتی دانش پہ ہوتا ہے سماں طوفان کا

حواس دلکو کھینچکر محسوسات کی طرف لیجاتے ہیں اگر دِل کی نظر اون کی طرف ہوتی ہے حواس کی آندھی دِل کی کشتی کو محسوسات کے طلاطم میں ڈالدیتی ہے مرد دانا کو چاہیے کہ وہ اوس کشتی کو ملاح کیطرح قابو میں رکھے اور بھنے ندے آندھی کا چلنا تو فعل قدرت ہے۔

तस्माद्यस्य महाबाहो निगृहीतानि सर्वशः ॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ॥६८॥

پس حواس کو قابو میں اور اعتدال پر رکھنا واجب ہے

(۶۸) پس اے ارجن جسنے حواس کو محسوسات کی طرف جانے سے بخوبی روک لیا ہے اوس کی عقل ساکن ہے۔

اِس لیے ارجن اوسے عارف سمجھنا چاہیے
اپنے دِل پر ہو جو قادر ترک محسوسات سے

محسوسات کی طرف حواس کی کشش کا ہونا اِنسانکے سکون میں خلل انداز ہوتا ہے لہذا اِنسانکو حواس کے افعال ضبط کیساتھ کرنے چاہئیں اِسطرح پر اونکی کوشش کارگر نہیں ہوتی طریقہ ضبط کی تشریح اوپر کے منتر میں ہو چکی ہے

या निशा सर्वभूतानां तस्यां जागर्ति संयमी ॥
यस्यां जाग्रति भूतानि सा निशा पश्यतो मुनेः ॥६९॥

(۶۹) جو سب اِنسانوں کی رات ہے اوسمیں عارف جاگتا ہے۔ جسمیں انسان جاگتے ہیں وہ عارف دوربین کے لئے رات ہے۔	عقل سلیم رکھنے والے کی زندگانی۔

روز روشن عارفوں کا جاہلوں کی رات ہے

جاہلوں کا روز روشن عارفوں کی رات ہے		

عوام الناس جو حواس کے وسیلہ سے عالم ظاہری میں بدل مصروف ہیں اونکے واسطے عالم بطون مثل شب تار ہے مگر عارفوں کا وہ دراصل دن ہے اور جس عالم ظاہری کو عوام دن سمجھتے ہیں عارف اوسکو اندھیری رات خیال کرتے ہیں جاہل صفات کے عالم سے باخبر ہیں اور ذات کے عالم سے بے خبر۔ عارف ذات کے عالم میں ہوشیار ہیں اور صفات کے عالم سے بے پرواہ سُرت کا حواس سے تعلق ہونا عارفوں کی رات ہے۔ سُرت کا ذات میں محو رہنا عارفوں کا روز روشن ہے۔

आपूर्यमाण मचल प्रतिष्ठं समुद्रमापः प्रविशंति यद्वत् ॥
तद्वत्कामायं प्रविशंति सर्वे सशांति माप्नोति न काम कामी॥७०

(۷۰) جس طرح دریا لبریز اور بے حرکت سمندر میں غائب ہو جاتے ہیں اوسی طرح سب خواہشیں جس انسان کے دلمیں غائب ہو جاتی ہیں وہ حالت اطمینان کی پاتا ہے لذات کی خواہش رکھنے والیکو یہ بات نصیب نہیں ہوتی	عارف مثل بحر محیط کے بیحرکت اور ساکن رہتا ہے۔

جیسے دریا آکے ملجاتے ہیں ساکن بحر میں

محو ہو جاتی ہیں جسکی دلکی ساری خواہشیں طالب دنیا و دین سے دور رہے آسودگی ؛		عین راحت سے بسر ہوتی ہے اُس کی زندگی

اِنسان حالت کیف میں علم ذات کو مثل بحر محیط لبریز اور ساکن پاتا ہے اور اوس کی تمام خواہشین دریاؤں کے مانند اوس بحر محیط میں معدوم ہوتی نظر آتی ہیں۔ یہ ادراک انسانی انتہائی مقام ہے دنیا اور عقبیٰ کے طالب اس سے محروم رہتے ہیں۔

विहाय कामान्यः सर्वान्पुमांश्चरति निःस्पृहः ॥
निर्ममो निरहंकारः सशांति मधि गच्छति ॥७१॥

(۷۱) جو انسان خواہشوں کو چھوڑکر بغیر کسی خواہش کے فعل کرتا ہے اور تعلق قلبی اور پندار سے آزاد ہو جاتا ہے وہ حالت اِطمینان پاتا ہے۔	ترک خواہش سے یہ مقام ملتا ہے۔

رغبت و نفرت کا مفروضہ تعلق چھوڑکر۔

فعل بے خواہش سے اِطمینان پاتا ہے بشر		

جو ان تینوں شرطوں کو پورا کرے وہی سرور ابدی پا سکتا ہے جو لوگ حواس کے فعل سے مغلوب ہو جاتے ہیں اونکی توجہ کا اس علم کی طرف ہونا محال ہے۔

एषा ब्राह्मी स्थितिः पार्थ नैनां प्राप्य विमुह्यति ॥
स्थित्वा ऽस्यामंत कालेपि ब्रह्म निर्वाण मृच्छति॥७२॥

(۷۲) ارجن یہ برہم کا مقام ہے اِسکو پاکر اِنسان غفلت میں گرفتار نہیں ہوتا اور آخری وقت بھی اِس میں قایم رہنے سے برہم کا وصال پاتا ہے۔	یہ مقام انتہائی مراتب ادراک انسانی ہے جہاں غفلت و نادانی باقی نہیں رہتی۔

معرفت کی کیف میں ہوتی ہے نادانی فنا ؛

زندگی اور موت میں عارف کا حصہ ہے بقا ؛		

اوپر کے منتر میں جو حالت کیف بیان کی گئی ہے وہی برہم کا مقام ہے اوسکے حاصل کرنیسے سارے عقدے انسان کے وا ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی زندگی میں جزو سے کل ہو جاتا ہے اور دم واپسین تک ذات میں مستغرق رہکر جزو سے کُل ہو جاتا ہے یعنی اپنی زیست میں اور بعد از مرگ ایک ہی صورت پر رہتا ہے۔

इति श्री भगवद्गीता सूपनि षत्सु ब्रह्म विद्यायां योग शास्त्रे
श्रीकृष्णार्जुन संवादे सांख्य योगो नाम द्वितीयो ऽध्यायः २

شری بھگوت گیتا کے مخفی برہم ودیا کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی گفتگو کی دوسری ادھیاء موسوم بہ سانکھ یوگ ختم ہوئی

دوسری ادھیا میں سانکھ یعنی علم حقیقت کا لُب لُباب درج ہے اگلے ادھیائیں اسی ضمیر پر مبنی ہیں اور اسی کی تفسیر ہیں دوسری ادھیائے اصول چاروں ویدوں اور چھیوں

شاستروں کا عطر ہیں اگرچہ وید اور شاستر وغیرہ کا مضمون بغیر مطالعہ کے کامل طور پر دریافت نہیں ہو سکتا مگر چونکہ اکثر اشخاص کو اون کی بابت بہت ہی کم واقفیت ہے اسلئے آن کے خلاصہ اصول کا ذیل میں درج کرنا بیکار نہو گا۔

چار وید

اوّل رگ وید ہے۔ اس کا "پرگیانم آنند برہم" مہاواک ہے اور اصول اونکار کی سادھنا ہے
دوسرا یجروید۔ اس کا "اہم برہم آسمی" مہاواک ہے اسمیں اونکار کے عملی طریقوں کا بیان ہے
تیسرا سام وید۔ اس کا "تت توم اسی" مہاواک ہے اسمیں اشٹانگ یوگ اور عشق کی طریقت کا بیان ہے اور علم موسیقی داخل عبادت ہوا ہے۔

چوتھا اتھرون وید اس کا "ایم آتما برہم" مہاواک ہے اسمیں توحید و عرفان کا بیان ہے۔
یہ چاروں وید رشیوں یعنی عارفان گذشتہ کے کلمات ہیں جو کسی وقت میں قلمبند کئے گئے ہیں ابتدائے زمانہ میں ان کا علم عارفوں کے سینہ میں تھا اور وہ سینہ بسینہ منتقل ہوتا تھا یعنی بذریعہ سماعت کے شاگرد کو گرو سے حاصل ہوا کرتا تھا۔ جیسا کے لفظ شرتی سے بھی ظاہر ہوتا ہے جب سامان وقت سے شرتیاں تعداد میں بہت ہو گئی اور اونکا حافظہ میں رکھنا مشکل ہو گیا تب وہ وقتاً فوقتاً مکتوب ہو کر چار وید موسوم ہوئیں شرتی وہ کلام ہے جو حالت اشراق میں عارفوں کی زبان سے نکلا ہے۔

چاروں ویدوں کا ایک وقت میں مکتوب ہونا پایا نہیں جاتا۔ گو وہ علم کسی وقت کلام اور تحریر میں آیا ہو حقیقت اوس کی اناد ہے یعنی کال اور دیش میں محدود نہیں ہے اپنشد وید کے علم الوہیت کا انتخاب ہے سمرتی کے معنی حافظہ ہیں سمرتی وہ کلام ہے جس نے قوت حافظہ سے ترتیب پائی ہے شرتی کی شہادت صرف بطون میں مل سکتی ہے سمرتی کی شہادت حواس سے مل سکتی ہے سمرتی میں چھ شاستر یعنی فلسفہ۔ پران اور اپ پران۔ وغیرہ شامل ہیں جنکو عالموں نے وقتاً فوقتاً وید کی تشریح و تفسیر میں تحریر کیا تھا۔

(۱) نیائے شاستر کے مصنف گوتم رشی تھے۔ اس فلسفہ نے مایا۔ ایشر اور جیو تین وجود مانے ہیں اور ان تینوں کو بدلائل اناد ی ثابت کیا ہے۔

(۲) میمانسا دو ہیں۔ پورو۔ اور اُتر۔ پورو میمانسا جیمنی رکھیشر کا کلام ہے اتر میمانسا شری وید ویاس جی کی تصنیف ہے پہلا میمانسا مانتا ہے کہ کرم یعنی فعل سے عالم کا ظہور ہوا ہے اور وہ کرم روپ یعنی بصورت فعل ہے اور اوس کا کرم ہی میں انجام ہو گا دوسرا میمانسا ویدانت کے اصول کے موافق کرم کا وجود پرکرتی یعنی قدرت سے بتاتا ہے۔

(۳) ویسے شک شاستر کنادرشی کی تصنیف ہے اس میں کال یعنی وقت کا سب پر غالب ہونا ثابت کیا ہے یعنی سارا عالم کال سے ظہور پاتا ہے اور کال میں فنا ہو جاتا ہے۔

(۴) پاتنجل شاستر مہامنی پاتنجلی کی تصنیف ہے اسمیں اشٹانگ یوگ کو ذات میں وصل ہونے کا ذریعہ ثابت کیا ہے اور اوسیکو سدھانت مانا ہے۔

(۵) سانکھ شاستر کپل مہامنی کی تصنیف ہے یہ مرتاض اور کمال درجہ کے فاضل ہوئے ہیں اور انہوں نے پورش کو پرکرتی سے علیحدہ مانا ہے پورش کو ذات پاک اور بے لوث کہا ہے اور سب عالم کا نمود پرکرتی سے تسلیم کیا ہے پورش کو شخص اور پرکرتی کو اوس کا سایہ کہا ہے اس فلسفے کے اصول سمجھنے میں بوجہ کم فہمی بہت غلطیاں واقع ہوئی ہیں چونکہ کلام اعلیٰ ہے اور اوس کے سمجھنے کے واسطے فکر رسا درکار ہے اس کے جاننے والے اور پیروی کرنیوالے اب ہندوستان میں بہت کم ہیں۔

(۶) ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ سری وید ویاس رشی کا کلام ہے یہ توحید خالص اور انتہائی ادراک انسانی ہے برہم سوتریں جو انہیں کی تصنیف ہے ویدانت کے اصول بدلائل ثابت کئے گئے ہیں۔ نیائے ایشر اور مایا کو انادی بیان کرتا ہے اور دونوں کو عقل ظاہر کرتی ہے اور حواس اوسکی شہادت دیتے ہیں۔
میمانسا کرم کو سدھانت اس لئے مانتا ہے کہ بغیر فعل کے عالم کا ہونا ممکن نہیں۔

وسِشٹ شنک کال کو سب سے اعلیٰ مانتا ہے کیونکہ جو فعل ہوتے ہیں وہ سب وقت میں محدود ہیں پاتنجل یوگ کو سب سے اعلیٰ سمجھتا ہے یوگ کے معنی وصل ہیں چونکہ فصل اگیان سے ہوا ہے وصل ضروری ہے گو یہ چاروں فلسفہ مختلف ثبوت ذات نامتناہی کی دیتے ہیں مگر سب کو اوسکی ہستی بحث اور وحدت پر اتفاق ہے نیائے اور میمانسا میں جزوی فرق ہے دونوں کی ضمیر ایک ہی ہے وسِشٹ شنک کی تحقیقات اون دونوں سے زیادہ وسیع ہے پاتنجل طریقت عشق ہے اِسکا تعلق نفس وغیرہ سے ہے اور یہ فلسفہ کسی وقت میں بہت ترقی پر تھا فی زمانہ اِس کے عامل کا ملنا دشوار ہے سانکھہ عالم ظاہری کا وجود واجب الوجود سے بتلاتا ہے اور بغیر حاصل کئے اِس علم کے شکوک دل سے رفع نہیں ہوتے۔

ویدانت اعلیٰ درجہ کا فلسفہ ہے اور فہم ذکی اور طبع رسا چاہتا ہے فہم کے تنگ کاسہ میں یہ بحرِ محیط سما نہیں سکتا کوئی علم اِسوقت ذات کے ادراک کیواسطے اِس سے بہتر نہیں ہے ویدانت کے لغوی معنی ہیں علم کی انتہا۔ یعنی وہ فلسفہ جس میں جا تحقیقات ختم ہوا اور محویت شروع ہو محویت سے بلند کسی فلسفہ نے کوئی درجہ بیان نہیں کیا۔ ویدانت واجب الوجود کو اوّل و آخر ظاہر و باطن ثابت کرتا ہے اوپنشدوں میں وید کے علمی رموز یعنی توحید و عرفان حکایتوں کے پیرایہ میں ظاہر کئے گئے ہیں باون اوپنشدوں کا ترجمہ شاہزادہ محمد دارا شکوہ نے فارسی میں کیا ہے بعض بیانات سے ایکسو ساٹھ اوپنشدوں کا ہونا پایا جاتا ہے مگر وہ سب اِسوقت ہند میں دستیاب نہیں ہو سکتے اوپنشد کے معنی اسرار مخفی ہیں پرانوں اور اُپ پرانوں میں حکایات اور روایات درج ہیں جنکے معنی کامل طور پر اور بدلائل ثابت کرنے مشکل ہیں بعض میں عالی خیالات ظاہر کئے گئے ہیں چنانچہ وشنو پران بہت اعلیٰ درجہ کے علم معقولات پر مبنی ہے جس کے رموز و استعارات کو آجکل کے ملا نہیں جانتے اور ایسے معنی بیان کرتے ہیں جن سے سامع کی تشفی نہیں ہوتی اور طرح طرح کے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔

تیسری ادھیا کرم یوگ ۴۳ منتر

अर्जुन उवाच– ज्यायसी चेत्कर्मणस्ते मता बुद्धिर्जनार्दन ॥
तत्किं कर्मणि घोरे मां नियोजयसि केशव ॥१॥

ارجن کرشن جی کی ضمیر کو نہ سمجھ سکا۔

ارجن کا سوال (۱) اے جناردن اے کرشن جو آپکی رائے میں فعل پر علم فضیلت رکھتا ہے تو پھر آپ مجھے کثیف کام کی کیوں ہدایت کرتے ہیں

آپ دیتے ہیں فضیلت علم کو اعمال پر ۔۔۔ ساتھ ہی کہتے ہیں مجھ سے بے محابہ جنگ کر

ارجن گیان کو کرم پر سبقت دینے اور جنگ کرنے کی ہدایت کو دو مخالف امر سمجھا دراصل فعل کرنا گیان یوگ کے خلاف نہیں ہے بلکہ مطابق ہے آگے ظاہر کیا جائیگا کہ فعل قدرت سے سرزد ہوتے ہیں ذات اون سے مبرّا اور بے لوث رہتی ہے۔

व्यामिश्रेणेव वाक्येन बुद्धिं मोहयसीव मे ॥
तदेकं वदनिश्चित्य येन श्रेयो ऽहमाप्नुयाम् ॥२॥

کہنا چاہتا ہے

(۲) آپ کا متضاد کلام میری سمجھ میں نہیں آتا آپ ایسی ایک بات صاف طور پر کہیے جس سے کہ میری بھتری کی صورت پیدا ہوتی ہو۔

عقل چکرانے لگی سنکر یہ جملے آپکے ۔۔۔ مجھکو بھبودی کا سیدھا راستہ دکھلائے

ارجن ترک تعلق فعل اور ترک فعل میں تمیز نہ کر سکا پس اوس نے یہ سوال پیش کیا ہے۔

श्री भगवानुवाच– लोके ऽस्मिन् द्विविधा निष्ठा पुरा प्रोक्ता मयान
घ ॥ ज्ञान योगेन सांख्यानां कर्म योगेन योगिनाम् ॥३॥

گیان یوگ اور کرم یوگ وصال ذات کے دو مختلف طریقے ہیں جو کہ زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں

شری بھگوان کا جواب (۳) اے نیکمرد میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ اِس عالم میں دو قسم کے عقیدے ہیں عارفوں کا گیان یوگ اور جو لوگ کرم کے پابند ہیں اونکا کرم یوگ

دو طرح کی زندگانی میں نے بتلائی ابھی ۔۔۔ ایک تو اعمال کی اور دوسری عرفانی

دوسری ادہیا کے ۱۱ سے ۳۹ منتر تک گیان یوگ کے اصول کا اور ۴۰ سے آخر منتر تک اُسکے عملی طریقے کا بیان ہوا ہے اور درمیان کے ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۹ منتروں میں کرم کی بابت رائے ظاہر کیگئی ہے شائقین اِن دونوں عقیدونکے فرق کے سمجھنے کیلئے مذکورہ بالا منترونکو ملاحظہ کریں

नकर्मणा मनारंभा न्नैष्कर्म्यं पुरुषो ऽश्नुते ॥
नच सन्य संनादेव सिद्धिं समधि गच्छति ॥४॥

ترک افعال ناممکن اور لاحاصل ہے

(۴) نہ تو انسان افعال کے ترک کرنے سے افعال سے بریت پاتا ہے اور نہ وہ ترک افعال سے مطلوب کو پاتا ہے۔

محض بیکار آدمی کی زیست ہے امر محال — محض بیکاری سے کوسوں دور ہے کسب کمال

حواس کے فعل روکنے سے نہیں رُک سکتے ہیں علاوہ بریں اونکے روکنے سے کوئی مطلب حاصل نہیں ہو سکتا پس اونکے روکنے کی کوشش کرنا فعل عبث ہے۔

नहि कश्चित्क्षण मपि जातु तिष्ठत्य कर्म कृत् ॥
कार्यते ह्यवशः कर्म सर्वैः प्रकृतिजैर्गुणैः ॥ ५॥

انسان کو افعال سے ایک لمحہ بھی مفر نہیں ملتا

(۵) کوئی کبھی ایک لمحہ بھر بھی فعل سے خالی نہیں رہتا۔ قدرتی خواص اپنے زور سے سب فعل کراتے ہیں۔

فعل سے فارغ نہیں ہوتا ہے کوئی لمحہ بھر — فطرتاً مجبور ہے اِنسان صدورِ فعل پر

اِنسان کی زندگانی میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرتا ہے جسمیں اوسکے حواس کی قوتیں فعل نہیں کرتیں یہ تمام افعال قدرت سے سرزد ہوتے ہیں اِسلئے اِنکا روکنا اِحکام قدرت کی مخالفت کرنا ہے

कर्मेन्द्रियाणि संयम्य य आस्ते मनसा स्मरन् ॥
इन्द्रियार्थान् विमूढात्मा मिथ्याचारः सउच्यते ॥६॥

کرم یوگ کا طریقہ ادنیٰ ہے کہ اوسمیں افعال دلی تعلق کیساتھ کئے جاتے ہیں

(۶) جو کم عقل حواس افعالی کو روک کر دل سے محسوسات کا خیال کرتا رہتا ہے اوسے گمراہ کہنا چاہئے۔

ضبط کے دہوکے میں جو شایق ہے محسوسات کا — وہ ہے ناداں اور اُسے گمراہ کہنا ہے بجا

چونکہ کان آنکھ ہاتھ پاؤں وغیرہ کے لازمی افعال کے ترک کرنے پر بھی خیالات محسوسات کی طرف جانے سے نہیں رُکتے یعنی طبیعت کا شوق محسوسات کی طرف بدستور رہتا ہے اِس لئے اونکے ترک کرنیکی کوشش حماقت ہے۔

यस्त्विन्द्रियाणि मनसा नियम्या रभते ऽर्जुन ॥
कर्मेन्द्रियैः कर्म योग मसक्तः सविशिष्यते ॥७॥

گیان یوگ اعلیٰ درجہ رکھتا ہے کہ فعلوں کو بے تعلقی کیساتھ کرنا اُس کا اصول ہے

(۷) اے ارجن جو حواس افعالی کو دل کے تابع رکھکر اون سے لازمی افعال بے تعلق ہوکر کرتا ہے وہ اعلیٰ ہے۔

جس نے اپنے دل کے بس میں کر لئے سارے حواس — فعل کرتا ہے مگر آزاد ہے وہ خود شناس

حواس افعالی کو دل کے تحت میں رکھکر اون سے کام لینا حواس کے ضبط کرنے سے بہتر ہے اس طرح پر فعلوں کا کرنا اون سے بریت کیصورت پیدا کرتا ہے اور اون کا کرنا نہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہے یہ ہی عارفوں کا طریقہ ہے۔

नियतं कुरु कर्मत्वं कर्म ज्यायो ह्यकर्मणः ॥८॥
शरीर यात्रापि च तेन प्रसिद्ध्येद कर्मणः ॥८॥

بے تعلق ہوکر افعال کرنے چاہئیں۔

(۸) تو لازمی افعال کر اون کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے اون کے ترک کرنے سے تو تیرے جسم کا قیام ناممکن ہو جائے گا۔

فرض پورا کر کہ بیکاری سے افضل کار ہے — آدمی کی زندگی بے عمل دشوار ہے

لازمی افعال کرنے چاہئیں کیونکہ اون کے کرنے سے عارف کا کوئی ہرج نہیں ہوتا اور اون کے بغیر اوس کی زندگی ممکن نہیں ہوتی

यज्ञार्थात्कर्मणो ऽन्यत्र लोको ऽयं कर्मबन्धनः ॥
तदर्थं कर्म कौन्तेय मुक्तसंगः समाचर ॥९॥

افعال بے تعلق نفی ہو جاتے ہیں
افعال تعلق پابندی کا سبب ہیں

(۹) اوس فعل کے علاوہ جو ریاض سمجھکر کیا جاتا ہے اور جتنے افعال اس دنیا میں (انسان) سے سرزد ہوتے ہیں وہ سب اوسکی پابندی کا باعث ہوتے ہیں اسلئے ارجن تو افعال کو ریاض سمجھکر بے تعلقی سے کر

فعل کی زنجیر ہے دنیا نہ ایقیں کے سوا		اس لئے تو کام کر لیکن نہ اس میں دل لگا

جو کچھ اس دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے قدرت کے فعل سے ہوتا ہے عارف اِسبات کو بخوبی سمجھتا ہے۔ اِسلئے وہ کسی فعل کا باعث اپنی ذات کو قرار نہیں دیتا اور تمام افعال کے صدور کو قدرت سے مانکر اونہیں بے تعلقی کیساتھ کرتا ہے برخلاف اِسکے جاہل قانون قدرت سے ناواقف ہونیکے باعث افعال کی پیدایش اپنی ذات سے خیال کرتا ہے اور اونہیں اختیاری سمجھتا ہے پہلے طریقہ پر کاربند ہونے سے افعال سے بریت حاصل ہوتی پچھلے طریقے کی پیروی کرنیکا نتیجہ پابندی افعال ہوتا ہے اس منتر کے معنی سمجھنے کے لئے جبر و اختیار کے مسئلہ پر غور کرنا ضروری ہے۔

सह यज्ञाः प्रजाः सृष्ट्वा पुरोवाच प्रजापतिः ॥
अनेन प्रसविष्यध्व मेषवोऽस्त्विष्टकामधुक् ॥१०॥

دراصل فعل عطیہ قدرت ہے

(۱۰) قادر مطلق نے مخلوقات کو ریاض کرنے کی قوت دیکر پیدا کیا اور ہدایت کی کہ تم اِسکے وسیلہ سے ترقی کرو اِس سے تمہارے مطالب پورے ہونگے۔

با فرایض خلق پیدا کرکے خالق نے کہا		فرض کو انجام دو اِسمیں تمہارا ہے بھلا

شروع میں بچہ کے حواس کی قوتیں اور جسمانی اعضاء کمزور اور ناکمل ہوتے ہیں بعدازاں اونسے جسقدر کام لیا جاتا ہے وہ بالیدگی اور تکمیل پاتے ہیں اور جو پہلے بچہ تہا وہ جوان کہلاتا ہے تب وہ ریاض کرکے بسر اوقات کرتا ہے اور مطالب دنیوی حاصل کرتا ہے اِسیطرح باشندگان کے مجموعی ریاض اور علمی ترقی سے ملک کی بہبودی ہوتی ہے جو لوگ جسمانی ترقی کے مانع ہوتے ہیں احکام قدرت سے سرکشی کرتے ہیں اور اوسکی سزا پاتے ہیں برخلاف اِسکے عیش و عشرت سے قوا ضعیف ہو جاتے ہیں اور موت کا سامنا جلدی لاتے ہیں عقل سلیم کے مطیع رکھکر حواس سے کام لینا دانائی ہے۔ اور قانون قدرت کی مطابعت ہے۔

देवान् भावयतानेन ते देवा भावयंतु वः ॥
परस्परं भावयंतः श्रेयः परमवाप्स्यथ ॥११॥

حواس کو قانون قدرت کے موافق ترقی دینا انسان کا فرض ہے

(۱۱) تم اِس سے دیوتاؤں کی خدمت کرو وہ تمہیں عزت بخشینگے۔ کوشش باہمدگر سے تمہیں کمال درجہ کی بہبودی حاصل ہوگی۔

دیوتاؤں کو مناؤ تاکہ وہ امداد دیں		کامیابی اِتفاق رائے سے ہوگی تمہیں

دیوتا کوئی مجسم شے نہیں ہیں بلکہ یہی پانچ حواس چت اور بدہ سات دیوتا ہیں جسقدر ہم ریاض سے اونکی قوت کو بڑہاتے ہیں یعنی اونکو کام میں لاتے ہیں اوسی قدر وہ ہماری بہبودی کیصورت پیدا کرتے ہیں ہمارے ریاض پر اونکی ترقی منحصر ہے اونکی ترقی پر ہماری بہبودی۔ افسوس ہے کہ اِس منتر کے معنی پر اہل ہند کی نظر نہوئی اور اِس ہدایت ربانی پر اونہوں نے عمل نہ کیا جو ملک آجکل ریاض پیشہ ہیں اور اِسکے موافق عمل کر رہے ہیں وہ روز افزوں ترقی پر ہیں۔

इष्टान्भोगान्हि वो देवा दास्यंते यज्ञ भाविताः ॥
तैर्दत्तान प्रदायैभ्यो यो भुंक्ते स्तेन एव सः ॥१२॥

قدرت حواس کی فعلوں کی فاعل ہے ذات برتر از فعل ہے۔

(۱۲) ریاض سے خدمت کرنے پر دیوتا تمہیں ضروری اشیاء دینگے جو شخص اون کی دی ہوئی اشیا کو اونہیں دیے بغیر کہا لیتا ہے وہ چور ہے

پھل ملیگا دیوتاؤں کی جو تم خدمت کرو		چور ہے جو آپ کھا جاتا ہے اُنکے مال کو

چونکہ سب ضروریات کے فراہم کرنے والے اور سارے کاروبار کے کرنیوالے وہی دیوتا ہیں اِس لئے جو لوگ بسبب پندار اپنے آپکو اونکا کرنیوالا مانتے ہیں وہ اُنکی فاعلیت کے حق میں خیانت کرتے ہیں یعنی وہ سب افعال جنکا اِنسان اپنے تیئں فاعل مانتا ہے عالم میں بہت مجموعی اونہیں صفاتی قوتوں سے سرزد ہو رہے ہیں ذات کبھی کسی فعل کی فاعل نہیں بنتی اُنکی دیوتا سب جسموں میں موجود ہے اور تحصیل و تحلیل غذا کا سبب ہے جو اِنسان اپنی غذا کا مہیا کرنیوالا اور کہانیوالا اُنکے بجائے اپنے وجود کو قرار دیتا ہے وہ اوس دیوتا کی حق تلفی کرتا ہے۔

यज्ञशिष्टाशिनः संतो मुच्यंते सर्व किल्विषैः॥
भुंजते तेत्वघं पापा ये पचन्त्यात्म कारणात ॥१३॥

عارف آزاد رہتا ہے جاہل بوجہ پندار کے پابند افعال ہوتا ہے

(۱۳) جو شئے ریاض سے اعلیٰ ہےٗ اوسکے کہانے والے سب گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں اور جو خود غرض اپنے سلئے پکاتے ہیں وہ گنہ کا مزا چکھتے ہیں۔

بے گناہ ہےٗ آب حیواں جسنے وحدت کا پیا
جام خود بینی جو پیتا ہے وہ پاتا ہےٗ سزا

عارف افعال کا صدور قدرت سے جانتا ہے اور علم ذات کو نوش جان کرتا ہےٗ اسلئے وہ عذاب و ثواب سے بری رہتا ہے جاہل انانیت کا بندہ ہو کر سارے حسابی فعلوں کا سبب اپنی ہستی موہوم کو قرار دیتا ہے اور اوسکے نتیجہ میں پابندی افعال کی سزا اوٹھاتا ہے۔

अन्नाद्भवंति भूतानि पर्जन्या दन्न संभवः॥
यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्म समुद्भवः॥१४॥
कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षर समुद्भवम्॥
तस्मात्सर्व गतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम॥१५॥

انسانی حیات کا دار مدار قدرت کے چرخ پر ہے۔

(۱۴) انسانونکی حیات غلّہ سے ہے۔ غلّہ کا ہونا بارش پر منحصر ہے بارش حرارت سے ہوتی ہے۔ حرارت فعل سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱۵) فعل کی پیدایش قدرت سے سمجھنی چاہئے اور قدرت کا ظہور یزدال سے پس قدرت محیط ہو کر ہر وقت اپنا فعل کرتی رہتی ہے۔

زندگی غلّے سے ہےٗ بارش سے غلّہ کا وجود
ذات مطلق کا کرشمہ حرکت اجسام ہے
الغرض آتش سے ہے حرکت سے آتش کا نمود
سارے عالم میں اُسی کا غائبانہ کام ہے

انسان کی حیات بناتات پر منحصر ہے بناتات کی پیدایش بارش پر موقوف ہے بارش اسوقت

ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی حرارت روئے زمین سے ابخرات کو بلندی پر لیجاتی ہےٗ حرارت حرکت سے پیدا ہوتی ہےٗ اور حرکت کی پیدایش قدرت سے ہےٗ جسکو پرکرتی کہتے ہیں۔ پرکرتی مثل سایہ کے پورش کیساتھ ساتھ رہ کر مذکورہ بالا طریقے سے انسان کی زندگی کی نگہبانی کرتی ہےٗ اوسی نے حرکت حرارت بارش اور غلّہ کی صورت اختیار کی ہے یعنی اکاش - وایو - اگنی - جل اور پرتھوی اوسی کی مختلف شکلیں ہیں اور وہی اِن پانچوں صورت میں کل عالم میں ہر لمحہ فعل کر رہی ہے جسکو برہم یگ کہتے ہیں (دیکھو بجرویدکی مہانارائن اونپشد)

एवं प्रवर्तितं चक्रं नानु वर्तयतीह यः॥
अघायु रिंद्रिया रामो मोघं पार्थ स जीवति॥१६॥

جو کوئی چرخ قدرت کے معنی نہیں جانتا وہ جاہل ہےٗ

(۱۶) قدرت کا چرخ اِس طرح پر جاری ہے جو بشر اِس دنیا میں اوسکے موافق نہیں چلتا اور عمر ضایع کرتا ہے اور حواس سے مغلوب ہو جاتا ہے اِس کی زندگی لاحاصل ہوتی ہے۔

چرخِ قدرت کی نہیں کرتا جو احمق پیروی
ہیچ ہے اُس نفس پرور کا اُصولِ زندگی

جس انسان کو اپنی حیات میں اِس چرخ قدرت کی حقیقت دریافت نہیں ہوتی اوسے حیوان بشکل انسان کہنا بجا ہے اور اوسکا پیدا ہونا نہونے کے مساوی ہے۔

यस्त्वात्म रतिरेव स्या दात्म तृप्तश्च मानवः॥
आत्मन्येव च संतुष्ट स्तस्य कार्यं न विद्यते॥१७॥

عارف مشاہدہ باطنی کا علم و سرور رکھتا ہے

(۱۷) جسکو اپنی ذات کا عشق ہے اور اپنی ذات پر قناعت ہے اور اپنی ذات میں لُطف حاصل ہوتا ہے اوسے فعل سے سروکار نہیں ہوتا۔

جسکے باطن میں سمایا عشق و علم و کیف ذات
اُس نے زنجیر عمل کو توڑ کر پائی نجات

عارف عشق حقیقی رکھتا ہے اور اوسکے دل میں ذات بحت کی ادراک کرنے پر کسی فانی شے کی طلب پیدا نہیں ہوتی صرف علم ذات کا مسرور رہتا ہے۔ اوسکا افعال کے ساتھ دلی التعلق

نہیں ہوتا کہ وہ جانتا ہے کہ سب افعال قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور ذات فعل و عمل سے بر تر ہے

नैव तस्य कृतेनार्थो नाकृते नेह कश्चन ॥

न चास्य सर्व भूतेषु कश्चिदर्थ व्यपाश्रयः ॥ १८ ॥

وہ فعلوں سے ولی تعلق نہیں رکھتا۔

(۱۸) اِس دنیا میں اوسے نہ تو فعل کئے ہونے سے کچھ غرض ہوتی ہے اور نہ نکئے سے اوسکی جہاں بھر میں کسی شے کے ساتھ وابستگی نہیں ہوتی۔

فعل کے کرنے نکرنے کی اُسے پروا نہیں ۔۔۔ لذتِ دُنیا کی جانب اُسکا دِل جاتا نہیں

عارف جو کچھ کر چکتا ہی اور جو کچھ اوسے آئندہ کرنا ہوتا ہے دونوں سے بے تعلقی رکھتا ہی گو وہ سب کچھ کرتا ہے لیکن اوسے کسی فعل کے ساتھ نہ تو رغبت اور نہ نفرت ہوتی ہے وہ بیم و رجا ماضی و مستقبل کو واہمات سمجھتا ہے اور اونکا پابند نہیں ہوتا اور ذات کو فعل سے مبرا جانکر قدرت کا تماشا دیکھتا ہے۔

तस्मादसक्तः सततं कार्यं कर्म समाचर ॥

असक्तो ह्याचरन कर्म परमाप्नोति पुरुषः ॥ १९ ॥

اِنسان کو بے تعلق ہوکر فعل کرنے چاہئیں

(۱۹) اِسلئے تو لازمی فعلوں کو کر بے تعلق ہو کر بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے اِنسان ذات میں وصل ہو جاتا ہے۔

کام دے انجام لیکن اُسمیں آغشتہ نہو ۔۔۔ راحتِ دِل ہی میسر بے تمنا شخص کو ؎

اِسوقت کے رہنمائے دین نتیجہ بے تعلق ہو کر فعل کرنے کی یہ تدبیر بتاتے ہیں کہ جو نیکی کا کام کرو اوسے کرشن آرپن کر دو اوس کا ثمرہ دہ چند ملیگا تعجب کی بات ہے کہ وہ نیک افعال کو تو باُمید افزائش نتیجہ کرشن آرپن کراتے ہیں مگر بُرے فعلوں کو اپنے معتقدوں کی گرہ میں بندھا رہنے دیتے ہیں مبادا کرشن آرپن کرنے سے وہ بھی دہ چند ہو جائیں اور او نہیں بھوگنے پڑیں سچ پوچھو تو کرشن آرپن میں نتیجہ سے نظر اوٹھا لینی چاہیے اور اپنے پندار کے ترک کرنیکا سنکلپ کرنا چاہئے اِس طرح جو کچھ بھلائی یا بُرائی اِنسان سے سرزد ہوتی ہی وہ سب کرشن آرپن ہو جاتی ہے

कर्मणैव हि संसिद्धिमास्थिता जनकादयः ॥

लोक संग्रहमेवापि संपश्यन् कर्तुमर्हसि ॥ २० ॥

افعالِ لازمی کے کرنے سے عارف کا کوئی ہرج نہیں۔

(۲۰) راجہ جنک وغیرہ کاروبار کرتے کرتے درجہ کمال پر پہونچے تجھے بِس عالم کی بہتری کو مد نظر رکھکر تجھے فعل کرنا لازم ہے۔

سلطنت کرنے پہ بھی راجہ جنک مرتاض تھے ۔۔۔ رسم دنیا کے مطابق فعل واجب ہے تجھے

دیوسوت منو۔ راجہ اکشواک۔ سری رامچندر جی۔ بسشٹ جی۔ وید ویاس جی۔ راجہ جنک اور بہت سے راج رشی تعلقات دینوی کے برتنے پر بھی عارف کامل تھے اِسوجہ سے کہ وہ تمام جسمانی اور روحانی فعلوں کے صدور کو تقاضائے قدرت سمجھتے تھے اور اپنی ذات کو ہمیشہ افعال سے مبرا و بے لوث جانتے تھے آج کل یہ عام خیال ہے کہ جبتک کوئی سر نہ منڈائے اور گوشہ گزینی اختیار نہ کرے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہوسکتا مگر یہ خیال سراسر غلط ہے۔ برخلاف اس کے معاش حاصل کرنے کیلئے نوکری یا کوئی پیشہ اختیار کرنا عارف کا فرض ہی۔ اپنی حیات میں دنیا کبھی کسی سے ترک نہوئی اور نہوگی جسم اِنسانی جو خود دنیا کا جزو ہے ہر جگہ ساتھ رہتا ہے اور زبردستی فعل کراتا ہی البتہ جو بشر علم عرفان کے ذریعہ سے جسم کو ترک کر دیتا ہے وہ بیشک تارک ہو جاتا ہے اِس لئے کہ آتش عرفان جسم کی موجودگی میں جسم کو بالکل جلا دیتی ہے یعنی عدم وجود اوسکا مساوی کر دیتی ہے۔

رُباعی

مخصوص صفا بہ سر تراشیدن نیست ۔۔۔ تسلیم و رضا بہ خرقہ پوشیدن نیست

رمزیست کہ از فیض میسر گردد ؎ ۔۔۔ ایں دولت نایاب بہ کوشیدن نیست

ترجمہ مولف

مونڈ منڈائے نہو سنیاسی ؎ ۔۔۔ کپڑے رنگے نہوئے اوداسی

پر اروپ کی انبھوبانی ؎ ۔۔۔ جو پاوے ہووے سکھ باسی

यद्य दाचरति श्रेष्ठ स्तत्त देवे तरो जनः ॥
स यत्प्रमाणं कुरुते लोकस्तदनु वर्तते ॥२१॥

عارف کو لازمی افعال تقلید عوام کے واسطے کرنے واجب ہیں ؎ ؎ ؎ ؎

(۲۱) جو فعل ایک معزز شخص کرتا ہے اوسی کو سب لوگ کرنے لگتے ہیں وہ جس امر کو جایز قرار دیتا ہے اوسکو عام آدمی درست مانتے ہیں۔

ایک معزز شخص کی تقلید کرتے ہیں سبھی | خاص کا جیسا عمل ہو عام کرتے ہیں وہی

بڑے آدمیوں کو واجب ہے کہ نیک افعالی کے پابند ہوں تاکہ عوام بھی اون کی تقلید میں نیک افعالی اختیار کریں ورنہ اون کی بُری مثال کا قایم ہونا عام لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوا کرتا ہے۔

नमे पार्था ऽस्ति कर्त्तव्यं त्रिषु लोकेषु किंचन ॥
नानवाप्त मवाप्तव्यं वर्त एवंच कर्मणि ॥२२॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں ترہم مہر دیپ ہوتے پر بھی افعال کو کرتا ہون

(۲۲) اے ارجن مجھے نہ تو تینوں لوک میں کچھ کرنا ہے اور نہ کسی شے کا جو حاصل نہیں ہے حاصل کرنا ہے پھر بھی میں فعل کرتا ہوں۔

عالم فانی سے گو مجھکو بریت ہے سدا | پھر بھی اے ارجن میں اپنا فرض کرتا ہوں ادا

جبکہ کرشن بھگوان کو دنیا کے لازمی افعال سے مفر نہوا تو پھر اوروں کا دعویٰ ترک فعل کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اس منتر میں اونکی ذات مقدس کا بیان مجمل طور پر کیا گیا ہے۔

यदिह्यहं न वर्तेयं जातु कर्मण्य तंद्रितः ॥
मम वर्त्मानु वर्त्तंत मनुष्याः पार्थ सर्वशः ॥२३॥

تاکہ عوام میری تقلید کریں

(۲۳) اگر میں فعل ہوشیاری کیساتھ نکروں تو اے ارجن سب لوگ میری تقلید کریں گے۔

ہوشیاری سے نہ لوں میں کام اے ارجن اگر | چلتے جاتینگے ہمیشہ لوگ میری راہ پر

افسوس ہے کہ اہل ہند ہوشیاری اور ہمت کو چھوڑ کر آرام طلبی اور کم ہمتی کے بندے ہو گئے ہیں اور اب تک اِس ہدایت ربانی کی مخالفت کرتے جاتے ہیں۔

उत्सीदेयुरिमें लोका न कुर्यां कर्म चेदहम् ॥
संकरस्य च कर्तास्या मुपहन्यामिमाः प्रजाः ॥२४॥

میں عالم کا رہنما ہوں

(۲۴) جو میں فعل کرنا چھوڑ دوں تو عالم کے لوگ بد افعال ہو جاینگے اور میں اولاد ناجایز کی پیدایش کا باعث اور عالم کا گمراہ کنندہ قرار دیا جاؤں گا۔

میری بیکاری سے عالم بدعمل ہو جائیگا ؎ | باعثِ اولاد ناجایز مجھے ٹھیراے گا

بعض اعتراض کرتے ہیں کہ علم ویدانت بد افعالی سکھاتا ہے لیکن یہ خیال اونکا کم فہمی پر مبنی ہے اور اُن کی عقل کی کم وسعتی ثابت کرتا ہے علمائے ویدانت سے ہرگز بد افعال سرزد نہیں ہوتے اسلئے کہ وہ فعل کی حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نیک اعمالی۔ استقلال۔ ہمت اور چستی علم کا خاصہ ہیں اور بد افعالی تلوّن مزاجی بزدلی اور کاہلی جہل کا ثمرہ۔

सक्ताः कर्मण्य विद्वांसो यथा कुर्वंति भारत ॥
कुर्याद्विद्वांस्तथा ऽसक्त श्चिकीर्षु लोकसंग्रहम् ॥२५॥

عارف افعال سے بے تعلق رہتا ہے جاہل فعل کیساتھ دلی تعلق رکھتا ہے ؎ ؎ ؎

(۲۵) جن فعلوں کو جاہل دلی تعلق کیساتھ کرتے ہیں عارف عالم کی بہتری مد نظر رکھنے والا اونکو بے تعلقی سے کرتا ہے۔

مرتکب ہوتا ہے جاہل تخفیت سے جرم کا | عارف آزادہ رو کرتا ہے دنیا کا بھلا

عارف اور جاہل دونوں فعل کرتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ عارف جو فعل کرتا ہے اوس میں عوام کی بہبودی کو مد نظر رکھتا ہے اور اوسکا مصدر قدرت کو جان کر آپ آزاد رہتا ہے جاہل اپنے آپ کو فاعل قرار دیتا ہے اور پابند افعال ہو جاتا ہے۔

न बुद्धि भेदं जनयेद ज्ञानां कर्म संगिनाम् ॥
जोषयेत्सर्व कर्माणि विद्वान्युक्तः समाचरन् ॥२६॥

عارف کو واجب ہے کہ وہ عوام کو فعل لازمی سے باز نہ رکھے ؎ ؎ ؎

(۲۶) کم سمجھ لوگوں کو جو افعال کے پابند ہوں دور اندیش عارف گمراہ نہ کرے بلکہ اونہیں سب فعلوں کے کرنے کی ہدایت کرے۔

باجزم تا صن نیک افعال کی ترغیب دے ؛ جاہل کم فہم کو اُن سے نہ برگشتہ کرے

تاوقتیکہ طالب میں علم ذات کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا نہو عارف کو لازم ہے کہ وہ اوسکی توجہ افعال کیطرف سے نہ ہٹاوے اور اوسکو اخلاق اور نیک افعالی سیکھنے کی ہدایت کرتا رہے برخلاف اسکے فی زمانہ دنیا پرست فقرا چھوٹی چھوٹی عمر کے لڑکوں کو سر منڈواکے اور گیروے کپڑے پہنا کر اپنا چیلا بنا لیتے ہیں اور اس امر کا خیال نہیں کرتے کہ اُن لڑکوں نے حواس کے لازمی فرائض ادا نہیں کئے ہیں اور وہ تحصیل علم سے فارغ ہوکر علم ذات کے سبق لینے کی قابل نہیں ہوئے ہیں دراصل ترک افعال اختیاری بات نہیں ہے بلکہ وہ مشاہدہ ذات کے علم و سرور کا خاصہ ہے یعنی جسوقت انسان کو حق و باطل کے فرق کا تمیز ہوتا ہے وہ کل فعلوں کا مصدر صفات کو جانتا ہے اور ذات کو اون سے بالکل بے تعلق سمجھتا ہے۔

प्रकृतेः क्रियमाणानि गुणैः कर्माणि सर्वशः॥
अहंकार विमूढात्मा कर्ताहमिति मन्यते॥२७॥

فعل کا مصدر قدرت ہے

(۲۷) قدرت کے خواص سے سب فعل صادر ہوتے ہیں جاہل بسبب پندار اپنے آپکو (اونکا) فاعل مانتا ہے۔

فطرتی اوصاف سے ہوتا ہے فعلوں کا صدور ؛ مردم خودبین سمجھتا ہے اُنہیں اپنا ظہور

حقیقت میں سب فعل قدرت سے صادر ہوتے ہیں جاہل پندار کی غفلت میں گرفتار ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو اونکا فاعل خیال کرتا ہے۔

اے بے خبر از خود ہنرے پیدا کن ؛ از خانۂ بود خود درے پیدا کن ؛
این بار خودی کہ سخت بر پشت تو شد ؛ بگذار ز پشت با خبرے پیدا کن۔

तत्त्ववित्तु महाबाहो गुणकर्म विभागयोः॥
गुणा गुणेषु वर्तन्त इति मत्वा न सज्जते॥२८॥

عارف فعل کو قدرت سے منسوب کرتا ہے اور ذات کو فعل سے برتر جانتا ہے۔

(۲۸) عارف صفت اور فعل سے ذات کو مبرا سمجھتا ہے اور محسوسات

کے ساتھ صرف حواس کے تعلق کا ہونا مانتا ہے اس لیے وہ آزاد رہتا ہے۔

ماہیت کو جانتا ہے جو خواص و فعل کی ؛ وہ صفائی چرخ کی گردش سے رہتا ہے بری

جو شخص سانکھہ ودیا یعنی علم حقیقت سے واقفیت حاصل کرلیتا ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ انسان کے تمام حواس کی اور نیز اون محسوسات کی جنکو وہ ادراک کرتے ہیں صفات سے پیدائش ہے اور اون کے باہمی تعلق کا باعث بھی وہی ہے ذات پاک دونوں سے برتر اور منزہ ہے۔

प्रकृतेर्गुण संमूढाः सज्जंते गुण कर्मसु॥
तान कृत्स्न विदो मंदान् कृत्स्न विन्न विचालयेत॥२९॥

جاہل اپنی ذات کو پابند افعال سمجھتا ہے

(۲۹) کوتاہ عقل اور کند ذہن انسان اپنی خاصہ طبعی کے غالب ہونے کی وجہ سے صفت اور فعل کے پابند ہو جاتے ہیں۔ دوراندیش عارف اونھیں اپنے راستہ سے نہ ہٹاوے۔

نیک و بد میں فرق کرتے ہیں طلبگار صفات ؛ راستہ کھوتے نہ اونکا واقف اسرار ذات

جاہل ذات و صفات میں تمیز نہیں کر سکتے اسلئے وہ صفات سے پیدا ہوئے فعلوں کو ذات سے منسوب کرتے ہیں اور غلط فہمی کیوجہ سے ذات پر اونکا اثر مانتے ہیں دراصل ست رج اور تم پرکرتی کی تین صفتیں ہیں جنسے کل افعال پیدا ہوتے ہیں اگر عارف یہہ دریافت کرے کہ وہ اس امر واقعی کو نہیں سمجھ سکتے تو اوسے واجب ہے کہ وہ اونکو اونہیں کے عقیدہ پر رہنے دے اور اونکو نیک افعالی کی ہدایت کرے۔

मयि सर्वाणि कर्माणि सन्यस्याध्यात्म चेतसा॥
निराशी निर्ममो भूत्वा युद्ध्यस्व विगतज्वरः॥३०॥

بے پندار اور بے تعلق ہوکر فعل کرنا چاہیے

(۳۰) تو اپنے سب فعلوں کو مجھ پر چھوڑ کر مشاہدہ باطنی میں مشغول ہوکر اور افعال کے نتیجہ کی امید اور اونکی فاعلیت کے پندار کو ترک کرکے بے باکانہ جنگ کر۔

	وہ سے تو میرے حوالے کر تمام افعال کو		بخطر اور بے تمنا جنگ میں مشغول ہو

علم ذات کے استغراق میں صفاتی افعال محو ہو جاتے ہیں اور تعلق اور خواہش وغیرہ پیدا نہیں ہوتے اِس ادھیاکے ۱۹ منتر میں بے تعلقی سے فعل کرنے کی ہدایت ہو چکی ہے اور ۲۷ منتر میں فعل کا صدور صفات سے دکھا دیا گیا ہے اس منتر میں طالب کو بے پندار ہو کر فعل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے -

ये मे मतमिदं नित्य मनुतिष्ठंति मानवाः ॥
श्रद्धावंतो ऽनुसूयंतो मच्यंते तपि कर्मभिः ॥ ३१॥

اِس ہدایت پر کاربند ہونے سے مخلصی ملتی ہے -

(۳۱) جو اہل ارادت اور بے تعصب اِنسان میرے اِس اُصول پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں وہ فعل سے مخلصی پاتے ہیں -

	میری اِس تلقین کے جو بے تعصب آدمی		دل سے پیرو ہیں اُنھیں حاصل ہو دایم مخلصی

فعلوں کا مصدر قدرت کو سمجھکر اور اونکے نتیجہ کی اُمید نہ رکھنا فعلوں سے بریت کی صورت ہے

ये त्वेतदभ्य सूयंतो नानुतिष्ठंति मे मतम् ॥
सर्वज्ञान विमूढांस्ता न्विद्धि नष्टान चेतसः ॥ ३२॥

جاہل علم حقیقت سے بے نصیب رہتے ہیں

(۳۲) جو تعصب سے میرے اِس اُصول پر کاربند نہیں ہوتے تو سمجھ لے کہ وہ بدبخت اور کم عقل لوگ علم کُلیت سے بے بہرہ رہجاتے ہیں

	جو تعصب سے عمل کرتے نہیں اِس قول پر		جاہل و بدبخت ہیں علم و ہنر سے بے بشر

وہ لوگ جہل مرکب میں گرفتار ہیں جو اِس ادھیاکے تیسویں منتر کی ہدایت پر کاربند نہیں ہوتے

सदृशं चेष्टते स्वस्याः प्रकृते र्ज्ञान वानपि ॥
प्रकृतिं यांति भूतानि निग्रहः किंकरिष्यति ॥ ३३॥

عارف اور جاہل دونوں خاصہ طبیعت سے مجبور ہیں

(۳۳) عارف بھی اپنے خاصہ طبعی کے موافق فعل کرنے پر مجبور ہے انسان اپنی خاصہ طبعی کیطرف رجوع کرتے ہیں روکنے سے کیا ہو سکتا ہے -

	وہ بھی ہیں پابندِ فطرت جنکا عارف نام ہے		بندۂ عادت ہے انساں ضبط کا کیا کام ہے

خاصہ طبعی سے نہ صرف جاہل بلکہ عارف بھی مجبور ہے کیونکہ اوسے بھی اپنی زندگی میں فرایض ادا کرنے پڑتے ہیں الغرض کسی فرد بشر کو خاصہ طبعی سے مفر نہیں ملتا۔

इन्द्रियस्येंद्रियस्यार्थे रागद्वेषौ व्यवस्थितौ ॥
तयोर्न वशमागच्छेत् तौह्यस्य परि पंथिनौ ॥ ३४॥

عارف رغبت اور نفرت کو چھوڑ کر فعل کرتا ہے

(۳۴) حواس محسوسات کے ساتھ شوق اور نفرت رکھتے ہیں عارف اون دونوں کے قابو میں نہ آئے کہ وہ اسکے رہزن ہیں

	شوق و نفرت خاصہ ہیں ادراکِ محسوسات کا		دونوں اسکے چور ہیں تو اونکے قابو میں نہ آ

عارف کو واجب ہے کہ وہ اپنے فرایض کو شوق اور نفرت کے بغیر ادا کرتا رہے -

	گذرا زوا نہ وایں دام لشکن نئی واقف ازیں وزدان باطن بہ پشیت ہیچو یار از در در آیند تو غافل از متاع خانہ خود		سرایں ننگ وپاسے نام لشکن بہ نزد جان تو ہستند ساکن مطلع خاص تو ہر دم زبایند ندانی خویش یا بیگانہ خود

श्रेयान्स्व धर्मो विगुणः परधर्मात्स्व नुष्ठितात् ॥
स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः ॥ ३५॥

اپنے اور اوروں کے فرایض کا لحاظ رکھتا ہے -

(۳۵) اپنے فرایض کا کسی حد تک ادا کرنا اوروں کے فرایض کے پورے طور پر ادا کرنے سے بہتر ہے اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے جان دینا نیک انجام رکھتا ہے اوروں کے فرایض کا اختیار کرنا باعث خوف ہوتا ہے -

	اپنے ادنیٰ فرض کی تکمیل ہے راہِ نجات		غیر کے اعلیٰ فرایض بھی ہیں پُر از کاہشات

شوق اور نفرت سے کنارہ کرنے کے علاوہ عارف کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اوروں کے

فرایض کو ہرگز اختیار نہ کرے اور اپنے ہی فرایض کو ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا رہے اِسلئے کہ جو کام اپنی ذات سے تعلق نہیں رکھتا وہ کیسی ہی عمدگی سے تکمیل پاوے نیک نیتجہ پیدا نہیں کرتا۔

अर्जुन उवाच ~ अथकेन प्रयुक्तो ऽयं पापंच रति पुरुषः॥
अनिच्छन्नपि वार्ष्णेय बलादिव नियोजितः॥३६

دیدہ و دانستہ اِنسان مرتکب گناہ کیون ہوتا ہے

ارجن نے سوال کیا (۳۶) اے کرشن پھر کس کی تحریک سے اِنسان اپنی مرضی کے خلاف گناہ کا مرتکب ہوتا ہے گویا وہ اُس سے جبراً کرایا جاتا ہے۔

کسکی تحریک آدمی کو اُسکی مرضی کی خلاف
مورد عصیان بناتی ہے بتا دو صاف صاف

اوپر تیئیسویں[۲۳] منتر میں بیان ہو چکا ہے کہ ہر ایک اِنسان اپنی خاصہ طبعی کے موافق فعل کرتا ہے اب ارجن سوال کرتا ہے کہ خلاف مرضی فعل سرزد ہونیکا باعث کیا ہے

श्री भगवानुवाच ~ काम एष क्रोध एष रजोगुण समुद्भवः॥
महा शनो महा पाप्मा विद्धेयनमिह वैरिणम्॥३७॥

رجوگن سے خواہش پیدا ہوکر مصدر گناہ ہوتی ہے

شری بھگوان نے جواب دیا۔ (۳۷) اِس کا سبب خواہش ہے یا غضب ہی جو رجوگن سے پیدا ہوتا ہے اور بہت کھانیوالا اور بڑا موذی ہے اوسکو دشمن سمجھ۔

قدرت ایجاد نے حرص و غضب پیدا کئے
ظالم و بدکار ہیں وہ دونوں دشمن جان کے

دوسری ادہیا کے ۶۲ و ۶۳ منتر میں خواہش اور غضب کی تصریح ہو چکی ہے رجوگن یعنی صفات کے ساتھ تعلق ہونے سے خواہش پیدا ہوتی ہے یہی خواہش غضب کی صورت اختیار کرتی ہے غضب سے سہو غفلت اور انجام کار تیرگی عقل یعنی تموگن کے پیدا ہونے

پر عارف علم ذات کے سرور سے محروم ہو جاتا ہے صفت شیطانی کی پیدایش کا رجوگن سرچشمہ ہے اوس کے بند کرنے یعنی بے تعلق ہو کر فعل کرنے سے خواہش و غضب کا سلسلہ مسدود ہو جاتا ہے رجوگن قلب کی حرکت ابتدائی ہے اور اوس کے تسلسل میں تموگن پیدا ہوتا ہے۔

धूमेना व्रियते वह्नि यथा ऽऽदर्शो मलेन च॥
यथोल्बेना वृतो गर्भस्तथा तेनेदमा वृतम्॥३८॥

خواہش اور غفلت سے عقل پر پردہ پڑجاتا ہے

(۳۸) جیسے دھواں آگ کو چھپا لیتا ہے اور میل آئینہ کو اور جھلی بچہ کو ویسے ہی وہ اس علم ذات کو پوشیدہ کر دیتا ہے

آئینہ کو زنگ شعلے کو چھپاتا ہے دھواں
جر بچے کو۔ وہ نور دل کو کرتے ہیں نہاں

आवृतं ज्ञान मेतेन ज्ञानिनो नित्य वैरिणा॥
कामरूपेण कौंतेय दुष्पूरेणा ऽनलेन च॥३९॥

خواہش عارف کی دشمن ہے

(۳۹) عارف کا یہ ازلی دشمن جو خواہش کی صورت رکھتا ہے اور آگ کی مانند کبھی سیر نہیں ہوتا علم ذات کو محجوب کر دیتا ہے۔

عقل و خواہش کی ازل سے ہی سراسر دشمنی
آگ کی سیری جلانے سے نہیں ہوتی کبھی

خواہش لذات اور علم معرفت میں ایک قدرتی مخالفت ہے یعنی جسکا دل خواہشات میں پھنستا ہے اوسے علم ذات حاصل ہونا دشوار ہو جاتا ہے خواہش کا سیر ہونا کبھی ممکن نہیں کہ جسقدر وہ پوری ہوتی جاتی ہے اوسیقدر وہ بڑھتی ہے آگ لکڑی کے ڈالنے سے بجھتی نہیں بلکہ زیادہ بھڑکتی ہے۔

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

इंद्रियाणि मनोबुद्धि रस्या ऽधिष्ठान मुच्यते॥
एतैर्वि मोहयत्येष ज्ञान मावृत्य देहिनम् ॥४०॥

خواہش کا مقام حواس دل، اور عقل ہیں۔

(۴۰) حواس دل اور عقل اوسکا مسکن تباتے گئے ہیں جنکے ذریعہ سے وہ علم کو محجوب کرکے انسان کو غفلت میں ڈالتی ہے۔

عقل دل ور حس ہے اس باطنی ہیں اس کا گھر
ڈالتی ہی پردۂ غفلت کو وہ انسان پر

خواہش رجوگن سے پیدا ہوکر حواس دل اور عقل میں مقیم رہتی ہے اور اپنے زور سے اونکو علم ذات پر غالب کرکے انسان کو جہل میں گرفتار کرتی ہے۔ جان کو اوس خواہش کا مقام نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمیشہ پاک اور بے لوث ہے۔

तस्मात्व मिंद्रि याण्यादौ नियम्य भरतर्षभ॥
पाप्मानं प्रजहि ह्येनं ज्ञान विज्ञान नाशनम्॥४१॥

عارف کو چاہئے کہ خواہش کو پیدا نہونے دے۔

(۴۱) پس اے ارجن تو شروع سے حواس کو قابو میں کرکے علم و ہنر کے غارت کرنیوالے اِس موذی کو ہلاک کر

حظ نفسانی سے دلکو روک کر اے باشعور
مار اوس موذی کو جو ہی دشمن علم و ہنر ور

جب حواس کے فعل محسوسات کیطرف دلی تعلق کے ساتھ ہوتے ہیں اوسوقت خواہش کا آغاز ہوتا ہے بعد ازاں وہ خواہش حواس وغیرہ میں دخل کرکے جہل کو پیدا کرتی ہے اگر شروع ہی سے اوسکو روکا نہ جاوے تو پھر مثل بیماری کے اوسکا علاج مشکل ہو جاتا ہے

इंद्रियाणि पराण्याहु रिंद्रियेभ्यः परंमनः॥
मनसस्तु पराबुद्धिर्यो बुद्धेः परतस्तुसः॥४२॥

حواس دل اور عقل سے ذات برتر ہے

(۴۲) (جسم کثیف) سے حواس سے برتر مانے گئے ہیں حواس سے برتر

دل ہے دل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر وہ ہے۔

عالم احساس سے برتر ہے دل کی کائنات
دل سے برتر عقل ہے اور عقل سے برتر ہے ذات

حواس دل اور عقل میں مقامی فاصلہ نہیں ہے بلکہ تفہیمی ہے یعنی فہم سے اونکے مدارج تمیز ہوتے ہیں مادی اجسام قوت حس نہیں رکھتے پس محسوسات کہلاتے ہیں حواس اونکو ادراک کرتے ہیں اِس لئے اون سے افضل ہیں دل کی غیر حاضری میں حواس محسوسات کا ادراک نہیں کرسکتے یعنی جسوقت انسان کا دل حاضر نہیں ہوتا اُسوقت اوسکے سامنے سے چاہے کوئی شے گذر جائے اوسکا علم نہیں ہوتا اِس لئے حواس دل کے محتاج ہیں اور دل کو اون پر فضیلت ہے حواس اور دل دونوں عقل کی معلومات کے احاطہ میں ہیں لہذا عقل اون پر فضیلت رکھتی ہے عقل نے ہی محسوسات حواس اور دل کی بابت تحقیقات کی ہے اور تمام علوم معقولات پر مبنی ہیں تاہم یہ عقل صرف محدود شے کو تمیز کرسکتی ہے ذات غیر محدود ہے اِس لئے اوس کے ادراک سے باہر ہے جو لوگ ذات کو معقولات میں محدود کرتے ہیں ایک مفروض ذہنی بناتے ہیں کیونکہ عقل محدود ذات کا حجاب ہے البتہ عقل سلیم کے وسیلہ سے ذات کا جلوہ انسان اپنے اندر مشاہدہ کرسکتا ہے جس کو ابہو شکتی یعنی علم اشراق کہتے ہیں۔

چرنداس کا قول ہے۔

اندری سے من پرے ہے تاکہ پری ہے بدہ
انہو دا کے پرے ہی کچھو ایک یا وے سدہ

एवं बुद्धेः परं बुद्ध्वा संस्तभ्यात्मा नमात्मना॥
जहि शत्रुं महा बाहो कामरूपं दुरासदम्॥४३॥

علم ذات کی ... دسے خواہش کا مغلوب کرنا انسان کا فرض ہے	(۴۳) اے ارجن جو اس طور پر عقل سے برتر بیان کیا گیا ہے اوسکو جانکر اور دل کو اپنے قابو میں کر کے تو اِس زبردست دشمن کو جو خواہش کیصورت رکھتا ہے ہلاک کر

ذات ... دیدار میں پندار کو معدوم کر		نفس امارہ کی گردن قطع کر اے نامور

ذات پاک چھوٹے سے چھوٹے ذرے اور بڑے سے بڑے عالم میں موجود ہے اور وہ اندریوں سے اور من اور بدھی سے برتر ہے پس دانش کو اوسمیں دخل نہیں صرف حالت کیف میں اوسکے جمال کا مشاہدہ ہو سکتا ہے انسان علم ذات میں مسرور رہ کر اور حواس کے افعال سے بے تعلقی اختیار کرکے خواہش کو پیدا ہونے نہ دے خواہش کا مخزن خیال ہے اور خیال کے روکنے سے خواہش کا سلسلہ رک جاتا ہے -

इति श्री भगवद्गीता सुपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे
श्रीकृष्णार्जुन संवादे कर्मयोगो नाम तृतीयोऽध्यायः ३

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے علمی طریقہ کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی تیسری ادھیا کرم یوگ نام ختم ہوئی

تیسری ادھیا کا خلاصہ

(۱) افعال لازمی ہیں اور کسی کو اون سے نجات نہیں ملتی یعنی جب تک انسان قید حیات میں ہے فعل کرنے پر مجبور ہے -

(۲) افعال کا مبدا قدرت ہے جسکو پرکرتی کہتے ہیں یعنی سب فعل قدرت سے پیدا ہوتے ہیں اور قدرت ہی کی حرکت سے کل عالم متحرک ہے ذات پاک اور بے لوث ہے -

(۳) دلی تعلق اور انانیت کو ترک کرکے فعلوں کا کرنا اون سے بریت حاصل کرنیکا طریقہ ہے یعنی حواس کو شوق و نفرت کے مطیع نہونے دینے اور اون کے فعلوں کا باعث قدرت کو جاننے سے افعال کی پابندی چھوٹ جاتی ہے -

چوتھی ادھیا کرم سنیاس یوگ

श्री भगवानुवाच

इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवानहमव्ययम् ॥
विवस्वान्मनवे प्राह मनुरिक्ष्वाकवेऽब्रवीत् ॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

دیوسوت - منو اور اکشواک مسلم ذات رکھتے تھے	(۱) میں نے یہ لازوال علم معرفت دیوسوت کو بتایا - دیوسوت نے منو کو منو نے اکشواک کو

میں نے علم حق دیوسوت پر کیا تھا آشکار		یوں منو اور اکشواک کو ہوئے آئے رازدار

علم ذات راجہ دیوسوت کے بعد منو کو اور منو کے بعد راجہ اکشواک ہری راجندر جی کے واو اکو حاصل ہوا تھا موحد کے لئے ضمیر کلام بالکل صاف ہے وہ جانتا ہے کہ آتما ہمیشہ بر ستور ہے اور سب میں محیط ہے جب انسان کا بطون کثافت جہل سے

صاف ہو جاتا ہے اوسوقت اوسمیں علم ذات کا اشراق ہونے سے دوئی کا حجاب اوٹھ جاتا ہے چنانچہ مذکورہ بالا اشخاص میں اوس علم نے وقتاً فوقتاً اشراق پایا تھا اِس ادھیا کے چھٹے منتر میں اس منتر کا مطلب ظاہر کیا جائے گا۔

एवं परंपरा प्राप्त मिमं राजर्षयो विदु:॥
स कालेनेह महता योगो नष्ट: परंतप ॥२॥

انکے بعد جو عارف ہوئے وہ بھی وہی علم ذات رکھتے تھے اب وہ پوشیدہ ہو گیا ہے

(۲) اے ارجن جو علم اسطرح پر زمانہ قدیم سے چلا آیا تھا اوسکو راج رشی جانتے تھے وہ علم اب زمانہ دراز سے محجوب ہو گیا ہے۔

راج رشیوں میں رہا مخفی جو علم سرمدی
لوح محفوظ اب وہ مدت سے ہوئے مردجری

راج رشی وہ لوگ تھے جو باوجود اپنی ریاست کا کاروبار کرنے کے مرتاض اور اِس علم سے واقف تھے کرشن بھگوان کے زمانہ سے پیشتر علم ذات اون راج رشیوں میں باقی نہیں رہا تھا اِس لیے اونہوں نے پھر اوسکا اعلان کیا۔

स एवाऽयं मयाते ऽद्य योग: प्रोक्त: पुरातन:॥
भक्तोसि मे सखा चे तिरहस्यं ह्येतदुत्तमम्॥३॥

کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ میں اونہی قدیم علم ذات کو پھر آشکار اکرتا ہوں ؛

(۳) وہ ہی قدیم علم میں تجھے اب بتاتا ہوں تو میرا معتقد اور رفیق ہے اور یہ عالی اسرار ہیں۔

کہہ سنایا اب تجھے میں نے وہی علم قدیم
یاد رکھ اسے یار ہمدم یہ ہے اک سر عظیم

علم ذات ایک ہے اور وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا پس کرشن بھگوان نے اونہیں رموز کو جو عارفان گذشتہ کے سینہ میں تھے از سر نو ظاہر کیا۔

अर्जुन उवाच

अपरं भवतो जन्म परं जन्म विवस्वत:॥
कथमेत द्विजानीयां त्वमादौ प्रोक्तवानिति॥४॥

ارجنؔ نے سوال کیا

ارجن کہتا ہے کہ آپ دیوسوت کے بعد پیدا ہوئے آپ کا بیان عقل سے ثابت نہیں ہوتا

(۴) آپ بعد میں پیدا ہوئے اور دیوسوت پیشتر پیدا ہوا میں کیونکر جانوں کہ ابتدا میں آپنے وہ علم بتایا تھا۔

پیشتر آیا تھا دنیا میں دِوسوت آپ سے
کس طرح میں مان لوں اُسکو سکھایا آپنے

ارجن کی نظر کرشن جی کے جسم پر گئی ہے کرشن کے جسم کی ولادت بیشک دیوسوت کے بعد ہوئی کرشن کی ذات نامتناہی ہر وقت ہر انسان میں موجود ہے وہ نہ کبھی پیدا ہوئی اور نہ آیندہ پیدا ہو گی اسی سے علم ذات دیوسوت وغیرہ عارفوں کے بطوں میں آشکارا ہوا کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन॥
तान्यहं वेद सर्वाणि नत्वं वेत्थ परंतप ॥५॥

شری بھگوان نے جواب دیا

کرشن بھگوان سمجھاتے ہیں کہ میری ذات قدیم اور محیط ہے پس وہ کل مخلوقات کی جان ہے

(۵) اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے اون سب کو میں جانتا ہوں تو نہیں جانتا۔

میرے اور تیرے بہت اجسام پہلے ہو چکے
تو ہی نا واقف مگر واقف ہوں میں اِس راز سے

فقط میرے اور تیرے سے کم فہم شری کرشن اور ارجن کو جدا سمجھکر یہ خیال کر سکتے ہیں کہ کرشن جی اور ارجن نے زمانہ سابق میں جنم لیے ہوں گے مگر مُراد کلام یہ نہیں ہے صاف مطلب یہ ہے کہ آتما سرو بیاپک

ہے اور وہ میرے اور تیرے جسم کا مادّہ حیات ہے اُس نے بیشمار جنم لئے ہیں دیوسوت منو اور اکشواک میں وہی تھی اور مجھ میں اور تجھ میں اور سب میں وہی ہے میں چونکہ صاحبِ علم توحید و عرفاں ہوں اُس آتما کو اپنے اندر اور سب میں محیط دیکھتا ہوں تو پندار خودی رکھتا ہے اسلئے آتما کو اپنی حقیقت نہیں جانتا۔

رباعی

گر برسندم زحالِ زندگی — نہ صدو ہفتاد قالب دیدہ ام
در بگویم شرح حال خویش را — ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

अजो ऽपि सन्नव्ययात्मा भूतानामीश्वरोऽपि सन्॥
प्रकृतिं स्वामधिष्ठाय संभवाम्यात्म मायया॥६॥

جان کبھی پیدا نہیں ہوتی اجسام میں ظاہر ہونا اُسکا کرشمہ ہے

(۶) گو میں پیدایش اور فنا سے برتر ہوں اور مخلوقات کا مالک ہوں تاہم میں اپنی قدرت میں دخل کرکے اپنے کرشمہ سے ظاہر ہوجاتا ہوں۔

مالکِ عرض دسما ہوں برتراز خلق و فنا — اپنی قدرت سے وسے ہوتا ہوں میں جلوہ نما

یہ کرشن کی حقیقت ہے جسے ارجن نہیں جانتا تھا پورش لازوال ہے اور کل شے میں محیط ہے وہ کبھی پیدا اور فنا نہیں ہوتا اجسام پرکرتی یعنی قدرت سے پیدا ہوکر فنا ہوجاتے ہیں۔ اجسام کے پیدا ہونے اور فنا ہونے سے پورش میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا جب انسان پورش یعنی ذات کے علم سے ناواقف ہوجاتے ہیں اور اپنی اصلیت کو بھول جاتے ہیں اُسوقت کوئی وجود مثل کرشن کے پیدا ہوکر جہل کی تاریکی رفع کرتا ہے اگرچہ ذات کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے اور جاہل کا اوسکو اپنی ہستی تسلیم نکرنا اُسمیں کوئی فرق نہیں لاتا تاہم وہ جہل رفع کرنیکے واسطے اپنے علم کو انسان پر آشکارا کرتی رہتی ہے

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थान मधर्मस्य तदाऽऽत्मानं सृजाम्यहम्॥७॥

جب جہل اور بدافعالی عالم میں بڑھجاتی ہے۔

(۷) اے ارجن جب کبھی نیکی گھٹ جاتی ہے اور بُرائی غلبہ پاتی ہے اوسوقت میں وجود اختیار کرتا ہوں۔

جب کبھی گھٹتی ہے نیکی اور بڑھتی ہے بدی — میں عیاں ہوتا ہوں عالم میں بشکلِ عنصری

جب انقلاب زمانہ سے جہل انسانوں میں بڑھجاتا ہے اُسوقت کوئی نادر وجود پیدا ہوکر علم اشراق کو ظاہر کرتا ہے اور اوتار کہلاتا ہے۔

परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम्॥
धर्म संस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे॥८॥

تب نیکی کی بنیاد مضبوط کرنیکے واسطے علم ذات ظاہر ہوتا ہے

(۸) میں نیک آدمیوں کی حفاظت کرنے اور بدکرداروں کو غارت کرنیکے واسطے اور نیکی قایم رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا ہوں۔

وقت پر آتا ہوں میں انصاف کرنیکے لئے — قتل موذی اور بندہ پروری کیواسطے

जन्म कर्म च मे दिव्य मेवं योवेत्ति तत्त्वतः॥
त्यक्त्वा देहं पुनर्जन्म नैति मामेति सोऽर्जुन॥९॥

جسم اور جان کی اس حقیقت کا جاننے والا ذات میں وصل ہوتا ہے۔

(۹) اے ارجن جو میری حیرت انگیز پیدایش اور افعال کی حقیقت سمجھتا ہے وہ جسم کو ترک کرکے جسمانی قید میں نہیں آتا مجھ میں وصل ہوجاتا ہے

جسنے سمجھا راز میری قدرت و افعال کا — وہ تناسخ سے رہائی پاکے مجھ میں ملگیا

ذات کا جسم میں ظہور کرنا ایک نادر کرشمہ ہے یعنی اوسکا باوجود افعال جسمانی سے بے تعلق ہونیکے محرک

جسم نظر آنا عجیب طلسم ہے جو اس کی حقیقت کو علم معرفت کے وسیلہ سے دریافت کر لیتا ہے وہ بحالت زندگی اپنی ذات کو جسم سے علیحدہ دیکھتا ہے ز اں بعد وہ جسمانی افعال کا پابند نہیں رہتا اور ہستی بحت پاتا ہے -

वीत राग भय क्रोधा मन्मया मामुपाश्रिता:॥

बहवो ज्ञान तपसा पूता मद्भाव मागता: ॥१०॥

چنانچہ ترک بیم و رجا اور علم معرفت سے بہت انسان ذات بحت میں وصل ہو چکے ہیں -

(۱۰) بیم و رجا اور غضب سے بری ہو کر میرا تصور کر کے اور میری پناہ میں آ کے اور ریاض معرفت سے پاک ہو کر بہت لوگوں نے میری ہستی بحت پائی ہے -

میری ہستی میں سمائے طالبانِ باصفا | | برق عرفاں سے جلا کر خرمن بیم و رجا

جب تک انسان بیم و رجا سے آزادی نہ پاوے تب تک اوسے علم معرفت حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ عارفان متقدمین بیم و رجا کو ترک کر کے اور پیدائش اور افعال کی حقیقت جانکر ذات میں وصل ہوئے ہیں

ये यथा मां प्रपद्यंते तांस्तथैव भजाम्यहम् ॥

मम वर्त्मानु वर्त्तन्ते मनुष्या: पार्थ सर्वश: ॥११॥

ذات پاک ہر ایک عقیدہ کے مطابق معبود فرض کیجاتی ہے -

(۱۱) جو لوگ میرے جسطرح پر طالب ہوتے ہیں اونکو میں ویسا ہی نتیجہ دیتا ہوں اے ارجن سب لوگ میرے ہی راستہ پر چلتے ہیں

حسب نیت سبکو میں دیتا ہوں فعلونکا ثمر | | ساری دنیا کر رہی ہے میری منزل کا سفر

رباعی

ہر آن چیز کہ مقصود تو آمد | ہماں مولا و معبود تو آمد | | ہر آں چیز کہ دایم در دل تست | ہماں ہشد از آخر حاصل تست

ذات واحد کلی اجسام میں جلوہ گر ہے مختلف اشخاص اور فرقے اُسکی نسبت مختلف عقیدے رکھتے ہیں

اور اُن میں سے ہر ایک کا فرضی وجود اوس کے عقیدے کے بموجب ہوا کرتا ہے

رُباعی

گر گل گذرد بخاطرت گل باشی | ور بلبل بیقرار بلبل باشی | | تو جزوی و حق کل است گر روزے چند | اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشی

ہر انسان کی کچھ نہ کچھ تسلیم ہونی لازمی ہے اور کل انسان کا منزلِ مقصود وہی ہے -

ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار و چہ مست | | ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

कांक्षंत: कर्मणां सिद्धं यजंत इह देवता:॥

क्षिप्रं हि मानुषे लोके सिद्धि र्भवति कर्मजा ॥१२॥

طلبگار دنیا صفات پرست ہوتے ہیں

(۱۲) نتیجہ افعال کے چاہنے والے اِس جہان میں دیوتاؤنکی پرستش کرتے ہیں کیونکہ دُنیا میں فعل کا نتیجہ جلد حاصل ہوتا ہے -

پوجتے ہیں دیوتاؤں کو غرض مند آدمی | | ایسے فعلوں کا ثمر ہوتا ہے لیکن عارضی

پرستار صفات ادراک ذات سے محروم رہتے ہیں گو وہ دنیوی مطالب میں کامیاب ہو جاتے ہیں

चातुर्वर्ण्यं मया सृष्टं गुण कर्म विभागश:॥

तस्य कर्तार मपि मां विद्ध्य कर्त्तार मव्ययम् ॥१३॥

انسانوں میں صرف صفات اور فعل کا فرق ہے ذات سب میں یکساں موجود ہے

(۱۳) صفت اور فعل کی تقسیم سے مینے چار ورن پیدا کئے گو میں اونکا خالق ہوں مجھے فاعلیت سے برتر اور لازوال جان

چار ورنوں میں صفت اور فعل کی تقسیم کی | | میں نے لیکن میں سدا رہتا ہوں دونوں سے بری

دُنیا میں انسان چار قسم کے ہیں۔ بعض میں علمی قوت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ سب کے علم معاش و معاد میں رہنما بنتے ہیں اور قابل تعظیم خیال کئے جاتے ہیں۔ بعض ہمت مردانگی اور اعلی درجہ

کی جسمانی طاقت رکھتے ہیں اور سپہ گری اور حفاظت ملک کرتے ہیں بعض کو تجارت اور مال و دولت کے انتظام کا مادّہ حاصل ہوتا ہے جن کی وجہ سے کاروبار دنیوی بخوبی انجام پاتے ہیں جو لوگ ان تینوں صفتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اوروں کی خدمت گذاری کر کے بسر اوقات کرتے ہیں۔ کل اجسام میں آتما یعنی ذات پاک محیط ہے اور باوجود اُنکے محرک معلوم ہونے کے صفت اور فعل سے برتر ہے اجسام صفت اور فعل کے تقسیم سے گوناگون اشکال رکھتے ہیں اور پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں۔

नमां कर्माणि लिम्पंति नमे कर्म फले स्पृहा ॥
इति मांयो ऽभिजानाति कर्मभिर्न सबद्ध्यते ॥१४॥

ذات فعل اور اوس کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے

(۱۴) نہ تو میں افعال میں آلودہ ہوتا ہوں اور نہ فعل کے نتیجہ کی خواہش رکھتا ہوں جو مجھکو ایسا جان لیتا ہے وہ فعل کا پابند نہیں ہوتا۔

مجھہ میں لوث افعال اور اُنکے نتائج کا نہیں
جو مرا محرم ہے وہ افعال میں پھنستا نہیں

آتما ساری مخلوقات میں موجود ہو کر افعال کے ظہور میں اُنکا باعث ہوتی ہے تاہم وہ افعال اور اُن کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے جو انسان اپنی ذات کو فعل سے برتر جان لیتا ہے وہ فعل کی پابندی میں نہیں آسکتا

एवं ज्ञात्वा कृतं कर्म पूर्वै रपि मुमुक्षुभिः ॥
कुरु कर्मैव तस्मात्त्वं पूर्वैः पूर्वतरं कृतम् ॥१५॥

عارفان گذشتہ نے یہ اصول تسلیم کر کے فعل کئے تھے سب اُن کی تقلید لازم ہے۔

(۱۵) اسی عقیدے کیساتھ زمانہ سابق کے طالبان نجات نے فعل کئے تھے تو بھی وہ فعل کر جو کہ متقدمین پیشتر کر چکے ہیں

پہلے عارف کرتے آئے ہیں عمل اس علم پر
تو بھی کردہ کام جسکو کر چکے سب پیشتر

عارفوں نے زمانہ گذشتہ میں یہ خیال رکھکر کہ ذات فعل سے برتر ہے فعل کئے تھے چونکہ یہ اون کا

طریقہ درست تھا تجھکو اوسکی پیروی لازم ہے۔

किं कर्म किम कर्मेति कवयोऽप्यत्र मोहिता: ॥
तत्ते कर्म प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात् ॥१६॥

فعل کی پابندی اور فعل سے بریت میں بہت باریک فرق ہے

(۱۶) فعل کی کیا تعریف ہے اور فعل سے بریت کسکو کہتے ہیں دانشمند بھی اس امر میں حیران ہیں میں تجھے وہ فعل بتاتا ہوں جسکی حقیقت سمجھکر تو شکوک سے بری ہو جائے گا

امتیاز قید و آزادی میں عاجز ہیں عقیل
میں تجھے کاہش سے بچنے کی بتاتا ہوں سبیل

آزادی و پابندی افعال میں تمیز کرتے ہوئے دانشمندوں کی عقل بھی چکراتی ہے کہ یہ رمز بہت دقیق ہے اسکی تشریح آگے اٹھارہویں منتر میں دیکھو

कर्मणो ह्यपि बोद्धव्यं बोद्धव्यंच विकर्मण।
अकर्मण श्च बोद्धव्यं गहना कर्मणो गति: ॥१७॥

امر و نہی دو قسم کے فعل ہیں اور فعل سے بری ہونیکا مقام اعلیٰ ہے

(۱۷) نیک افعال بد افعال اور ترک افعال میں تمیز کرنا واجب ہے ترک افعال کی ماہیت کا دریافت کرنا مشکل امر ہے

ترک فعل و فعل نیک و فعل بد پہچان لے
منزل اعلیٰ ہے ترک فعل دلمیں ٹھان لے

افعال نیک و بد دو قسم کے ہوتے ہیں جنکا فرق سمجھنا آسان ہے ذات مصدر فعل نہیں ہے اوسکی تمیز کے واسطے علم عرفان درکار ہے۔

कर्मण्य कर्मय: पश्ये दकर्मणि च कर्मय: ॥
सबुद्धिमान्मनुष्येषु सयुक्त: कृत्स्न कर्मकृत ॥१८॥

جو ذات میں صفات اور صفات میں ذات کو دیکھتا ہے وہ فعل سے بری اور عارف ہے۔

(۱۸) جو بشر افعال میں ترک افعال کا ہونا اور ترک افعال میں

افعال کا ہونا مشاہدہ کرتا ہے وہ عارف اور واصل ہے چاہے تمام افعال اوس سے سرزد ہوتے ہوں

لازم و ملزوم ہی ایجاب و ترک افعال کا ۔ واصل حق ہی وہ عارف جسپہ یہ عقدہ کھلا

نتیجہ کی اُمید رکھکر خواہش کے ساتھ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ فعل کہلاتا ہے۔ بلا اُمید نتیجہ اور بیخواہش جو کچھ سرزد ہوتا ہے۔ اوسے فعل سے بریت کہتے ہیں فعل دونوں میں ہوتا ہے فرق انسان کے تعلق اور بے تعلقی سے کرنیکا ہے فعل سے بریت کے معنی ترک فعل نہ سمجھنے چاہئیں اکرم یعنی بریت از فعل ایک حالت کیف کی ہے جو بہت غور سے معلوم ہو سکتی ہے اِس منتر کے معنی باریک اور غور طلب ہیں انفاس یعنی پران واپان سے سب حرکات و فعل ہوتے ہیں سمان وایو بالذات قایم اور محیط ہی یعنی اوسمیں سب فعل ہوتے ہیں اور وہ سب افعال میں محیط ہے سمان اور پران وغیرہ کی تشریح ساتویں ادھیا کے خلاصہ میں دیکھو

यस्य सर्वे समारंभाः काम संकल्प वर्जिताः॥
ज्ञानाग्नि दग्ध कर्माणं तमाहुः पंडितं बुधाः॥१९॥

فعل سے بریت پانیکا وسیلہ علم معرفت ہے

(۱۹) جو تمام فعلوں کو بغیر کسی خواہش کے کرتا ہے اور (اِسطور پر) اونہیں آتش عرفاں میں جلا دیتا ہے دانشمند اوس کو عارف کہتے ہیں ۔

آتش عرفان میں کُل افعال جسکے جلگئے ۔ کاملونکی منزلت دُنیا میں حاصل ہی اُسے

عارف بیخواہش نتیجہ فعل کرتا ہے اور علم عرفاں کی نظر سے افعال کو ہیچ جانتا ہے فعلوں کی آتش عرفاں میں جلانے کے یہی معنی ہیں ۔

त्यक्त्वा कर्म फला संगं नित्य तृप्तो निराश्रयः॥
कर्मण्यभि प्रवृत्तोऽपि नैव किंचि त्करोति सः॥२०॥

عارف کا فعل کرنا مثل نکرنے کے ہوتا ہے

(۲۰) جو فعل کے نتیجہ سے غرض نہ رکھکر ہمیشہ مطمئن اور آزاد رہتا ہے وہ فعلوں کو کرتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرتا ۔

جو تمنا دور کرکے ذات میں مسرور رہے ۔ فعل سے برتر ہے لیکن فعل پر مجبور ہے

نتیجہ پر نظر نہ رکھکر بے تعلقی سے جو فعل کیا جاتا ہے اُسکا کرنا نکرنے کے مساوی ہو جاتا ہے ۔

निराशीर्यत चित्तात्मा त्यक्त सर्व परिग्रहः॥
शारीरं केवलं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम्॥२१॥

مصدر فعل جسم ہے جان فعل سے ہمیشہ بری ہے ۔

(۲۱) جو اُمیدوں سے رہائی پاتا ہے اپنے خیال کو مطیع کر لیتا ہے اور سب پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے وہ صرف جسم سے فعل کرتا ہوا گنہگار نہیں ہوتا

جو مشیت سے بری مستغنی و دلشاد ہے ۔ مورد عصیاں نہیں افعال سے آزاد ہے

عارف مطالب دنیوی کے حاصل کرنیکی اُمید نہ رکھکر اور قوت متخیلہ کو قابو میں کر کے فعل کرتا ہے اسطرح پر جو فعل بے تعلقی کی حالت میں اوسکی جسم سے صادر ہوتے ہیں اونکی قید میں وہ نہیں پڑتا پابندی اُسوقت ہوتی ہے جبکہ انسان بوجہ پندار کے اپنے آپکو اون کا فاعل مانتا ہے۔ پابندی سے آزاد رہنے کی مرو زن و فرزند و دولت و دُنیا کا چھوڑنا نہیں ہے۔ جسمانی افعال تو عارف کو بھی کرنے پڑتے ہیں ذات کو اون سے علیحدہ اور برتر سمجھنا معرفت ہے ۔

यदृच्छा लाभ संतुष्टो द्वंद्वातीतो विमत्सरः॥
समः सिद्धावसिद्धौ च कृत्वापि न निबध्यते॥२२॥

عارف مسرور اور بے تعلق ہو کر پابند فعل نہیں ہوتا

(۲۲) جو بغیر خواہش کے حاصل ہوئی شے پر قناعت کرتا ہے متضاد خیالات کو دل میں جگہ نہیں دیتا تعصب سے تعلق نہیں رکھتا اور کامیابی و ناکامی میں یکساں رہتا ہے وہ فعل کرنے پر بھی پابند نہیں ہوتا ۔

جو موحد بیغرض و درست ہے ہر حال میں	فعل کے ہوتے وہ آلودہ نہیں افعال میں

سامانِ قدرت سے جو کچھ پیش آتا ہے عارف اوسی میں خوشحال رہتا ہے نیکی و بدی کامیابی و ناکامی رنج و راحت وغیرہ کے متضاد خیالات اوس کے دل میں پیدا نہیں ہوتے وہ کسی کے ساتھ الفت اور تعصب نہیں رکھتا اور بے تعلق ہو کر فعل کرتا ہے پس او سمیں نہیں پھنستا۔

गत संगस्य मुक्तस्य ज्ञाना वस्थित चेतसः॥
यज्ञायाचरतः कर्म समग्रं प्रविलीयते ॥२३॥

عارف فعل کا صدور قدرت سے جانتا ہے اور اپنی ذات کو اوس سے بری سمجھتا ہے۔

(۲۳) جو بے تعلق رہنے کے باعث آزاد اور علم ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے اور فعل کو ریاض قدرت سمجھکر کرتا ہے اوسکے کل فعل معدوم ہو جاتے ہیں۔

علم حق سے پاک باطن ہو چکا ہے جو بشر	اس پہ ہو سکتا ہے کب افعال قدرت کا اثر

ब्रह्मार्पणं ब्रह्म हवि ब्रह्माग्नौ ब्रह्मणा हुतम्॥
ब्रह्मैव तेन गंतव्यं ब्रह्मकर्म समाधिना ॥२४॥

عارف کی تسلیم یعنی گیان یوگ

(۲۴) جو یگ کرنیکے آلہ کو۔ یگ میں ڈالنے کی شے کو۔ یگ کی آگ کو یگ کرنیوالیکو اور یگ کے کرنیکو ذات واحد تصور کرتا ہے اوسکا ذاتِ واحد سے وصال ہوتا ہے۔

فعل و فاعل ظرف و آلہ کل جمالِ ذات ہے	ذات کی تسلیم کا ثمرہ وصالِ ذات ہے
صوفی شدہ نیست نیست راندہب نیست	با دوست رسیدہ راد گر مطلب نیست
رب رس رب شد تمام رب را رب نیست	ہر جا خورشید ہست آنجا شب نیست

दैवमेवापरे यज्ञं योगिनः पर्युपासते ॥

ब्रह्माग्नावपरे यज्ञं यज्ञेनैवोपजुह्वति ॥
॥२५॥

صفات پرستی اور اجپا جاپ

(۲۵) بعض اشخاص جو کرم کے پابند ہیں دیوتاؤں کا یگ کرتے ہیں بعض ذات واحد کی آتش میں عمل کو عمل کی مدد سے جلاتے ہیں۔

مانتا ہے کوئی تو خالق سے فعلوں کا وجود	کوئی فعلوں کو سمجھتا ہے ملایک کا شہود

श्रोत्रादीनींद्रियाण्यन्ये संयमाग्निषु जुह्वति॥
शब्दादीन्विषयानन्ये इन्द्रियाग्निषु जुह्वति॥२६॥

شرتی سادھنا اور اشٹانگ یوگ کا طریقہ

(۲۶) بعض قوت سامعہ وغیرہ حواس کو ضبط کی آگ میں جلاتے ہیں بعض صوت وغیرہ محسوسات کو حواس کی آگ میں جلاتے ہیں

ضبط کی آتش میں جلتے ہیں کسیکے سب حواس	انکی زد کو روکتا ہے دل سے کوئی خود شناس

सर्वाणींद्रिय कर्माणि प्राण कर्माणि चापरे॥
आत्म संयम योगाग्नौ जुह्वति ज्ञान दीपिते ॥२७॥

سُن و بیان کا طریقہ

(۲۷) بعض سب حواس کے فعلوں اور نفس کے فعلوں کو ضبط کی آگ میں جو علم ذات سے روشن ہے جلاتے ہیں۔

بعض شاغل جملہ فعلوں کو حواس اور نفس کے	خاک کر دیتے ہیں اپنے شعلہ زن عرفان سے

द्रव्य यज्ञास्तपोयज्ञा योग यज्ञास्तथापरे॥
स्वाध्याय ज्ञान यज्ञाश्च यतयः संशित व्रताः॥२८॥

دان تپ اوپاسنا تحصیل علم

(۲۸) بعض مستقل مزاج طالب خیرات کا یگ زہد کا یگ یوگ

کا یگ اور تحصیلِ علوم معقولات و منقولات کا یگ کرتے ہیں -

کوئی تو عابد ہے کوئی زاہد فیاض ہے	واقفِ رازِ نہاں کوئی ذکی مرتاض ہے

अपाने जुह्वति प्राणं प्राणेऽपानं तथा परे ॥
प्राणापान गती रुद्ध्वा प्राणायाम परायणाः ॥ २९ ॥

پرانایام کا طریقہ

(۲۹) بعض اشخاص جو حبسِ نفس کے شاغل ہوتے ہیں وہ پران اور اپان کی حرکتوں کو روک کر پران کو اپان میں اور اپان کو پران میں جھونکتے ہیں -

حرکتِ انفاس کو بالا و پائیں روک کر -	سوخت کر دیتا ہے کوئی حبسِ دم کی آگ پر

پرانایام کے شغل کی تشریح کے واسطے پانچویں ادھیا کے آخر میں تصویر کو دیکھو -

अपरे नियता हाराः प्राणान् प्राणेषु जुह्वति ॥
सर्वेऽप्येते यज्ञविदो यज्ञक्षपित कल्मषाः ॥ ३० ॥

تقلیل غذا سے نفس کے مغلوب کرنیکا طریقہ

(۳۰) بعض لوگ جو اندازہ کے موافق غذا کھاتے ہیں پرانوں کو پرانوں میں سوخت کرتے ہیں یہ سب کے سب یگ کے جاننے والے یگ کے ذریعہ سے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں -

نفس کُش کرتے ہیں کم کھا نیسے خواہش کو ہلاک	جملہ شاغل شغل کی برکت سے ہو جاتے ہیں پاک

یگ کا اشارہ اُن مختلف اشغال کی طرف ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اوپر کے منتروں سے ثابت ہے کہ یگ کے معنی عمل یا ریاض کے ہیں -

यज्ञशिष्टाऽमृतभुजो यांति ब्रह्म सनातनम् ॥
नायं लोकोऽस्त्ययज्ञस्य कुतोऽन्य कुरुसत्तम ॥ ३१ ॥

ریاضات کا نتیجہ حصول معرفت اور وصال ذات ہے -

(۳۱) اے ارجن جو یگ سے حاصل کئے ہوئے آبحیات کو پیتے ہیں وہ ذات لا زوال کو پاتے ہیں اور جو یگ نہیں کرتے اُن سے دنیا بھی نہیں سنبھلتی عقبیٰ کا تو کیا ذکر کیا جائے -

شغل کی ظلمات میں ہے وصل کا آبِ حیات	دین و دنیا میں نہیں اسکے سوا راہِ نجات

جن اشغال کا اوپر بیان ہوا ہے اونکا نتیجہ او راحصل علم ذات ہے جو شخص اون کے انجام میں علم ذات کو نہیں پاتا ہے وہ وصال ذات سے محروم رہتا ہے اس لئے اشغال کو منزل مقصود جاننا نچاہیے بلکہ اون کو علم ذات کے حاصل کرنے کا وسیلہ سمجھنا چاہیے اور جس انسان کا کچھ بھی شغل نہیں ہوتا ہے اور جو اپنے فرائض کے ادا کرنے میں بالکل قاصر رہتا ہے وہ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی خوشی سے محروم رہجاتا ہے -

एवं बहुविधा यज्ञा वितता ब्रह्मणो मुखे ॥
कर्मजान्विद्धि तान्सर्वानेवं ज्ञात्वा विमोक्ष्यसे ॥ ३० ॥

ویدوں میں جو یگ لکھے ہوئے ہیں وہ سب عمل ہیں -

(۳۲) اسطور پر جو بہت اقسام کے یگ ویدمیں درج ہیں اون سب کی پیدایش عمل سے خیال کر - اس عقدے کے حل کر لینے سے نجات حاصل ہوتی ہے -

ویدنے ظاہر کیا جن بے شمار اشغال کو	وہ عمل کی صورتیں ہیں اُسنے تو آزاد ہو

جتنے اور اک ذات کے طریقے ویدوں میں بیان کئے گئے ہیں اون میں سے کوئی بھی عمل سے خالی نہیں ہے یعنی ہر ایک میں حواس یا درول وغیرہ میں سے کسی نہ کسی سے فعل کیا جاتا ہے وہ طریقہ جس میں کوئی عمل کرنا نہیں پڑتا گیان یوگ ہے اسکے اصول کی تشریح پانچویں ادھیا کے ۲۸ منتر میں درج ہے

श्रेयान् द्रव्यमयाद्यज्ञाज्ज्ञान यज्ञः परंतप ॥

सर्वं कर्मा ऽखिलं पार्थ ज्ञाने परि समाप्यते॥३३॥

عملی ریاضات سے علمی ریاضت اعلیٰ ہے ۔

(۳۳) اے ارجن عملی یگ سے علمی یگ اعلیٰ ہے اے ارجن سب اعمال علم میں کلیتاً انجام پاتے ہیں ۔

بخشش دولت سے کسب علم اعلیٰ کام ہے
علم میں ارجن تمام اعمال کا انجام ہے

بھگوت گیتا نے ہر جگہ علم کو عمل پر سبقت اور فضیلت دی ہے اور اوس کو سب سے اعلیٰ کہا ہے اور اوس کا حاصل کرنا انسان کے حیات کا سب سے بڑا فرض بتایا ہے چنانچہ مندرجہ بالا اشغال کا مدعا اور مطلب علم ذات کا حاصل کرنا ہی جس بشر کو اوس علم کی سچی راحت میسر ہوتی ہی اسکی نزدیک تمام اعمال ہیچ ہو جاتے ہیں

तद्विद्धि प्रणिपातेन परि प्रश्नेन सेवया॥
उपदेस्यंति ते ज्ञानं ज्ञानि नस्तत्त्व दर्शिनः॥३४॥

عارفوں سے یہ علم حاصل ہوتا ہے

(۳۴) سمجھ لے کہ حقیقت شناس عارف تعظیم التجا اور خدمت کے کرنے پر تجھے وہ علم (معرفت) بتائینگے ۔

خدمت و تعظیم سے جب تو کرے گا التجا
رہبر کامل تجھے دیں گے سبق اُس علم کا

عارفوں کا ادب کرنا اور اون کی خدمت گذاری اسلئے واجب ہے کہ وہ آبحیات اونہیں کی صحبت بابرکت سے ملتا ہے ۔

यज्ज्ञात्वा न पुनर्मोह मेवं यास्यसि पांडव॥
येन भूतान्य शेषेण द्रक्ष्यस्या त्मन्यथो मयि॥३५॥

اس علم سے غفلت جاتی رہتی ہی اور انسان ذات کے سرور کو پاتا ہے ۔

(۳۵) جس سے واقف ہو کر تو اے ارجن پھر ایسی غفلت میں گرفتار نہیں ہوگا اور جسکے ذریعہ سے تو کل عالم کو اوّل اپنے اندر بعد اوان مجھ میں موجود دیکھیگا ۔

جسکے باعث پنجۂ غفلت سے تو چھٹ جائیگا
اپنے اندر اور پھر مجھ میں یہ عالم پائیگا ۔

انسان نادانی کی وجہ سے اپنے آپ کو جزو سمجھتا ہے جب علم ذات کے وسیلہ سے اوس کی نادانی رفع ہو جاتی ہے اوسوقت وہ ذات واحد کو کل عالم کی ہستی سمجھتا ہے ۔

अपि चे दसि पापेभ्यः सर्वेभ्यः पाप कृत्तमः॥
सर्वं ज्ञान प्लवे नैव वृजिनं संतरिष्यसि॥३६॥

گنہگار بھی اس کے وسیلہ سے نجات پاتا ہی

(۳۶) گو تو سب گنہگاروں سے بھی زیادہ گنہگار ہو تاہم علم عرفان کی کشتی کے وسیلہ سے گناہ (کے دریا) سے پار ہوگا ۔

خواہ تو ہو سب گنہگاروں سے بڑھکر شرمسار
کشتی عرفاں میں ہو گا قلزم عصیاں سے پار

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

यथैधांसि समिद्धोऽग्निर्भस्म सात्कुरुतेऽर्जुन॥
ज्ञानाग्निः सर्व कर्माणि भस्म सात्कुरुते तथा॥३७॥

یہ علم مثل آتش کے عذاب اور ثواب دونوں کو جلا دیتا ہی

(۳۷) جیسے شعلہ زن آگ لکڑیوں کو خاکستر کر دیتی ہے ویسے ہی آتش عرفان سب فعلوں کو جلا دیتی ہے ۔

خاک کر دیتی ہے آتش لکڑیوں کی مثال کو
آتش عرفان جلا دیتی ہے کل افعال کو

नहि ज्ञानेन सदृशं पवित्र मिह विद्यते॥
तत्स्वयं योग संसिद्धः काले नात्मनि विंदति॥३८॥

علم ذات عمل صفات سے اعلیٰ ہی اور اپنا شاہد آپ ہے

(۳۸) علم معرفت کی برابر دنیا میں کوئی شے پاک نہیں ہے اسلئے کہ وہ علم انسان کو اوس کے عمل کے تکمیل پانے پر خود بخود حاصل ہوتا ہے ۔

معرفت سے پاک تر دنیا میں کوئی شے نہیں
خود بخود شاغل کو ہو جاتا ہے یہ عین الیقین

علم ذات قایم بالذات ہے اور سب علوم اور علمیات صفاتی ہیں اور انجام رکھتے ہیں۔

श्रद्धावांल्लभते ज्ञानं तत्परः संयतेन्द्रियः ॥
ज्ञानं लब्ध्वा परां शान्तिमचिरेणाधिगच्छति ॥३९॥

شوق اور طلب سے علم جلد حاصل ہوتا ہے

(۳۹) جو تیز فہم اور اہل ارادت ہے اور اپنے حواس پر غالب ہے وہ علم معرفت حاصل کرکے جلد سرور ابدی کو پاتا ہے۔

طالب روشن ضمیر و صادق و پرہیز گار — علم کی تکمیل سے فی الفور پاتا ہے قرار

غواصی کن گرت گہرے باید — غواصان را چہار ہنرے باید — سررشتہ بدست و دست جان برکف — دم نازدن و قدم زسرے باید

अज्ञश्चाश्रद्दधानश्च संशयात्मा विनश्यति ॥
नायं लोकोऽस्ति न परो न सुखं संशयात्मनः ॥४०॥

جاہل علم پاک سے بے نصیب رہتے ہیں

(۴۰) جو شخص جاہل اور بے ارادت ہے اور حواس سے مغلوب رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے اپنا دل جسکے قابو میں نہیں اوسے نہ تو دنیا اور عقبیٰ کی آسائش میسر ہوتی ہیں اور نہ اوسکے دل کو چین نصیب ہوتا ہے

جہل اور بے اعتقادی کا نتیجہ ہے فنا۔ — راحت دایم کو کھو دیتا ہے بندہ وہم کا

جو شخص جہل پست ہمتی اور بے اعتقادی کیوجہ سے علم معرفت کے حاصل کرنے میں قاصر رہتا ہے اور اپنے دلکے شکوک اور وہمات کو رفع نہیں کرسکتا اسکی اور حیوان کی زندگی میں بہت کم فرق ہے

योगसंन्यस्तकर्माणं ज्ञानसंछिन्नसंशयम् ॥
आत्मवन्तं न कर्माणि निबध्नन्ति धनंजय ॥४१॥

علم معرفت کی ذریعہ سے افعال کو ترک کردیتے ہیں اور علم حقیقت سے شکوک کو رفع کرلیتے ہیں وہ مقید افعال نہیں ہوتے

(۴۱) اے ارجن جو انسان افعال سے بے تعلقی اختیار کرتا ہے اور تیغ عرفان کی مدد سے شکوک کو قطع کرتا ہے اور اپنے دل کو

قابو میں لے آتا ہے وہ افعال کی قید سے بری ہو جاتا ہے۔

محو کرکے سارے فعلوں کو سکون قلب میں — جو سراپا ذات کے دیدار میں مسرور ہے
رفع کرکے علم باطن سے شکوک اور الجھنیں — یاد رکھ اے ارجن وہ آفات عمل سے دور ہے

جب قوت متخیلہ کلیتاً بطون کی طرف رجوع ہوتی ہے اور بحر عرفان میں سمائی ہے او سوقت سب فعل خود بخود ترک ہو جاتے ہیں اور جو وسوسات بطون میں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی ہیں اور وہ علم حقیقت کے ادراک سے دور ہو جاتے ہیں۔

तस्मादज्ञानसंभूतं हृत्स्थं ज्ञानासिनात्मनः ॥
छित्त्वैनं संशयं योगमातिष्ठोत्तिष्ठ भारत ॥४२॥

انسان اپنے شکوک کو علم حقیقت سے قطع کرے اور میدان معرفت میں قدم رکھے

(۴۲) پس اے ارجن تو اون شکوک کو جو تیرے دل میں نادانی کیوجہ سے پیدا ہوگئے ہیں علم عرفان کی تلوار سے قطع کرکے افعال سے بے تعلق رہنے کے اصول پر کاربند ہو اور جنگ کرنے پر مستعد ہو۔

وہم کی گردن کو تیغ معرفت سے قطع کر — اور ادائے فرض میں مشغول ہو اے نامور

شکوک جہل کی تیرگی سے پیدا ہوتے ہیں اور علم روشنی بطون ہے اوس روشنی کے مقابل اندھیرا نہیں ٹھیر سکتا علم میں قیام پذیر ہونے کو یوگ کہتے ہیں

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां
योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे कर्मसंन्यास
योगो नाम चतुर्थोऽध्यायः ॥४॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت کے بارہ میں
شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی چوتھی ادھیا
کرم سینیاس یوگ نام ختم ہوئی

چوتھی ادھیا کا خلاصہ

آتما لازوال محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم سرور ہے اوسکا علم کبھی ضایع نہیں ہوتا البتہ کبھی پوشیدہ اور کبھی آشکارا ہوتا رہتا ہے صرف عارف اِس رمز کو جانتے ہیں۔ جاہل تموگن یعنی صفت ادنیٰ کے غالب ہونے کی وجہ سے اوس کے سمجھنے سے معذور رہتے ہیں اور انسانوں میں صرف صفت اور فعل کا فرق ہوتا ہے آتما تو سب میں یکساں موجود ہے وہ آتما جسمانی۔ افعال اور اُن کے نتیجہ سے بے تعلق رہتی ہے پس انسان بے تعلق ہوکر فعل کرنے سے آتما میں وصل ہو سکتے ہیں کرم سیناس یعنی ترک فعل کے یہی معنی ہیں۔ فعل دو قسم کے ہیں فعل با تعلق اور فعل بے تعلق اوّل قسم کے فعل میں نیک و بد کا تمیز ہوتا ہے۔ اور وہ ادنیٰ ہی دوسری قسم کے فعل میں نظر نیکی و بدی دونوں سے اوٹھ جاتی ہے اور وہ عارفوں کے طریقے کے مطابق ہے اِس طرح پر عمل کرنے سے تمام افعال آتش عرفان میں سوخت ہو جاتے ہیں اور انسان ذات میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ وید میں جتنے مختلف عملی طریقے درج ہیں اونکا اصلی مطلب اور نتیجہ علم معرفت کا حاصل کرنا ہی اور علم معرفت وہ سب سے اعلیٰ شے ہے جسکے بغیر تشکوک رفع نہیں ہوتے اور آرام نہیں ملتا پس انسان کو واجب ہے کہ وہ اوسی کا طالب ہو۔

پانچویں ادھیا سیناس یوگ

अर्जुन उवाच

संन्यासं कर्मणां कृष्ण पुनर्योगं च शंससि ॥
यच्छ्रेय एतयोरेकं तन्मे ब्रूहि सुनिश्चितम ॥ १ ॥

کرم سیناس اور کرم یوگ ان دونوں میں سے کونسا بہتر طریقہ ہے

ارجن نے کہا۔ (۱) اے کرشن آپ کرم سیناس کی اور ساتھ ہی کرم یوگ کی ہدایت کرتے ہیں ان میں سے جو طریقہ بہتر ہے وہ ٹھیک طور پر مجھے بتائیے۔

ترک و ایجاب عمل دونو بتائے آپ نے		اِن میں بہتر جو روش ہے اوسکو ظاہر کیجئے

اوپر کی تلقین سے ارجن نے کرم سیناس کے معنی فعل کا نکرنا اور کرم یوگ کے معنی فعل کا کرنا خیال کیا یعنی اونکو دو مخالف امر سمجھا اِسلئے اوس نے یہ سوال پیش کیا ہے۔

श्री भगवानुवाच

संन्यासः कर्म योगश्च निःश्रेयसकरावुभौ ॥
तयोस्तु कर्म संन्यासात्कर्मयोगो विशिष्यते ॥ २ ॥

کرم سیناس اور کرم یوگ دونوں لازم ملزوم ہیں مگر کرم یوگ اعلیٰ ہے

شری بھگوان نے جواب دیا۔ (۲) اگرچہ کرم سیناس اور کرم یوگ دونوں عمدہ ہیں لیکن منجملہ اونکے کرم سیناس سے کرم یوگ اعلیٰ ہے

گرچہ دونوں ہی طریقوں کا بخیر انجام ہے		ترک سے دنیا میں ترک ترک اعلیٰ کام ہے

عارف کی نظر میں کرم سیناس اور کرم یوگ دو مخالف امر ثابت نہیں ہوتے بلکہ لازم ملزوم ہیں کرم سیناس سے مراد سانکھ یعنی علم حقیقت ہے جو لفظ تت سے مناسبت رکھتا ہے اور

جس سے قلب کی حرکت ساکت کیجاتی ہے کرم یوگ کے معنی ویدانت یعنی علم معرفت ہیں جو لفظ اوم سے نسبت رکھتا ہے اور وصال کی منزل کا بیان ہے۔ وصال سکون قلب سے حاصل ہوتا ہے اور سکون قلب وصال کا لوازمہ ہے۔ افعال سے بے تعلقی اختیار کرنا کرم سیناس ہے اور افعال سے بے تعلقی ہو جانا کرم یوگ ہے۔

ज्ञेयः स नित्य सन्यासी यो न द्वेष्टि न कांक्षति॥
निर्द्वंद्वो हि महाबाहो सुखं बंधात्प्रमुच्यते॥३॥

سیناسی اوسے کہتے ہیں جو شوق و نفرت کو ترک کردیتا ہے

(۳) ہمیشہ اسکو تارک سمجھنا چاہئے جو رغبت و نفرت نہیں رکھتا اے ارجن جو خیالات متضادہ نہیں رکھتا وہ باسانی قید افعال سی آزاد ہو جاتا ہے

ہے وہ تارک جسنے رغبت اور نفرت چھوڑ دی		ہے وہ سالک بیخودی میں جسکو آزادی ملی

سیناسی وہی ہے جو کسی شے سے رغبت نفرت نہیں رکھتا اور واہمات سے نجات پاتا ہے۔ ظاہری سامان کے ترک کر دینے سے انسان سیناسی نہیں ہو جاتا۔

सांख्य योगौ पृथग्बालाः प्रवदंति न पंडिताः॥
एकमप्यास्थितः सम्यगुभयोर्विंदते फलम्॥४॥

سانکھ اور یوگ بالمعنی ایک ہیں

(۴) سانکھ اور یوگ کو طفل جدا بتاتے ہیں نہ کہ دانشمند جو بشر کسی ایک پر قادر ہوتا ہے اوسے دوسرے کا نتیجہ بھی بخوبی حاصل ہو جاتا ہے۔

مختلف جذب و سلوک احوال کو آتا ہے نظر		ایک کی تکمیل سے ملتا ہے دونوں کا ثمر

علم حقیقت کے بغیر علم معرفت کبھی حاصل نہیں ہوتا اور علم معرفت کے حاصل ہوئے بغیر علم حقیقت درجہ تکمیل پر نہیں پہونچتا اسلئے وہ دونوں طریقے بالمعنی واحد ہیں۔

مقولہ کبیر صاحب

جگت تپ کرم اوپاسنا دھیان جوگ اور سانکھ	سات جتن ہیں سانکھ کہ جون بنجی کے پانکہ
بنا سانکھ پاوے نہیں پرم تتو کا بھیو	کون دیو رچا کرے یہی سانکھ ہے دیو
سانکھ کرے من شدہ ہو برہما جاوے نہ سیو	ترت ملے تت کال پھل ایسا پرگھٹ دیو
نرنے سانکھ بچار کا پھل آنند پہچان	جتنا جسکو سانکھ ہے اوتنا آنند جان
سانکھ یوگ دو مانتا ہے احوال کا کام	کہنے ماتر جانئے سانکھ یوگ دو نام
سانکھ یوگ کا ساتھ ہے یہی سانکھ وہی یوگ	سانکھ کیا جن دست کا وہی دست ہی یوگ
سانکھ یوگ کی بھید کو پرگھٹ کرون بکھان	دست ایک جانی نہ تھی اب وہ جانی جان
دست سانکھ بن دور تھی ہوئی سانکھ سے پاس	وہی پاس وہی یوگ ہے ہوا پاس میں باس

यत्सांख्यैः प्राप्यते स्थानं तद्योगैरपि गम्यते॥
एकं सांख्यं च योगं च यः पश्यति स पश्यति॥५॥

دونوں کیفیت قلبی انسان میں باہم پائی جاتی ہیں

(۵) جس مقام پر سانکھ کے عالم پہونچتے ہیں اوسکو یوگی بھی حاصل کر لیتے ہیں سانکھ اور یوگ کو جو واحد دیکھتا ہے وہ بینندہ ہے

جسجگہ سالک پہنچتا ہے وہیں مجذوب بھی		چشم بینا میں ہے یکرنگی سلوک جذب کی

حقیقت اور معرفت ایک ہی کیفیت قلبی کی دو مختلف اشکال ہیں۔

संन्यासस्तु महाबाहो दुःखमाप्तुमयोगतः॥
योग युक्तो मुनिर्ब्रह्म नचिरेणाधिगच्छति॥६॥

علم حقیقت کا حاصل ہونا علم معرفت پر منحصر ہے

(۶) اے ارجن یوگ کے بغیر سانکھ کا حاصل ہونا مشکل ہے اور یوگ کا جاننے والا عارف ذات میں جلد وصل ہو جاتا ہے۔

قلب بے پندار کی حاجت ہے تارک کے لئے — مطمئن رہتا ہے سالک ذات کے دیدار سے

تحقیقات باطنی کے انجام میں شاغل کو علم ذات حاصل ہوتا ہے اور علم ذات کی آشکارا ہونے سے اُسکی تحقیقات درجہ تکمیل پر پہونچتی ہے

योगयुक्तो विशुद्धात्मा विजितात्माजितेन्द्रियः॥
सर्वभूतात्मभूतात्मा कुर्वन्नपि नलिप्यते ॥७॥

یوگی کو افعال کی پابندی نہیں ہوتی

(۷) جو شخص یوگ کے ذریعہ سے صفائی قلب حاصل کرتا ہے اپنے دل پر فتح پاتا ہے حواس کو قابو کر لیتا ہے اور کل مخلوقات کی جان کو اپنی جان تصور کرتا ہے وہ باوجود فعلوں کے کرنے کے اون میں آلودہ نہیں ہوتا۔

صاف باطن فاتح دل واقف ضبط حواس — ذات کی تسلیم میں اعمال سے ہے بے ہراس

नैवकिंचित्करोमीति युक्तो मन्येत तत्ववित॥
पश्यञ्शृण्वन्स्पृशञ्जिघ्रन्नश्नन्गच्छन्स्वपन्श्वसन॥८
प्रलपन्विसृजन्गृह्णन्नुन्मिषन्निमिषन्नपि॥
इंद्रियाणींद्रियार्थेषु वर्तंत इति धारयन॥९॥

اوسکی نظر مشاہدہ ذات سے غافل نہیں ہوتی -

(۸و۹) حقیقت شناس عارف جانتا ہے کہ دیکھتے۔ سنتے۔ چھوتے۔ سونگھتے کھاتے۔ چلتے۔ سوتے۔ سانس لیتے۔ بولتے۔ چھوڑتے۔ پکڑتے۔ آنکھہ کھولتے۔ اور بند کرتے وقت حواس کا فعل محسوسات کیجانب ہوتا ہے وہ کچھ نہیں کرتا۔

کہاتے چلتے سانس لیتے سوتے سنتے دیکھتے
بولتے چھوتے پکڑتے چھوڑتے اور سونگتے
اپنی پلکیں بند کرتے یا کھلی رکھتے ہوئے
بے تعلق اجرسے ہے سالک اپنے فعل سے

یوگی ذات کو صفات قیود سے منزہ جانتا ہے اِس لئے وہ تمام جسمانی اور روحانی افعال کے سرزد ہونے پر بھی اون افعال سے بے تعلقی رکھتا ہے اور مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے۔

ब्रह्मण्याधाय कर्माणि संगंत्यक्त्वा करोतियः॥
लिप्यते नस पापेन पद्मपत्रमिवांभसा॥१०॥

جو اپنے پندار کو فنا کر دیتا ہے وہ آلودہ گناہ نہیں ہوتا

(۱۰) جو اپنے افعال قدرت کو تفویض کر کے اونہیں بے تعلقی کے ساتھ کرتا ہے وہ گناہ سے اِس طرح بے لوث رہتا ہے جیسے کنول کا پتہ کسی تالاب کے پانی میں

جو ادا کرتا ہے اپنا فرض خواہش چھوڑ کر — برگ نیلوفر ہے سیلاب گنہ میں وہ بشر

قدرت کو افعال تفویض کرنے کے یہ معنی ہیں کہ افعال کو اپنے سے منسوب نکرنا اور اونکا صدور قدرت سے جاننا چاہیے۔

कायेन मनसा बुद्धया केवलैरिन्द्रियैरपि॥
योगिनः कर्म कुर्वंति संगंत्यक्त्वात्म शुद्धये॥११॥

عارف اپنے باطن سے نظر نہیں ہٹاتا اور افعال کی تکمیل جسم وغیرہ میں دیکھتا ہے

(۱۱) یوگی صفائی قلب حاصل کرنے کے لئے بے تعلق ہوکر جسم- دل- عقل اور حواس سے فعل کرتا ہے۔

سالک آزاد بھی اپنے گذارے کے لئے — کام لیتا ہے دل و جسم و حواس و عقل سے

عارف کل فعلوں کو جسم- دل اور عقل سے متعلق جانتا ہے یعنی اپنی ذات سے اونہیں علیحدہ مانتا ہے

युक्तः कर्मफलं त्यक्त्वा शांतिमाप्नोति नैष्ठिकीम्॥
अयुक्तः कामकारेण फलेसक्तो निबद्धयते॥१२॥

عارف بیم و اُمید سے نظر اوٹھا کر آرام محض پاتا ہے جاہل بیم و اُمید میں گرفتار رہتا ہے۔

(۱۲) یوگی نتیجہ افعال سے نظر اوٹھا کر اطمینان ابدی پاتا ہے جو بشر یوگ سے ناواقف ہے وہ نتیجہ افعال کے خواہش رکھنے کے باعث پابند افعال ہوتا ہے۔

بے ہوس عارف کو حاصل ہے سکونِ دائمی — پانوں میں جاہل کی پڑتی ہیٔ طمع کی بیڑی

عارف کہ ہمہ بند دوئی را بگسیخت — چون شیر و شکر بو حدتِ صرف آمیخت

عارف نظر بالذات اور آزاد رہتا ہے۔ جاہل نظر بالغیر ہونے کی وجہ سے پابند صفات ہو جاتا ہے۔

सर्व कर्माणि मनसा सन्यस्यास्ते सुखं वशी॥
नव द्वारे पुरे देही नैव कुर्वन्न कारयन्॥ १३॥

جسم مکان ہیٔ جان مکین ہے

(۱۳) ذات مطلق سب فعلوں کو دل سے ترک کرکے نو دروازون کے شہر میں نہ کچھ کرتی ہوئی اور نہ کچھ کراتی ہوئی مسرور رہتی ہے

روح انسان بے تعلق ہو کے کُل افعال سے — ساکن ایسے شہر میں ہیں نو ہیں جسکے راستے

جانان در جان چو جان در تن پیدا — در پرورش دانہ خود جہد سے کن
بے من صفتے زپردہ من پیدا — در دانہ تو ہزار خرمن پیدا ؛ ؛

جسم انسان مثل ایک شہر کے ہے جسمیں دو آنکھ دو کان دو سوراخ ناک کے ایک منہ اور دو مقام بول و براز نو دروازے ہیں جان بادشاہ ہے قوت مدرکہ ممیزہ وغیرہ اراکین سلطنت ہیں اور محسوسات رعایا ہیں

नकर्तृत्वं नकर्माणि लोकस्य सृजति प्रभुः॥
नकर्म फल संयोगं स्वभावस्तु प्रवर्तते॥ १४॥

پندار اور افعال کا سبب خاصہ طبعی ہے نہ کہ جان

(۱۴) ذات اس عالم میں پندار[1] فاعلیت کو افعال[2] کو اور افعال[3] اور اُنکے نتائج کے باہمی تعلق کو پیدا نہیں کرتی یہ سب صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔

فاعلیت فعل اور اُنکے نتائج کا صدور — جلوۂ قدرت ہیٔ قادر سے نہیں اُنکا ظہور

ذات پاک پندار اور فعل اور فعل و نتیجہ کے تعلق کا باعث نہیں ہے اور اُنکی آلایش سے برتر ہے وہ سب پرکرتی یعنی امتزاج صفات سے ظہور پاتے ہیں اسی کا نام جہل بسیط ہے جس میں کُل عالم گرفتار ہے

नादत्ते कस्यचित्पापं नचैव सुकृतं विभुः॥
अज्ञाने नावृतं ज्ञानं तेन मुह्यंति जंतवः॥ १५॥

جان پر عذاب و ثواب کا اثر نہیں ہوتا انسان بوجہ جہل اِن کو اُس سے منسوب کرتا ہے۔

(۱۵) اگرچہ ذات کسی کے عذاب اور کسی کے ثواب کو نہیں اوٹھاتی لیکن جہل علم ذات کو پوشیدہ کردیتا ہیٔ اسوجہ سے انسان غفلت میں پھنستے ہیں۔

نیک و بد دونوں سے دایم جان رہتی ہیٔ بری — جہل پردہ ڈالتا ہے عقل پر انسان کی

آفتاب ذات ہمیشہ روشن رہتا ہے اور تاریکی اُس کے پاس دخل نہیں پاتی البتہ خاصۂ طبعی کا ابر عقل کے سامنے حایل ہوکر انسان کو عذاب و ثواب کے پھندے میں ڈالدیتا ہے۔ اِس سے بریت پانے کیواسطے عقل کو روشن کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جو غلطیاں اندھیرے میں ہوتی ہیں روشنی میں اُن کی صحیت ہو سکتی ہے۔ انسان کو مرض جہل کو دفع کرنیکے لئے دانش کا نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور وہ نسخہ بھگوت گیتا ہے۔

ज्ञाने नतु तदज्ञानं येषां नाशित मात्मनः॥

तेषा मादित्य वज्ज्ञानं प्रकाशयति तत्परम् ॥१६॥

جب جہل کا پردہ ہٹجاتا ہو تو قلب میں علم ذات بخوبی آشکارا ہوتا ہو

(۱۶) علم ذات کے وسیلہ سے جن کا جہل دُور ہوجاتا ہے اُن کا علم اُس واجب الوجود کو اس طرح عیاں کر دیتا ہو جیسے دنیا کو سورج۔

دور ہو جاتا ہے جب عقلِ بشر کا یہ حجاب ۔ ذاتِ حق کو علم درساتا ہے مثل آفتاب

عارفانِ علم ذات کے وسیلہ سے پندارِ ہستی مٹا دیتے ہیں یعنی جزویت سے کلیت پاتے ہیں اور ذات لاتناہی کو ظاہر اور باطن مثل آفتاب کے منور دیکھتے ہیں۔

तद्बुद्धयस्त दात्मान स्तन्निष्ठा स्तत्परायणाः ॥
गच्छंत्य पुनरावृत्तिं ज्ञान निर्द्धूत कल्मषाः ॥१७॥

جن کا اس منزل میں مقام ہوتا ہے وہ رستگار ہیں،

(۱۷) جن کی عقل اُس کے ادراک میں مصروف ہوتی ہے دلِ اسمیں لگا ہوتا ہے اور جنھیں اعتقاد اور بھروسہ اُس پر ہوتا ہے وہ علم ذات کے وسیلہ سے گناہوں سے پاک ہوکر نجات پاتے ہیں۔

عقل و دل کو محو کرکے اہلِ تسلیم و رضا ۔ معرفت سی عالم فانی میں پاتے ہیں بقا

विद्या विनय संपन्ने ब्राह्मणे गवि हस्तिनि ॥
शुनि चैवश्व पाके च पंडिताः सम दर्शिनः ॥१८॥

اُس کو عارف کہتے ہیں جو وحدت کا جلوہ کثرت میں دیکھتا ہے۔

(۱۸) باعلم و تہذیب برہمن۔ گئو۔ ہاتھی۔ کتا اور چنڈال سب میں عارف ذات کو مساوی دیکھتا ہے۔

فیل کتا گائے چنڈال اور فاضل برہمن ۔ مختلف جسمو نمیں ہے اک نورِ جاں پرتو فگن

عارف کل اجسام میں ذات واحد کو محیط دیکھتا ہے اور نیرنگی دنیا کا باعث صفات اور افعال کو جانتا ہے۔

इहैव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः ॥
निर्दोषंहि समं ब्रह्म तस्मा द्ब्रह्मणि तेस्थिताः ॥१९॥

جو وحدت کی نظر رکھتا ہو وہ ذات میں وصل ہوتا ہو

(۱۹) جن کا دل اصول مساویت کے تسلیم کرنے میں پکّا ہوجاتا ہے وہ اس عالم کو فتح کر لیتے ہیں اور ذات میں وصل ہوجاتے ہیں۔

قلب بے پندار کے قبضہ میں ہے کل کائنات ۔ ایک نقطہ میں سمایا ہے فروغ مہر ذات

کثرت میں وحدت کی تسلیم وصالِ ذات کی صورت ہے۔

न प्रहृष्ये त्प्रियं प्राप्य नोद्विजे त्प्राप्य चाप्रियम् ॥
स्थिर बुद्धि रसं मूढो ब्रह्मवि द्ब्रह्मणि स्थितः ॥२०॥

وہ ہر حال میں یکساں رہتا ہے

(۲۰) جو بشر مستقل مزاج ہوش مند عارف اور واصل ذات ہے وہ مرغوب شے کے حاصل ہونے پر خوش اور نامرغوب کے حاصل ہونے پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔

ضابطہ و روشن دل عارف ہوکے واصل ذاتمیں ۔ مطمئن رہتا ہے آرام اور تکلیفات میں

बाह्य स्पर्शे ष्वसक्तात्मा विंदत्या त्मनि यत्सुखम् ॥
स ब्रह्म योग युक्तात्मा सुख मक्षय मश्नुते ॥२॥

اُس کی حواس اور محسوسات پر نظر نہیں رہتی اور وہ ذات کی کیفیت میں مسرور رہتا ہے

(۲۱) جو شاغل حواس بیرونی پر توجہ نہیں کرتا اور مشاہدہ بطون میں مسرور رہتا ہے وہ آرام ابدی پاتا ہے۔

غیریت کو چھوڑ کر جس کو لگن ہے ذات کی ۔ علم باطن میں اسے ملتی ہے لافانی خوشی

येहि संस्पर्शजा भोगा दुःखयोनय एवते ॥
आद्यंतवंतः कौंतेय नतेषु रमते बुधः ॥२२॥

لذات و حواس عارضی ہیں اور اصلی آرام دینے والے نہیں ہیں

(۲۲) اے ارجن جتنے لذاتِ حواس ہیں وہ سب تکلیف کے باعث ہیں اور عارضی ہیں اس لئے کوئی دانشمند اُنپر التفات نہیں کرتا۔

نفس کی لذات ہیں تکلیف دہ اور بے ثبات ۔ اُنپہ اے ارجن نہیں کرتے ہیں عاقل التفات

शक्नोतीहैव यः सोढुं प्राक् शरीर विमोक्षणात् ॥
काम क्रोधोद्भवं वेगं सयुक्तः ससुखी नरः ॥२३॥

جوانسان اپنی حیات میں خواہش اور غضب کو مغلوب کر لیتا ہے وہ یوگی ہو جاتا ہے

(۲۳) جو شخص اس دنیا میں جسم کے چھوڑنے سے پیشتر خواہش اور غضب کے جوش کی برداشت حاصل کرتا ہے وہ یوگی کہلانے کے مستحق ہو جاتا ہے اور سچی خوشی رکھتا ہے۔

موت کے آنے سے پہلے حرص و غصہ چھوڑ کر
وصل کی بے انتہا راحت کو پاتا ہے بشر

جو شخص خواہش اور غضب پر قادر ہو جاتا ہے اس کو یوگی کہنا چاہیے اس کے سوائے کسی کو اصلی آرام حاصل نہیں ہوتا۔ علم معرفت نقد کا سودا ہے اور امید عقبیٰ نسیہ کی دوکان انسان کو اپنے فرائض کا مرگ سے پیشتر ادا کرنا واجب ہے عقبیٰ کی امیدیں صرف بیم و رجا ہیں۔

चेत: सुखों ऽ तरा राम स्तथा तज्योंति रेवय:॥
सयोगी ब्रह्म निर्वाणं ब्रह्म भूतो ऽधि गच्छति॥२४॥

آرام خالص بطون کے استغراق میں حاصل ہوتا ہے

(۲۴) جو یوگی بطون میں مسرور اور مستغرق رہتا ہے اور روشن دل رکھتا ہے وہ ذات میں وصل ہو کر ذات کا سرور حاصل کرتا ہے۔

معرفت کے نور سے معمور ہے جس کا بطون
اس کا حصہ ہے وصال ذات کا اعلیٰ سکون

یوگی لذات حواس کو ناپائیدار اور ہیچ سمجھ کر اور ان سے کنارہ کر کے جمال ذات کے مشاہدہ میں مصروف رہتا ہے جس کو انسان کے قلب کی سب سے اعلیٰ کیفیت سمجھنا چاہیے۔

लभंते ब्रह्म निर्वाण मृषय: क्षीण कल्मषा:॥
छिन्न द्वैधा यतात्मान: सर्व भूत हिते रता:॥२५॥

بطون میں سلسلۂ خیالات کے رکنے سے استغراق حاصل ہوتا ہے

(۲۵) جو عارف گناہوں سے مخلصی پاتے ہیں شکوک سے بریت حاصل کرتے ہیں اپنے دل پر حاوی ہو جاتے ہیں اور کل عالم کی بہتری مدنظر رکھتے ہیں وہ ذات میں حاصل ہوتے ہیں۔

عارفان پاک طینت بیگناہ و باثبات
فیض پہنچاتے ہوئے دنیا کو پاتے ہیں نجات

نروان ایک حالت کیف اور سرور کی ہے جس میں انسان کو اپنے وجود کی مطلق خبر نہیں رہتی جسکے بیان کرنے کی کلام کو طاقت نہیں ہے اور جسکا ثبوت صرف شاغل کو اپنے بطون میں ملتا ہے۔

काम क्रोध वियुक्तानां यतीनां यतचेत साम्॥

अभितो ब्रह्मनिर्वाणं वर्तते विदितात्मनाम्॥२६॥

ترک خیال سے خواہش اور غضب پر فتح ملتی ہے اور یہی وسیلہ وصال ذات کا ہے۔

(۲۶) جو خواہش اور غضب سے بری اور خیال پر قادر ہو کر تارک ہیں اور علم خودشناسی رکھتے ہیں ان کو ذات کا سرور حاصل ہے

شوق و نفرت سے بچا کر جس نے روکا ہے خیال
ایسے حق بین کو میسر ہے سدا حق کا وصال

تارک وہ ہے جو خیال کے حرکت کو قابو میں رکھکر سب فعلوں کو کرتا ہے نہ وہ شخص جو اسباب ظاہری کو ترک کر دیتا ہے۔

स्पर्शान्कृत्वा बहिर्बाह्यां श्चक्षु श्चैवां तरे भ्रुवो:॥
प्राणापानौ समौ कृत्वा नासाभ्यंतर चारिणौ॥२७॥
यतेंद्रिय मनो बुद्धि र्मुनिर्मोक्ष परायण:॥
विगतेच्छा भय क्रोध: य: सदा मुक्त एवस:॥२८॥

بھر کٹی دھیان یعنی سرت سادھنا

(۲۷) جو عارف تعلقات بیرونی کو باہر کر کے اور نظر کو بھوؤں کی وسط میں ٹھرا کے اور ناک میں سے گذرنے والے انفاس بالا و پائیں کو مساوی کر کے۔

(۲۸) حواس دل اور عقل پر قادر ہو جاتا ہے آزادی حاصل کرتا ہے اور خواہش خوف اور غصہ سے مخلصی پاتا ہے وہ ہر وقت نجات رکھتا ہے۔

ابروؤں کے وسط میں لاکر نظر اطراف سے
جانچتا ہے سانس کو جو ناک سے چلتے ہوئے

دل حواس و عقل کر دیتا ہے محو علم ذات
وہ علایق سے بری ہے اسکی ہر دم ہے نجات

جو شخص مندرجہ بالا ہدایت کے بموجب محسوسات کا خیال دور کر کے دل کو یکسو کرتا ہے اور اپنی نظر کو اس مقام پر جہاں ناک کا بانسہ شروع ہوتا ہے ٹھیراتا ہے اور منہ بند کر کے سانس کی آمد و شد ناک سے رکھتا ہے اسے تھوڑے عرصہ کے بعد سانس کی رفتار میں ایک قسم کا سکون معلوم ہوتا ہے تب اس کے بطون میں خیالات کا سلسلہ رکجاتا ہے اور علم اشراق آشکارا ہوتا ہے کرشن بھگوان نے اس عملی طریقہ کو کل دیدوں میں سے انتخاب کر کے اہل دنیا کو اس پر کاربند

ہونے کی اجازت دی ہے اور یہی بھرکٹی دہیان سُرت سادہنا اور سہج اوستھا کے مختلف ناموں سے موسوم ہوا ہے اور اسی کی بدولت کشایش باطن حاصل ہوتی ہے پس جو لوگ اس شغل کے کئے بغیر قیل وقال کرتے ہیں اُنہیں اپنے بیانات کے راست ہونے کا بھروسہ بالکل نہیں ہوتا رامچندرجی نے بھی رام گیتا میں اس شغل کی تشریح ذیل کے الفاظ میں کی ہے۔

جاگرت دشواکار کولاوے تیجس پائیں
پراگ مٹی کو لین کرے تریا اپنھ ماہیں

تیجس مٹی کو لین کرے پراگ مکارے مائیں
اسی دیس میں ہو رہے جہاں دو سہرانا ہیں

زمانہ سلف کے اکثر عارفوں نے اسی ضمیر کو مختلف کلمات میں ادا کیا ہے جن کی نظر بطون پر ہوتی ہے وہ تو سب کلام میں ایک ہی ضمیر پاتے ہیں اور جو اس سرزمین سے بے خبر ہیں وہ واہمات میں پڑے رہتے ہیں اس موقع پر شائقین کے مطالعہ کے واسطے پران چکر کا ایک نقشہ جس کا حوالہ منتر ۲۹ چوتھی ادھیا میں آچکا ہے دکھایا جاتا ہے اُس کی پوری تشریح مؤلف کے تصنیف کئے ہوئے بھاشا کے برہم درشن نامی گرنتھ میں مل سکتی ہے۔

भोक्तारं यज्ञ तपसां सर्व लोक महेश्वरम्॥
सुहृदं सर्व भूतानां ज्ञात्वा मां शांति मृच्छति॥२९॥

اس شغل کی برکت سے عارف ذات میں وصل ہوتا ہے

(۲۹) یہ جانکر کہ میں یگ اور تپ سے حظ اوٹھانیوالا صاحب اور کل مخلوقات کا دوست ہوں وہ تسکین پاتا ہے۔

میں ہوں سب شغلوں کا مرجع مالک اور پروردگار
مجھکو جو ایسا سمجھتا ہے وہ پاتا ہے قرار

ذات پاک عمل اور ریاض کو جس کا ظہور قدرت سے ہوتا ہے صرف تمیز کرتی ہے اُن کی فاعل نہیں بنتی وہ کل موجودات میں محیط ہے سارا عالم اُس کی فرع ہے اور اُس کے جاننے سے آرام ابدی ملتا ہے۔



इति श्री मद्भगवद्गीता सूप निषत्सु ब्रह्म विद्यायांयोग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे कर्म संन्यास योगोनाम पंचमो ऽध्यायः॥५॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کی طریقت کے بارہ میں سری کرشن اور ارجُن کی تقریر کی پانچویں ادھیا سنیاس یوگ نام ختم ہوئی

پانچویں ادھیا کا خلاصہ

پانچویں ادھیا نے کرم سنیاس اور کرم یوگ کے مختلف ہونے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک ہی کیفیت قلبی کی دو صورتیں ہیں سانکہ سے علم حقیقت اور یوگ سے علم معرفت مراد ہے یوگی تمام افعال جسمانی کو کرتے ہوئے بھی نظر بباطن رہتا ہے۔ مگر اور طریقوں کے شاغل جب کاروبار دنیوی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں نظر بالغیر ہو جاتے ہیں۔ یوگی کے معنی واصل کے اور سنیاسی کے معنی تارک کے ہیں علم معرفت کے بغیر افعال کا ترک نہیں بنتا اور علم حقیقت کے بغیر وصال ممکن نہیں اس لئے سنیاس اور یوگ لازم وملزوم ہیں اُن کے حاصل ہونے پر انسان دریافت کر لیتا ہے کہ جان افعال جسمانی کی فاعل نہیں بنتی۔ اور اُن کے نتیجہ سے تعلق نہیں رکھتی مگر وہ جہل کے سبب عوام کو پابند افعال معلوم ہوتی ہے ۲۷ و ۲۸ اور ۲۹ منتر میں جو شغل لکھا گیا ہے اُس کی مدد سے مشاہدۂ جان ہوتا ہے اور اُسکی تشریح ۱۸ سے ۲۲ منتر تک کی گئی ہے اس منزل کو انسان اپنی زندگی میں پا سکتا ہے زمانۂ مستقل پر نظر رکھنا صرف بیم ورجا میں پھنسنا ہے۔

چھٹی ادھیا آتم سیم یوگ

श्री भगवानुवाच

अनाश्रित : कर्मफलं कार्यं कर्म करोतियः॥
ससन्यासी च योगी च ननिरग्निर्न चाक्रियः॥१॥

شری بھگوان فرماتے ہیں

سنیاسی اور یوگی کی تعریف

(۱) سنیاسی اور یوگی وہ شخص ہے جو نتیجہ پر نظر نہ رکھکر فعل کرتا ہے نہ کہ وہ شخص جو آگ کو استعمال میں نہیں لاتا یا مذہبی پابندیاں چھوڑ دیتا ہے۔

سالک و مجذوب ہیں بے واسطہ افعال سے
وہ نہیں تارک جو آگ اور قید مذہب چھوڑ دے

سنیاسی یا یوگی سے جتنے فعل صادر ہوتے ہیں جبر کی حالت میں ہوتے ہیں اور اس کو اُن کے نتیجہ سے سروکار نہیں ہوتا۔ انسان کے قلب کی اسی کیفیت کا نام ترک ہے تارک ہونے کیواسطے افعال لازمی کا چھوڑنا ضرور نہیں ہے صرف اُن کا بے تعلق ہوکر کرنا کافی ہے پس جو لوگ کاروبار دنیوی سے کنارہ کرکے اپنے آپ کو تارک بتاتے ہیں وہ تارک نہیں ہیں بلکہ دنیا پرست ہیں انسان صرف کپڑوں کے رنگنے اور مذہبی رسوم کے ترک کرنے سے سنیاسی یا یوگی نہیں ہوسکتا افعال کا بے تعلقی کے ساتھ کرنا ترک کی اصلی مراد ہے۔

यंसंन्यास मिति प्राहु र्योगंतं विद्धि पांडव॥
नह्य संन्यस्त संकल्पो योगी भवति कश्चन॥२॥

سنیاس یعنی ترک خیال کے بغیر یوگ ہونا ناممکن ہے

(۲) جس کو سنیاس کہتے ہیں ارجن اوسی کو یوگ سمجھ کیوں کہ خیالات کے ترک کئے بغیر کوئی یوگی نہیں ہوسکتا۔

ترک کہتے ہیں جسے وہ فی الحقیقت ہے وصال
کوئی واصل ہو نہیں سکتا بلا ترکِ خیال

سلسلۂ خیالات کو روک کر علم ذات کا حاصل کرنا سنیاس کہلاتا ہے۔ یوگ علم و سرور کی اُس حالت کا نام ہے جس میں خیالات بیم و رجا کے پیدا نہیں ہوتے ہیں واقعات کی تصویر پیش نظر رہتی ہے

आरुरुक्षो र्मुनेर्योगं कर्म कारण मुच्यते॥
योगारूढ़स्य तस्यैव शमः कारण मुच्यते॥३॥

ترکِ خیال کی کوشش کو شغل کہتے ہیں ترکِ خیال کی حالتِ سکون کو کمال کہتے ہیں

(۳) جبتک عارف یوگ کا شاغل ہوتا ہے اُس کا ذریعہ فعل کہلاتا ہے جس وقت وہ یوگ میں کامل ہوجاتا ہے اُس کا ذریعہ سکون کہا جاتا ہے۔

شوق جبتک ہے پس پردہ جمالِ یار ہے
ہٹ گیا پردہ تو پھر دیدار ہی دیدار ہے

جس وقت تک شاغل شغل کی عادات ڈالتا رہتا ہے۔ اُس وقت تک اُس کا وہ فعل اختیاری ہوا کرتا ہے جب کچھ عرصہ کی مزاولت سے شغل کا کرنا اُس کی طبیعت کا خاصہ ہوجاتا ہے تب وہ فعل جبریہ کہا جاتا ہے۔

यदाहि नेंद्रियार्थेषु नकर्मस्वनुषज्जते॥
सर्व संकल्प संन्यासी योगारूढस्त दोच्यते॥४॥

حالتِ سکون کی شناخت

(۴) جس وقت تمام واہمات کے ترک کرنے پر انسان کی توجہ محسوسات اور فعلوں کے طرف نہیں جاتی اُس وقت وہ یوگ میں کامل کہا جاتا ہے۔

وسوسہ جب دل سے مٹ جاتا ہے آتی ہے نظر
سارے عالم میں سراپا ذاتِ واحد جلوہ گر

جس وقت علم ذات کے سرور کے غالب ہونے پر محسوسات کا علم نہیں رہتا اور ذاتِ واحد کا جلوہ کل عالم میں نظر آتا ہے اُس وقت یوگ کی حالت انسان کے دل میں آشکارا ہوتی ہے۔

उद्धरे दात्म नात्मानं नात्मान मवसादयेत्
आत्मैव ह्यात्मनो बंधु रात्मैव रिपुरात्मनः॥५॥

انسان کا درجہ کمال کو حاصل کرنا فرض ہے

(۵) انسان دل کو عروج دے نہ کہ دل کو پستی میں گرائے دل ہی اپنا

دوستہے اور دل ہی اپنا دشمن۔

دل ہی اپنا یار ہیٔ جب قلب بے پندار ہے		ہے عدو اپنا ہی دِل جب فعل کا مختار ہے

یوگ کا حاصل کرنا دل کو عروج دینا ہے یوگ سے واقف ہونا اور گرفتار واہمات رہنا دلکو پستی میں گراتا ہے اس کی ترقی و تنزل انسان کے اختیار میں ہے۔

बंधुरात्मा त्मनस्तस्य येनात्मै वात्मनाजित:॥
अनात्मनस्तु शत्रुत्वे वर्ते तात्मैव शत्रुवत्॥६॥

کامل اور ناقص رہنے کا انحصار انسان کی ذات پر ہے۔

(۶) جو بشر دلپر فتح پاتا ہے اُس کا دل اُس کا دوست بنجاتا ہی مگر جو دلپر قادر نہیں ہوتا اُسکا دل اُسکے ساتھ دشمن کے مانند برتاؤ کرتا ہے

آگیا قابو میں جس کے دِل ہیٔ اُسکا دوستدار		جبکہ قابو میں نہیں ہیٔ دشمنی دِل کا شعار

یوگ کے وسیلے سے دل قابو میں آکر دوست بنجاتا ہے جو یوگ سے ناواقف ہے اُس کا دل اُس کے قابو میں نہ ہونے کیوجہ سے باعثِ آزار ہو جاتا ہے۔

जितात्मन: प्रशान्तस्य परमात्मा समाहित:॥
शीतोष्ण सुखदु:खेषु तथा मानापमानयो:॥७॥

صاحب کمال اطمینان پاتا ہے

(۷) جو دلپر قادر ہوتا ہے اور اطمینان رکھتا ہے اُس کا دل سردی اور گرمی رنج اور راحت عزّت اور اہانت میں مشاہدہ ذات میں مسرور رہتا ہے۔

جس کو اپنے دلپہ قابو اور اطمینان ہے		گرم و سرد و رنج و راحت میں اُسے عرفان ہیَ

یوگی کی توجہ بیرونی تعلقات کی طرف نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہر حال میں یکساں رہتا ہیَ اور بطون میں ذاتِ بحت کا جلوہ دیکھتا ہے۔

ज्ञान विज्ञान तृप्तात्मा कूटस्थो विजितेंद्रिय:॥
युक्त इत्युच्यते योगी समलोष्टाश्मकांचन:॥८॥

علم و سرور رکھتا ہے۔

(۸) وہ یوگی جس کا دل علم و سرور سے معمور ہے اور جو آزاد رہتا ہے

اور حواس پر قابو رکھتا ہے اور جسکے نزدیک مٹی پتھر اور سونا مساوی ہیَ ذات میں وصل کہا جاتا ہے

ہے وہ واصل جس کا دِل ہیَ مرکزِ علم و سرور		بے تعلق بے طمع بے نفس ہے مست حضور
آنند کے سندھ میں آن بسے تنکو نہ ہو تن کو چینو جب آپ میں آپ لہے اپنو تب اپنا ہی جاپ ہو چینو		جب آپ میں آپ سمائے گئے تب آپ میں آپ لہوا اپنو جب گیان کو بھا پرکاش بھو جگ جیون ہوئے رہو سپنو

सुहृन्मित्रार्युदासीन मध्यस्थ द्वेष्यबन्धुषु॥
साधुष्वपिच पापेषु सम बुद्धि र्विशिष्यते॥९॥

کل عالم کو مساوی جانتا ہے

(۹) جو محبّ دوست۔ دشمن اور بے غرض کو دوستی اور دشمنی یکساں رکھنے والے کو بیگانے اور یگانے کو نیک افعال اور بد افعال کو مساوی خیال کرتا ہیَ وہ اعلیٰ ہیَ

جان لیتا ہے مساوی سب کو مردِ باکمال		اُس کو کثرت میں نظر آتا ہیَ وحدت کا جمال

بھو لو سماده جاپ بھول گیو پن پاپ کون ہر کون آپ کہاں لو بکھانئے
برہوں سنجوگ بہئے سوگ اولٹ بھوگ بہئے سرجن یہ جوگ بھی کیسے جی آنئے
جانت ہے دوجا تب چاہت ہی پوجا یہاں ایک ہے نہ دوجا کہو کیسے جی آنئے
جل میں ترنگ جیسے جیو اور برہم ایسے لاکھہ روپ دیکھے کو ایک روپ مانئے

योगी युंजीत सतत मात्मानं रहसि स्थित:॥
एकाकी यत चित्तात्मा निराशीर परिग्रह:॥१०॥

یوگ کے شغل کی ہدایت

(۱۰) یوگی کو واجب ہے کہ وہ گوشہ میں تنہا بیٹھکر قوت خیال اور دل کو روک کر بیم ورجا چھوڑ کر اور بے تعلق ہو کر یوگ کا شغل ہمیشہ کیا کرے۔

بیٹھکر گوشہ میں تنہا باندھ کر اپنا خیال		چھوڑ کر خوف و تمنا کو وہ پاتا ہے وصال

شغل کی مزاولت عارف کے لئے ضروری خیال کی گئی ہے تاکہ بیرونی تعلقات اُس کے دل کو ادراک ذات کی طرف سے نہ ہٹا سکیں۔

رباعی

عزلت زخودی و خویشتن مے باید
تبییک علے و ہمتے و شوقے
خلوت ہمہ بے جان و بدن مے باید
نے آنکہہ دریں مجض سخن مے باید

शुचौदेशे प्रतिष्ठाप्य स्थिर मासन मात्मन :॥
नात्युच्छ्रितं नाति नीचं चैलाजिन कुशोत्तरम्॥११॥
तत्रै काग्रं मनः कृत्वा यतचित्तेंद्रिय क्रियः॥
उपविश्यासने युञ्ज्या द्योग मात्म विशुद्धये॥१२॥

یوگ کے لوازمات (۱۱) وہ کسی پاک جگہ چادر پر مرگ چرم پر یا کُشا گھاس پر نہ بہت اونچی اور نہ بہت نیچی اپنی نشست بیحرکت قایم کرکے۔

(۱۲) دل کو یکسو کرکے قوتِ خیال اور حواس کے فعلوں کو روک کر جائے نشست پر بیٹھکر صفائی قلب حاصل کرنے میں واسطے یوگ میں مشغول ہو۔

چاہیئے اچھی جگہ پر کچھ کُشا کا بندوبست
دور کر دے دلسے انسان وسوسے اور خواہشیں
ہو بہت اونچی نہ نیچی سیدھی بے حرکت نشست
یوں صفائے قلب کی نیّت سے بیٹھے شغل میں

ایک شغل تو پانچویں ادھیا کے ۲۷ و ۲۸ منتر میں بیان کیاجاچکا ہے دوسرا اس موقع پر درج ہوا ہے تیسرے شغل کا آٹھویں ادھیا کے ۱۲ و ۱۳ منتر میں آگے بیان کیا جاوے گا یہ تین مختلف طریقے قوتِ خیال کو روک کر ذات میں محو ہونے کے ہیں۔

ہردے نابھہ اور ترکُٹی تین دھیان استھان
سُرت لین ہو ترکُٹی برھمہ لاھندر میں گیان
سب منوت من سے رہیں تج بچارا ور گیان
نربھے پد کی اوستھا جیون پر کاشے بہان
جیون کا تیوں پہچان کر دوجے چھوٹے کان
سُرت ایکتا نابھہ میں ہردے تیج پر دھان
تین دھیان کی ایکتا پرم شانت اور آن
نربھے پد کی اوستھا کیوں کر کروں بکھان
رہے دیہہ میں بدیہہ ہوا بناشی نربان
آپ سنبھال کمال نے کھینچے پران آپان

समंकाय शिरोग्रीवं धारयन्न चलं स्थिरम॥

संप्रेक्ष्य नासिकाग्रं स्वं दिशश्चान वलोकयन्॥१३॥
प्रशांतात्मा विगतभी र्ब्रह्म चारि व्रते स्थितः॥
मनः संयम्य मच्चितो युक्त आसीत मत्परः॥१४॥

ناساگر دھیان کا طریقہ (۱۳) طالب حق جسم سر اور گردن کو سیدھا اور بیحرکت قایم رکھکر اپنی نظر کو اطراف وجوانب سے ہٹا کر اور ناک کے اگلے حصہ پر جما کر

(۱۴) مستقل مطمئین اور توہمات سے آزاد ہوکر اور دل کو روک کر میرا تصور کرتا ہوا میرے ادراک میں مشغول رہے۔

بیم اور امید سے جب قلب اُس کا پاک ہو
دل کی یکسوئی میں اُس کو ذات کا ادراک ہو
من کے لگائے ہر پاوے
جوگی یا بدہ من کو لگاوے
جیسے پتنگ پرے دیپک میں پریت سے پران جلاوے
جگمگ جوت سہی نہیں جاوے جوت میں آن سماوے
جوگی یا بدہ من کو لگاوے
جیسے نار پنگھٹ کو جات ہی سر گاگر بھر لاوے
سکھی سنگ سے بولت چالت سُرت گاگر سے لاوے
جوگی یا بدہ من کو لگاوے
جیسے نٹ کلا کے کارن گاڑ ہاڈہول بجاوے
اپنا بوجھہ سادہ سر اوپر سرت بانس سے لاوے
جوگی یا بدہ من کو لگاوے

شائقین سوچیں کہ گنیش کی مورتی جس کی پوجا اہل ہند سب سے پہلے کرتے ہیں کیا معنی رکھتی ہے انسان کے دھڑ پر ہاتھی کا سر کاٹ کر لگا دینا معقولات کے خلاف ہے واقعات یہ ہیں کہ زمانۂ سلف میں جو استعارات تحریر میں آتے تھے گرو کی زبان سے اُن کی تشریح ہوا کرتی تھی افسوس کہ اب گروہی معنی سے بیخبر ہیں چیلے کیونکر سمجھہ سکتے ہیں۔ شیو پوران میں گنیش جی کی ولادت کی روایت درج ہے جس کے لغوی معنی پر عوام نے اپنا خیال جمالیا ہے۔ اور اصلی مطلب کو گم کر دیا ہے البتہ غور و فکر سے اس روایت کے

معنی بخوبی حل ہو جاتے ہیں ماتا پاروتی پرکرتی یعنی شکتی کا روپ ہے اور پتا مہا دیو پُورش یعنی شیو کا سروپ ہے۔ پرکرتی کا اٹن یا میل پنج مہا بھوت ہیں جنھیں عناصر کثیف کہتے ہیں اور جن سے کل اجسام کی پیدائش ہے اہنکار یعنی پندار جسم کا دوار پال یا نگہبان ہے اور وہ پرکرتی کا بندہ ہونے کی وجہ سے اپنے پتا آنند روپ شیو کو نہیں پہچانتا اور اپنے انتھکرن یعنی قلب میں اسکے علم الیقین کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ جب اُس پورش کا علم قلب میں دخل پاتا ہے اُسی وقت انانیت کا سر کٹجاتا ہی ہاتھی کے سر کا لگانا اس غرض سے بیان کیا گیا کہ اجسام دو قسم کے ہیں کشر اور اکشر یعنی فانی اور باقی۔ فانی اجسام میں چوہا سب سے چھوٹا اور ہاتھی سب سے بڑا ہے اور دونوں میں کامل مشابہت ہی اسی طرح علم جزویت سب سے چھوٹا اور علم کلیت سب سے بڑا مسلّمہ ہے سنسکرت کی زبان میں اکشر غیر فانی کو کہتے ہیں اور وہ لفظ حروف تہجی کو بھی تعبیر کرتا ہے جنمیں ॐ اونکار سب سے بڑا ہے اور سب سے اوّل آتا ہے۔ اس اسم اعظم کی تحریری شکل پر غور کیا جاوے اور الٹ کر دیکھا جاوے تو وہ ایک دانت والے ہاتھی کے سر کے مثال ہے ہاتھی کا سر کاٹ کر انسان کے دھڑ پر لگانے سے یہ مراد لیگئی ہے کہ اہنکار یعنی جزویت کے پندار کو دماغ سے نکالکر اونکار ॐ یعنی کلّیت کا علم وہاں قایم کیا جاوے۔ گن کے معنی گروہ کے ہیں اور ایش یا پتی کے معنی مالک کے ہیں پس گنیش یا گنپتی کا اشارہ گرو پر ہے جو مریدوں کے مجمع کا رہنما ہو کر اونکار ॐ کے اسم اعظم کا شغل اُن کو بتاتا ہے اور جزویت کے پندار کو اُنکے سر سے نکالدیتا ہے یا اُسکو مطیع کر لیتا ہے اس لئے چوہے کو گنیش کی سواری مانا ہے شرتی نے اونکار شبد کا اوچارن سب سے مقدّم بتایا ہے۔ اور سُمرتی نے اُس شبد کی مورتی بنا کر گنیش کی پرتشٹھا کی ہے اور اُسکو گرد کی مہان دی ہے۔ اس تصویر میں ایک طرف گنیش کی صورت ظاہر ہے اور دوسری طرف ناسا گر دھیان یعنی شغل طاوسی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا طریقہ مجمل طور پر اس ادھیا کے تیرہویں منتر میں درج ہی اس تصویر میں پانچوں دیوتاؤں کے نشان ملتے ہیں اور گاتیری کے جاپ کا طریقہ

نفس کی رفتار و سکون کے ذریعہ سے جسے پورک کُنبھک اور ریچک کہتے ہیں دکھایا گیا ہی یوگ کی یہ سب سے آسان اور عمدہ سیڑھی ہی اور اُسکی تفصیل اتھرون وید کی یوگ شکھا اُپنشد میں لکھی ہوئی ہے

युञ्जन्नेवं सदात्मानं योगी नियत मानसः॥
शांति निर्वाण परमां मत्संस्था मधिगच्छति॥१५॥

یوگ سے اعلیٰ درجہ کی راحت حاصل ہوتی ہے

(۱۵) جو یوگی دل کو روک کر ہمیشہ اس طرح پر شغل کرتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کی راحت کو جو مجھ میں موجود ہے حاصل کرتا ہے۔

اُس کو ملتا ہے وصالِ ذات کا اعلیٰ مقام		اپنے دلکو تھام کر جو شغل کرتا ہے مدام

مندرجہ بالا شغل کی مزاولت سے انسان وصال ذات کا اعلیٰ سرور حاصل کرتا ہے۔

नात्यश्नतस्तु योगो ऽस्ति न चैकांत मनश्नतः॥
नचाति स्वप्न शीलस्य जाग्रतो नैव चार्जुन॥१६॥

یوگ کے شرائط

(۱۶) اے ارجن یوگ نہ تو زیادہ خوراک والے کو حاصل ہوتا ہے اور نہ بہت کم خوراک والے کو نہ زیادہ سونے والیکو اور نہ زیادہ جاگنے والے کو۔

پُرخوری سی ہے نہ پُرخوابی سے راحت کا حصول		کم خوری ہی اور نہ کم خوابی ریاضت کا اصول

युक्ताहार विहारस्य युक्त चेष्टस्य कर्मसु॥
युक्तस्वप्ना व बोधस्य योगो भवति दुःखहा॥१७॥

اعتدال سے یوگ حاصل ہوتا ہے

(۱۷) جس شخص کی غذا اور تفریح اعتدال کیساتھ ہوتی ہے اور جو کام میں اعتدال کے ساتھ محنت کرتا ہے اور اعتدال کے ساتھ سوتا اور جاگتا ہے اُس کو راحت دینے والا یوگ حاصل ہوتا ہے۔

اعتدالِ فعل میں راحت ہے شاغل کے لئے		اعتدالِ خواب خور تفریح و محنت چاہئے

شری بھگوان نے اعتدال اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے اور تمام حکما کی بھی یہی رائے ہوئی ہی یوگ ایک عشق کی حالت ہے جس میں عاشق محو رہا کرتا ہے یعنی کھانے پینے۔ چلنے بیٹھنے

سونے۔ جگنے میں اُس کے عشق کی حالت نہیں بدلتی۔

यदा विनियतं चित्त मात्मान्ये वावतिष्ठ ते ॥
निःस्पृहः सर्व कामेभ्यो युक्त इत्युच्यते तदा ॥१८॥

یوگ کے کمال کی شناخت

(۱۸) جس وقت خیال رُک کر ادراک ذات میں قایم ہو جاتا ہے اور تمام لذات کا شوق جاتا رہتا ہے اُس وقت انسان یوگی کہا جاتا ہے۔

ذات کے ادراک میں جب ہو گیا قایم خیال
اور دل سے شوقِ لذت مٹ گیا تب ہی کمال

خیال کا قایم ہو جانا اور لذات کے ساتھ شوق و نفرت نہ رہنا یوگ کی شناخت ہے۔

यथा दीपो निवातस्थो नेङ्गते सोपमास्मृता ॥
योगिनो यत चित्तस्य युंजतो योग मात्मनः ॥१९॥

اوس کی تمثیل

(۱۹) چراغ کی لو بند ہوا میں نہیں ہلتی یہ اُس یوگی کی مثال دی گئی ہے جو خیال پر قادر ہے اور جس کا دل یوگ میں مصروف ہے۔

ایسے شاغل کو جو رکھ سکتا ہے بےحرکت خیال
شمع کی لاجنب روشن لو سے دیتے ہیں مثال

بند ہوا میں چراغ کی لو ساکن اور منوّر ہوتی ہے اور یہ تمثیل یوگی کی ہے جس کا دِل خیالات کی تھپیڑ سے بچا ہوا ہے۔

यत्रो परमते चित्तं निरुद्धं योग सेवया।
यत्र चै वात्मनात्मानं पश्यन्नात्मनि तुष्यति ॥२०॥

یوگ کے وسیلہ سے سکون قلب پیدا ہو کر مشاہدہ ذات حاصل ہوتا ہے

(۲۰) جس کی مزاولت کرنے پر شغل کے وسیلہ سے قوت خیال رک کر ساکن ہو جاتی ہے اور انسان اپنی ذات کو اپنے بطون میں خود مشاہدہ کر کے مسرور ہوتا ہے۔

شغل کے رشتہ سے جب مضبوط ہوتا ہے خیال
قلب ساکن میں نظر آتا ہے اپنا ہی جمال

सुखमात्यन्तिकं यत्त बुद्धि ग्राह्य मतींद्रियम् ॥

येत्तियत्र नचैवायं स्थितश्च लति तत्वतः ॥ २१॥

یوگ سے راحت ابدی حاصل ہوتی ہے

(۲۱) جس کی بدولت وہ اُس بے انتہا راحت کو جو اشراق میں تمیز ہوتی ہے اور حواس کے حیطہ سے باہر ہے ادراک کرتا ہے اور اصول پر قایم ہو کر علم حقیقت سے برگشتہ نہیں ہوتا۔

عالمِ اشراق کی بے انتہا راحت ہے واں
ذات کے دیدار میں وسواس سے فرصت ہے واں

यं लब्ध्वा चापरं लाभं मन्यते नाधिकं ततः ॥
यस्मिन्स्थितो नदुःखेन गुरुणापि विचाल्यते ॥२२॥

یوگ سب سے اعلیٰ ہے اور وہ انسان کو حالت سکون بخشتا ہے

(۲۲) جس کو حاصل کر کے وہ کوئی شے اُس سے اعلیٰ حاصل کرنیکے لئے نہیں پاتا اور جسمیں قایم ہو کر وہ سخت تکلیف سے بھی جنبش نہیں کھاتا۔

شغل سا اِک گوہر نایاب جس کو مل گیا
بیقراری و طلب سے اُس کا چھٹکارا ہوا

तंविद्या दुःख संयोग वियोगं योग संज्ञितम् ॥
सनिश्च येन योक्तव्यो योगो ऽनिर्विण्ण चेतसा ॥२३॥

یوگ کا حاصل کرنا فرض ہے

(۲۳) اور جو تکلیف کے تعلق کو قطع کرتا ہے اُس کا نام یوگ جاننا چاہئے اُس میں انسان کو استقلال اور ہمت کے ساتھ مصروف ہونا واجب ہے۔

جب تعلق قطع ہو جاتا ہے محسوسات کا
قلب کی اُس کیفیت کو وصل کہنا ہے بجا

संकल्प प्रभवान्कामां स्त्यक्त्वा सर्वान शेषतः ॥
मन सैवेन्द्रिय ग्रामं विनियम्य समंततः ॥२४॥
शनैः शनै रुपर मेद बुद्ध्या धृति गृहीतया ॥
आत्म संस्थं मनः कृत्वा न किंचिदपि चिंतयेत् ॥२५॥

یوگ کا طریقہ ضبط دل ہے۔

(۲۴) شاغل کو چاہئے کہ وہ اُن تمام خواہشوں کو جو خیال سے پیدا ہوں کلیتاً ترک کر کے دِل سے حواس کے گروہ کو روک کر۔

(۲۵) استقلال کے ساتھ رفتہ رفتہ حواس سے نظر اٹھاوے، اور توجہ کو بطون میں ٹھیرا کر کسی شے کا خیال نہ کرے۔

لذّتِ دنیا سے پہلے دل اٹھانا چاہیے
رفتہ رفتہ جسم سے شاغل نظر اپنی اُٹھائے
دل سے ہر نقش تخیل کو مٹانا چاہیے
ہو کے بے وسواس باطن پر توجہ کو لگائے

خیال کی حرکت کو جو باہر کی طرف جاتی ہے روکنے سے خیال ساکن ہو جاتا ہے اور اس وقت انسان اپنے حواس سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

यतो यतो निश्चरति मनश्चंचल मस्थिरम् ॥
ततस्ततो नियम्यै तदात्मन्येव वशं नयेत् ॥२६॥

ضبط دل کی مزاولت واجب ہے

(۲۶) جس جس طرف بیقرار اور متحرک دِل جاوے اُس اُس طرف سے روک کر اُس کو بطون میں ٹھیرائے

چار سو سے دل میں کوئی اضطراب آنے نہ دے
اور نگاہِ شوق کو مرکز سے ہٹجانے نہ دے

دِل پرندے کے مانند محسوسات کی طرف پرواز کرتا ہے شاغل کو اُس کی بیقراری دُور کرنی لازم ہے

प्रशांत मनसं ह्येनं योगिनं सुख मुत्तमम् ॥
उपैति शांत रजसं ब्रह्मभूत मकल्मषम् ॥२७॥

اس طرح پر یوگ میں کمال حاصل ہوتا ہے اور اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے

(۲۷) جب یوگی سکون دل کو حاصل کرتا ہے خواہشات سے بری اور ذات میں وصل ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے تب اُسے اعلیٰ درجہ کی راحت ملتی ہے۔

جب قرار آجائے اور دل سے طلب جاتی رہی
شغل کی تکمیل میں تب وصل کی راحت ملے

युंजन्नेवं सदात्मानं योगी विगत कल्मषः ॥
सुखेन ब्रह्म संस्पर्श मत्यंतं सुख मश्नुते ॥२८॥

وصال ذات کی بے انتہا راحت حاصل ہوتی ہے

(۲۸) یوگی اس طرح پر شغل کرنے کی بدولت گناہوں سے آزاد ہو کر

وصال ذات کی بے انتہا راحت کو بآسانی حاصل کرتا ہے۔

شغل کی برکت سے دُھلجاتے ہیں انساں کے گناہ
شغل کی لا انتہا فرحت میں ملتی ہے پناہ

सर्व भूतस्थ मात्मानं सर्व भूतानि चात्मनि ॥
ईक्षते योग युक्तात्मा सर्वत्र सम दर्शनः ॥२९॥

یوگی توحید کا لطف اٹھاتا ہے

(۲۹) جو یوگی ذات میں وصل ہو جاتا ہے اور سب کو مساوی جانتا ہے وہ اپنے آپ کو کل مخلوقات میں اور کل مخلوقات کو اپنی ذات میں موجود دیکھتا ہے۔

عالمِ کثرت ہے عارف کی نظر میں ایک سا
کُل کے اندر جزو ہے اور جزو میں کُل ہے چھپا

یوگی ذات واحد کو کُل اجسام میں محیط دیکھتا ہے اور اُس کو اپنی ہستی جانتا ہے پس وہ اپنے آپکو کُل مخلوقات میں پاتا ہے یہ منتر معقولات کی ادراک سے برتر ہے اور اُس کے سمجھنے کے واسطے مشاہدہ درکار ہے۔ یعنی وہ حالتِ سکون جس کا اس ادھیا کے تیسرے منتر میں ذکر ہو چکا ہے حاصل کرنی ضروری ہے۔ اگلا منتر اس منتر کی توضیح کرتا ہے۔

यो मां पश्यति सर्वत्र सर्वंच मयि पश्यति ॥
तस्याहं न प्रणश्यामि सच मे न प्रणश्यति ॥३०॥

کثرت میں وحدت کا تماشہ دیکھتا ہے

(۳۰) جو مجھکو سب میں اور سب کو مجھ میں دیکھتا ہے اس سے میں جدا نہیں ہوتا اور وہ مجھ سے جُدا نہیں ہوتا ہے۔

مجکو سب میں اور سب کو مجھ میں جو ہے مانتا
وہ نہیں مجھ سے جُدا اور میں نہیں اس سے جُدا

सर्व भूतस्थितं यो मां भजत्ये कत्व मास्थितः ॥
सर्वथा वर्तमानोऽपि स योगी मयि वर्त्तते ॥३१॥

جو موحد ہوتا ہے وہ وصال ذات کا لطف حاصل کرتا ہے

(۳۱) جو یوگی توحید کی نظر سے مجھکو کل مخلوقات میں مقیم مانتا ہے وہ ہر حال میں مجھ میں وصل رہتا ہے۔

جو موحد جانتا ہے میرا عالم میں قیام
فعل کے ہوتے وہ مجھ میں وصل رہتا ہے مدام

शात्मौ पम्येन सर्वत्र समं पश्यति योऽर्जुन ॥
सुखं वायदि वा दुःखं सयोगी परमो मतः ॥ ३२ ॥

جو موحد رنج و راحت میں مساوی رہتا ہے وہ اعلیٰ ہے۔

(۳۲) اے ارجن جو یوگی ذات کو واحد تسلیم کرکے رنج و راحت کو مساوی جانتا ہے وہ اعلیٰ مانا گیا ہے۔

شادی و غم میں جو رکھتا ہے نگہ توحید کی — شغل میں حاصل ہو ارجن اسکو بیشک پختگی

अर्जुन उवाच । योऽयं योगस्त्वया प्रोक्तः साम्येन मधुसूदन ।
एतस्याहं न पश्यामि चंचलत्वात्स्थितिं स्थिराम् ॥ ३३ ॥

مساوات کے تسلیم کا قایم ہونا مشکل ہے

ارجن نے کہا (۳۳) اے کرشن آپ نے جو یہ یوگ مساویت کے اصول پر بتایا ہے میں انسانی دلکے متحرک ہونیکی وجہ سے اسکے تسلیم کو استحکام نہیں دیکھتا۔

آپنے تو مجکو تسلیم و رضا تلقین کی — پر دل انسان ہی متحرک یہ دقت آ پڑی

चंचलं हि मनः कृष्ण प्रमाथि वलवद्दृढम् ॥
तस्याहं निग्रहं मन्ये वायोरिव सुदुष्करम् ॥ ३४ ॥

دل بڑا سرکش ہے اور اس کا روکنا سخت دشوار ہے

(۳۴) اے کرشن دل متحرک۔ مفسد۔ زبردست اور سرکش ہے۔ میری رائے میں اس کا قابو میں کرنا مثل ہوا کے روکنے کے مشکل ہے۔

دل ہے سرکش مفسد و عیارائے عالی مقام — بادپائے بے عناں مشکل سے لیتا ہے لگام

श्री भगवानुवाच । असंशयं महावाहो मनो दुर्निग्रहं चलम् ॥
अभ्यासेन तु कौंतेय वैराग्येण च गृह्यते ॥ ३५ ॥

دل بیشک متحرک ہے مگر شغل اور عشق سے قابو میں آتا ہے

شری بھگوان نے جواب دیا (۳۵) اے ارجن دل بیشک قرار نہیں رکھتا اور مشکل سے قابو میں آتا ہے لیکن وہ شغل اور عشق حقیقی کے وسیلے سے قابو میں آجاتا ہے۔

فطرتاً گو اضطراب رم ہے اس دلکا شعار — ہو لیتا ہی چوکڑی جب عشق کی پڑتی ہی مار

असंयतात्मना योगो दुष्प्राप इति मे मतिः ॥
वश्यात्मना तु यतता शक्योऽवाप्तुमुपायतः ॥ ३६ ॥

دل کے قابو میں آنے پر یوگ منحصر ہے

(۳۶) میری رائے میں جو لوگ دل پر قادر نہیں ہیں ان کو یوگ حاصل ہونا دشوار ہے البتہ جو لوگ دل پر قادر ہیں کوشش کرکے حاصل کرسکتے ہیں۔

ضبط دل پر منحصر ہے علم وحدت کا حصول — جو نہیں ہے دل پہ حاوی اسکی کوشش ہے فضول

अर्जुन उवाच ॥ अयतिः श्रद्धयोपेतो योगाच्चलितमानसः ॥
अप्राप्य योगसंसिद्धिं कां गतिं कृष्ण गच्छति ॥ ३७ ॥

جو طالب یوگ کے کمال کو نہیں پاتا اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔

ارجن نے سوال کیا۔ (۳۷) اے کرشن جو اہل ارادت شغل سے ناواقف رہتا ہے اور یوگ میں دل نہیں لگا سکتا یوگ کا درجہ کمال حاصل نہ ہونے سے اس کا کیا حال ہوتا ہے۔

شاغل مہجور جس کا ہے پراگندہ خیال — کیا بنے گا شغل میں حاصل نہونے سے کمال

कच्चिन्नोभयविभ्रष्टश्छिन्नाभ्रमिव नश्यति ॥
अप्रतिष्ठो महावाहो विमूढो ब्रह्मणः पथि ॥ ३८ ॥

وہ ناقص رہکر فنا ہوجاتا ہے یا نہیں

(۳۸) کیا وہ شخص جو سکون نہیں رکھتا اور مطلوب کے راستہ سے بے خبر ہے دونوں طرف سے ناقص رہکر بادل کے ٹکڑے کے مانند فنا نہیں ہو جاتا۔

جو ہے دلمیں مضطرب اور وصل سے ناآشنا — اپنے ذاتی نقص سے کیا ہو نہیں جاتا فنا

एतन्मे संशयं कृष्ण छेत्तुमर्हस्यशेषतः ॥
त्वदन्यः संशयस्यास्य छेत्ता नह्युपपद्यते ॥ ३९ ॥

یہ شک آپ رفع کیجئے

(۳۹) آپ کو یہ میرا شک کامل طور پر رفع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ آپکے سوائے اور کوئی اس شک کا رفع کرنے والا نہیں ہے۔

یہ خلش دلکی مٹادیں آپ کافی طور سے — کون بہتر آپ سے ہی رفع شک جو کرسکے

पार्थ नैवेह नामुत्र विनाशस्तस्य विद्यते ॥
नहि कल्याण कृत्कश्चिद् दुर्गतिं तात गच्छति ॥४०॥

نیکی کی طرف رجوع کرنے والا فنا نہیں ہوتا

شری بھگوان نے فرمایا۔ (۴۰) اے ارجن وہ اِس عالم اور اُس عالم میں فنا نہیں ہوتا۔ اے عزیز نیکی کرنیوالا ہرگز خرابی میں نہیں آتا۔

نیک ہے جس کا ارادہ وہ نہیں ہوتا فنا
ہر دو عالم میں برابر اُس کا ہوتا ہے بھلا

प्राप्य पुण्य कृतांल्लोका नुषित्वा शाश्वतीः समाः ॥
शुचीनां श्रीमतां गेहे योग भ्रष्टोऽभिजायते ॥४१॥

اُس کی نیکی کا ظہور آئندہ نیک افعالوں میں ہوتا ہے

(۴۱) جو شخص یوگ سے بے بہرہ رہجاتا ہے وہ نیک افعالوں کے عالم میں پہنچکر اور زمانہ دراز وہاں رہکر پاتو نیک افعال دولتمندوں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے

نیک افعالوں کا جو عالم ہے پہنچیگا وہاں
اُس کی نیکی ہوگی دولتمند نیکوں میں عیاں

अथवा योगिना मेव कुले भवति धीमताम् ॥
एतद्धि दुर्लभतरं लोके जन्म यदी दृशम् ॥४२॥

علم ذات سینہ بسینہ منتقل ہوتا ہے

(۴۲) یا دانشمند یوگیوں کے خاندان میں پیدا ہوتا ہے مگر دنیا میں اس قسم کی تولید بہت نادر ہوتی ہے۔

علم حق سینہ بسینہ منتقل ہو جائیگا
عارفانِ ذی خرد میں جا کے قسمت پائیگا۔

یوگ یعنی علم ذات کے حاصل کرنیکے واسطے نیک افعالی طالب کا شعار ہوتا ہے اور نیک افعالوں کا مسکن کرہ ستوگن میں ہوتا ہے (دیکھو ادہیائے ۱۴ منتر ۱۰) اس لئے جو شخص یوگ کے درجہ کمال کو نہیں پہنچا اُس کی قوت علمی جسم کے ترک کرنیکے بعد کرہ ستوگن میں محو ہو جاتی ہے اور اُسی کرہ سے آئندہ نسلوں میں بصورت نیک افعالی ظاہر ہوتی ہے (دیکھو ساتویں ادہیا کے آخر میں پرکرتی یعنی قدرت کے منازل کا نقشہ) یوگیوں کی منزل کرہ ستوگن سے بلند مانی گئی ہے اگر وہ عیالدار فرض کئے جاویں تو اولاد کا ہونا ممکن ہے اور طالب ذات کی قوت علمی جس کو کمال حاصل نہیں ہوا کشش

مقناطیسی (اچھا کارن) سے یوگیوں کے خاندان میں ظہور پاسکتی ہے۔ (دیکھو ادہیائے ۵ منتر ۸)
اگر یوگی تارک اور مجرد مانے جاویں تو اولاد کا پیدا ہونا قاعدہ قدرت کے خلاف اور بعید از قیاس ہوجاتا ہے غور کرنا چاہیئے کہ تولید دو قسم کی مانی گئی ہے ایک جسمانی دوسری علمی۔ پہلی قسم کی تولید باپ سے ہوا کرتی ہے اور دوسری قسم کی تولید گرو سے اس طرح پر علم ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتا رہتا ہے اِس موقع پر لفظ پیدائش سے ولادت علمی مراد ہے نہ کہ جسمی آتما تو بالذات قایم ہے یہ سب تبدل و تغیر پرکرتی میں ہوتا رہتا ہے اہل ہند نے تسلیم کیا ہے کہ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا اگیانی کو ہوتا ہے اس کے معنی پر ذرا غور کرنا چاہیئے۔ گیانی کو آواگون نہیں ہوتا یعنی روشنی میں غلطی نہیں ہوتی اگیانی کا آواگون ہوتا ہے یعنی اندھیرے میں غلطی کا ہونا ممکن ہے۔ گیان مثل آفتاب کے روشن ہے اس لئے وہاں آواگون جیو کا موہوم ثابت ہوتا ہے اگیان مثل شب تار کے ہے پس اُس میں آواگون کا وجود فرض ہوتا ہے اب دریافت کرنا چاہیئے کہ کونسی تسلیم صحیح ہے۔ بیشک جو کچھ روشنی میں دریافت کیا جاتا ہے قابل تسلیم ہوتا ہے اور جو اندھیرے میں معلوم ہوتا ہے پایۂ ثبوت نہیں رکھتا آواگون کے معنی آنے اور جانے کے ہیں اور یہ سلسلہ دنیا میں جاری ہے ایک آتا ہے دوسرا جاتا ہے آواگون کے معنی دوبارہ جسم قبول کرنیکے خود اُس لفظ سے ثابت نہیں ہوتے۔ البتہ پنرجنم کے معنی دوبارہ جسم اختیار کرنیکے ہو سکتے ہیں جو مراد کہ عوام نے آواگون کے لفظ سے اخذ کی ہے وہ کلمات متبرک اور کلام عارفان سے ثابت نہیں ہوتی ہے اور جو اُس لفظ کے معنی اس موقع پر ہیں وہ پندرھویں ادہیا کے ۸ و ۹ منتروں پر غور کامل کرنے کے بعد دریافت ہو سکتے ہیں۔

तत्रतं बुद्धि संयोगं लभते पौर्वदैहिकम् ॥
यतते च ततो भूयः संसिद्धौ कुरु नंदन ॥४३॥

علم ذات کشش مقناطیسی رکھتا ہے

(۴۳) اے ارجن وہ وہاں پر سابق جسم کی قوت علمی کو حاصل کرتا ہے اور پھر کمال پانے کے لئے سعی کرتا ہے۔

قوتِ علمی کو حاصل کرکے پہلے جسم کی
پہر کرے گا شغل کی تکمیل میں کوشش نئی

وہ کا اشارہ مجموعہ پرکرتی پر ہے جیونہ کہیں جاتا ہے اور نہ آتا ہے (دیکھو ادہیائے ۲ منتر ۲۰)

पूर्वाभ्यासेन तेनैव ह्रियते ह्यवशोऽपि सः ॥
जिज्ञासुरपि योगस्य शब्द ब्रह्मातिवर्त्तते ॥४४॥

اُس کی کوشش منزل معرفت پر پہنچاتی ہے

(۴۴) یوگ کا طالب زمانہ سابق کے شغل کی مدد سے خود بخود چرخ قدرت سے پار ہو جاتا ہے۔

شغل سابق کی مدد سے طالب نیکی شعار
قلزم قدرت سے ہو جاتا ہے پار انجام کار

طالب صادق کمال کی طرف رجوع کرتے کرتے آخرالامر کمال کو حاصل کرتا ہے۔

प्रयत्नाद्यत मानस्तु योगी संशुद्ध कल्बिषः ॥
अनेक जन्म संसिद्ध स्ततो याति परां गतिम् ॥४५॥

وہ کوشش متواتر مسلسل چلی جاتی ہے

(۴۵) یوگی کوشش کے ساتھ شغل کرکے اور گناہوں سے پاک ہو کر اور بہت سے پیدایش کے بعد منزل کمال کو پاکر اعلیٰ درجہ پر پہنچتا ہے۔

یوگی یکتی کے ذریعہ سے گناہوں سے بری ہو کر بہت سے جنموں میں درجہ کمال حاصل کرتے ہیں۔

اس منتر میں لفظ جنم سے ولادت علمی مراد ہے جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اُس کی سب سے عمدہ تاریخی مثال بشسٹ جی مہرشی اُن کے فرزند پراشر سوامی اور پوتے وید ویاس مُنی اور پڑپوتے مہامُنی سکھدیو جی ہیں یعنی جو علم بشسٹ جی کو حاصل ہوا تھا وہ رفتہ رفتہ خالص ہو کر سکھدیو جی کے ذات میں درجہ تکمیل پر پہنچا ہے اور ازاں بعد اُن کی نسل کا خاتمہ ہو گیا ہے مگر اُن کا علم اب تک زندہ اور موجود ہے۔

پاک ہو کر قالبوں میں اور بہت کوشش کیساتھ
عارفِ کامل کا اعلیٰ مرتبہ آتا ہے ہاتھ

तपस्विभ्योऽधिको योगी ज्ञानिभ्योऽपि मतोऽधिकः ।
कर्मिभ्यश्चाधिको योगी तस्माद्योगी भवार्जुन ॥४६॥

یوگی سب سے اعلیٰ ہیں

(۴۶) چونکہ یوگی مرتاضوں سے عارفوں سے اور پابندان فعل سے اعلیٰ مانا گیا ہے لہٰذا اے ارجن تو یوگی ہو۔

زہد و خیرات و عمل پر ہے فضیلت شغل کو
تو ارادہ کرکے یکّا شغل میں سرگرم ہو

योगिनामपि सर्वेषां मद्गतेनान्तरात्मना ॥
श्रद्धावान् भजते यो मां स मे युक्त तमो मतः ॥४७॥

یوگیوں سے واصل ذات اعلیٰ ہے

(۴۷) یوگیوں میں سے بھی وہ شخص جو راسخ الاعتقاد ہے اور سچے دل سے میری یاد میں مستغرق رہتا ہے اعلیٰ درجہ کا یوگی مانا جاتا ہے۔

صدق دل اور پاک بازی سے جو مجھ پر ہو فدا
شاغلوں میں اُسکا درجہ فی الحقیقت ہے بڑا

جو یوگی دوئی کا حجاب بالکل اٹھا دیتا ہے اور ذات نامتناہی کو اپنی ہستی جانتا ہے وہ سب سے اعلیٰ ہے۔

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे आत्म संयम योगो नाम षष्ठो ६ ऽध्यायः

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی چھٹی ادہیا موسوم بہ آتم سیم یوگ ختم ہوئی

پانچویں ادہیا میں خیال کے روکنے کیواسطے بہر کُٹی دہیان کا عملی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اِس ادہیا میں دوسرے شغل (ناساگر دہیان) کی تشریح کی گئی ہے اور کرشن بھگوان نے اُس کو دل کے ضبط کرنے کا وسیلہ بتایا ہے اور یوگ کو سب سے اعلیٰ مانا ہے اور اُس کے طالب ہونے کا ایما فرمایا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ یوگ کا تعلق بیرونی افعال سے صرف اُس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ کشایش باطنی حاصل نہیں ہوتی جب شاغل قلب کی سیر دیکھنے لگتا ہے اُس وقت اُسے کل اندرونی قوتیں کام میں لانی پڑتی ہیں۔

ساتویں ادھیا گیان وگیان یوگ (۳۰ منتر)

श्री भगवानुवाच

मय्यासक्त मनाः पार्थ योगं युञ्जन्मदाश्रयः ॥
असंशयं समग्रं मां यथा ज्ञास्यसि तच्छृणु ॥१॥

علم ذات کا بیان ذیل میں درج ہے

شری بھگوان فرماتے ہیں (۱) اے ارجن تم مجھ میں دل لگا کر اور میرا طالب ہو کر یوگ کا شغل کرتے ہوئے جیسا مجکو ادراک کریگا اُس کی کیفیت بالتحقیق اور بالتشریح سُن۔

جس نے مجھ میں دل لگایا ایسے طالب کو سدا　　شغل میں جیسا نظر آتا ہے جلوہ ذات کا

پانچویں اور چھٹی ادھیائے اشغال کی تکمیل پانے پر جو علم ذات شاغل پر منکشف ہوتا ہے کرشن بھگوان نے اُس کی کیفیت اس ادھیا میں چوتھے منتر سے تیرھویں منتر تک ظاہر کی ہے۔

ज्ञानंते ऽहं सविज्ञान मिदं वक्ष्याम्य शेषतः ॥
यज्ज्ञात्वा नेह भूयो ऽन्यज्ज्ञातव्य मवशिष्यते ॥२॥

علم ذات کل علوم میں افضل ہے

(۲) میں وہ علم اشراق تجھے مفصل بتاتا ہوں جسے جانکر دنیا میں پھر اور کچھ جاننا باقی نہیں رہتا۔

اس کو بالتشریح سُن ارجن یہ ہی علم صفات　　اس کے محرم کو میسّر ہے علایق سے نجات

اس ادھیا کے اگلے منتروں میں جو علم حقیقت درج ہے وہ عقل کے وسیلہ سے دریافت نہیں ہوتا بلکہ حالتِ کیف میں بذریعہ ابھوتکتی یعنی قوت اشراقیہ ادراک ہوتا ہے۔ اُس علم سے آگاہ ہو کر انسان دام غفلت سے کلیتاً رہائی پاتا ہے جبکہ اُسے کسی شے کے حاصل کرنیکی خواہش اور تمنا نہیں رہتی۔

मनुष्याणां सहस्रेषु कश्चिद्यतति सिद्धये ॥
यततामपि सिद्धानां कश्चिन्मां वेत्ति तत्त्वतः ॥३॥

بہت کم انسان علم ذات کے طالب ہو کر عارف ہوتے ہیں

(۳) ہزاروں انسانوں میں سے کوئی کمال حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنے والوں میں سے جو درجہ کمال پر پہنچتے ہیں اُنمیں سے بھی کوئی مجھے واقعی طور پر جانتا ہے۔

اس میں ہے دشوار کوشش شاذ و نادر ہے کمال　　مجھکو ویسا جیسا کہ میں ہوں ہے محال

حقیقت شناس عارف ہر زمانہ میں نادر الوجود ہوتے آئے ہیں۔

رباعی

ہر گاؤ خرے لایق اطلس نبود　　لعل و گوہر مناسب خس نبود
عرفان گوہر گہر شناسے باید　　بشناس گہر شناس ہر کس نبود

भूमिरापो ऽनलो वायुः खं मनो बुद्धि रेवच ॥
अहंकार इतीयं मे भिन्ना प्रकृति रष्टधा ॥४॥

صفات کی تشریح

(۴) خاک۔ آب۔ آتش۔ باد۔ خلا۔ دل۔ عقل اور انانیت یہ آٹھ مختلف اقسام میرے صفات کی ہیں۔

خاک و آب و آتش و باد و خلا ادنیٰ صفات　　جذبۂ دل عقل اور پندار ہیں اعلیٰ صفات

ویدا اور دیگر کلمات عارفوں میں پرکرتی کو ہفتگانہ بیان کیا ہے مگر کرشن بھگوان نے اس منتر میں اہنکار یعنی انانیت کو آٹھویں صفت کہا ہے یہ صفت بسیط ہے وہ ساتوں صفتیں اُس میں محدود ہیں اہنکار یعنی انانیت قدیم ہے اور وہ ساتوں صفتیں حادث ہیں پندرھویں ادھیا میں حدوث و قدوم کی تعریف کیجائیگی برہم باہمیہ درشن کی تصویر کو گیارھویں ادھیا کی منتر ۶ کے مقابل دیکھو۔

अपरेय मितस्त्वन्यां प्रकृतिं विद्धि मे पराम् ॥
जीवभूतां महाबाहो ययेदं धार्यते जगत् ॥५॥

ذات کی تعریف

(۵) اے ارجن یہ تو ادنیٰ قوت تھی اس کے علاوہ میری ایک اور اعلیٰ قوت ہے جو کہ مادّہ حیات ہے اور جس سے اِس عالم کا قیام ہے۔

جان ہے قوت نویں جس سے ہی عالم کا قیام ‍ ‍ ‍ اِک مسبب اور سبب ہیں آٹھ سُن اے نیکنام

ذات صفات ہشتگانہ سے برتر اور نویں ہستی ہے اور اُن کے قیام کا باعث ہے وہی کُل جانداروں کی جان اور کل عالم کے ظہور کا سبب ہے اسی کیواسطے پندرہویں ادھیا میں لفظ پرشوتم استعمال کیا گیا ہے جیو کے معنی اس منتر میں ہستی محدود کے نہیں ہیں جو عوام نے فرض کئے ہیں۔

एतद्योनीनि भूतानि सर्वाणीत्युप धारय ॥
अहंकृत्स्नस्य जगतः प्रभवः प्रलयस्तथा ॥ ६॥

ذات خالق عالم ہے

(۶) تو سمجھ لے کہ تمام مخلوقات اِسی سے پیدا ہوتی ہے میں کُل عالم کی پیدایش اور فنا کا مخزن ہوں۔

اِن سے پیدایش تمام عالم کی ارجن جان لے ‍ ‍ ‍ آفرینش اور فنا کا میں ہون مخزن مان لے

کل جاندار مثل حباب کے بحر ذات سے برآمد ہوکر پھر اُسی میں محو ہو جاتے ہیں یعنی صفات کے امتزاج پانے سے اُن کے مادی اجسام پیدا ہوتے ہیں۔ اور ذات کے محیط ہونے کے باعث وہ حرکت کر سکتے ہیں۔

मत्तः परतरं किंचिन्नान्य दस्ति धनंजय ॥
मयि सर्वमिदं प्रोतं सूत्रे मणिगणा इव ॥७॥

ذات سب سے اعلیٰ اور سب میں موجود ہے

(۷) اے ارجن مجھ سے برتر کوئی شے نہیں ہے اور یہ کل عالم مجھ میں اس طرح پرو یا ہوا ہے جس طرح لڑی میں موتی۔

جیسے موتی کی لڑی میں تار ہے اِک درمیاں ‍ ‍ ‍ سارے عالم میں ہوں ساری طرح اور ہوں نہاں

اجسام بمنزلہ موتی کے ہیں اور ذات اُن سب میں لڑی کے مانند موجود ہے ہر انسان کو اسکی تلاش اپنے بطون میں واجب ہے (دیکھو نقشہ نمبر ۳ ششمار یا نظام شمسی)

रसो ऽहमप्सु कौंतेय प्रभास्मि शशि सूर्ययोः॥
प्रणवः सर्व वेदेषु शब्दः खे पौरुषं नृषु ॥८॥

ذات کے لطیف ظہور

(۸) اے پسر کُنتی میں پانی میں ذائقہ ہوں چاند اور سورج میں روشنی ہوں سب ویدوں میں اونکار ہوں۔ آکاش میں شبد ہوں اور انسانوں میں مردانگی

آب میں ہوں ذائقہ اور مہر و مہ میں روشنی ‍ ‍ ‍ وید میں پرنو خلے میں صوت انساں میں تری

पुण्यो गंधः पृथिव्यां च तेजश्चास्मि विभावसौ।
जीवनं सर्व भूतेषु तपश्चास्मि तपस्विषु ॥९॥

ذات کے لطیف ظہور

(۹) خاک میں خوشبو ہوں آگ میں حرارت ہوں سب جانداروں میں مادہ حیات ہوں اور مرتاضوں میں ریاضت۔

خاک میں خوشبو عیاں آتش میں ہوں سوزِ نہاں ‍ ‍ ‍ شغل ہوں میں شاغلوں میں اور جانداروں میں جان

बीजं मां सर्व भूतानां विद्धि पार्थ सनातनम् ॥
बुद्धिर्बुद्धि मतामस्मि तेज स्तेज स्विना महम्॥१०॥

ذات یعنی جان قدیمی تخم ہے

(۱۰) اے ارجن تو مجھے کل مخلوقات کا لازوال تخم سمجھ میں عاقلوں میں عقل ہوں اور صاحب جلال میں جلال۔

ساری مخلوقات کا ہوں میں ہی تخم بے زوال ‍ ‍ ‍ عاقلوں میں عقل ہوں صاحب جلالوں میں جلال

बलं बलवतां चाहं काम राग विवर्जितम् ॥
धर्मा ऽविरुद्धो भूतेषु कामो ऽस्मि भरतर्षभ ॥११॥

جان کی قوتوں کی تعریف

(۱۱) اے ارجن میں طاقتوروں میں وہ طاقت ہوں جو خواہش اور شوق سے بری ہے اور انسانوں میں وہ خواہش ہوں جو آئین راستی کے مطابق ہے

اہل طاقت میں ہوں طاقت شوق و خواہش سے بری ‍ ‍ ‍ اور انسانوں میں خواہش ہوں بنا بر راستی

ये चैव सात्त्विका भावा राजसास्तामसाश्चये ॥
मत्त एवेति तान्विद्धि नत्वहं तेषु ते मयि ॥१२॥

سہ گانگی عالم میں جان سے ظہور پاتی ہیں مگر جان اُن سے برتر اور پاک ہے

(۱۲) جتنے ستوگنی رجوگنی اور تموگنی خواص ہیں اُن کا (قیام

میرے سبب سے سمجھ لے میں اُن میں (مقیم) نہیں ہوں بلکہ وہ مجھ میں مقیم ہیں۔

میرے باعث بود وایجاد وفنا کا ہے نظام
ہیں مقیم اُن میں نہیں پر مجھ میں ہے اُن کا قیام

ستوگن، رجوگن اور تموگن کو طاقت قیام وایجاد وفنا کہنا چاہیے اِن تینوں صفات کا ظہور ذات سے ہوتا ہے جو باوجود اُن کو ظہور دینے کے اُن سے علیحدہ اور برتر رہتی ہے۔

त्रिभिर्गुणमयैर्भावैरेभिः सर्वमिदं जगत्।
मोहितं नाभिजानाति मामेभ्यः परमव्ययम्॥१३॥

انسان صفت سہ گانہ سے محجوب ہو کر جان کو لازوال نہیں جانتا۔

(۱۳) یہ کل عالم اِن تینوں صفاتی خواص کے سبب سے غافل ہو کر مجھ لازوال کو جو اُن سے برتر ہے نہیں جانتا۔

غفلت موجب ہیں کل عالم میں یہ تینوں صفات
لازوال اور اُن سے بالاتر ہے ارجن میری ذات

صفت سہ گانہ کا پردہ حائل ہونے کی وجہ سے انسان ذات کی حقیقت سے بےخبر ہو جاتا ہے

दैवी ह्येषा गुणमयी मम माया दुरत्यया।
मामेव ये प्रपद्यंते मायामेतां तरंति ते॥१४॥

جو جان کو پاتا ہے وہ سہ گانہ صفت سے آزاد ہوتا ہے

(۱۴) میرے اس عجیب صفاتی طلسم سے عبور کرنا مشکل ہے جو مجھ کو پاتے ہیں وہ اس طلسم پر عبور حاصل کرتے ہیں۔

میرے اس بحر طلسمات صفاتی پر عبور
اُن کو حاصل ہو جو پاتے ہیں مجھے عین سرور

عارف صفت سہ گانہ کی طلسم سے آگاہ ہو کر اور آپ ذات نامتناہی میں مسرور رہتے ہیں اور دام غفلت سے کلیتاً برئیت حاصل کرتے ہیں۔

न मां दुष्कृतिनो मूढाः प्रपद्यंते नराधमाः॥
माययापहृतज्ञाना आसुरं भावमाश्रिताः॥१५॥

جو گرفتار طلسم ہو جاتے ہیں وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے

(۱۵) ادنیٰ درجہ کے انسان جو بداعمال اور کم عقل ہیں اور جن کا علم خود شناسی صفاتی طلسم کی وجہ سے جاتا رہا ہے اور جو شیطانی

خاصیت رکھتے ہیں وہ مجھے نہیں پاتے۔

رات دن جو لوگ دلدادہ ہیں محسوسات کے
جہل کے زندان میں رہتے ہیں نہیں پاتے مجھے

جہلا طلسمی دائرہ میں گرفتار ہو کر عالم علوی کی سیر سے بےنصیب رہتے ہیں۔

चतुर्विधा भजंते मां जनाः सुकृतिनोऽर्जुन॥
आर्तो जिज्ञासुरर्थार्थी ज्ञानी च भरतर्षभ॥१६॥

طالبوں کی اقسام

(۱۶) اے ارجن مجھے چار قسم کے نیک انسان یاد کرتے ہیں مصیبت زدہ طلبگار عقبیٰ الغرض مند اور عارف۔

یاد کرتے ہیں مجھے یہ چار بہر عافیت
غم رسیدہ طالب دنیا و دیں و معرفت

तेषां ज्ञानी नित्ययुक्त एकभक्तिर्विशिष्यते॥
प्रियो हि ज्ञानिनोऽत्यर्थमहं स च मम प्रियः॥१७॥

سب طالبوں میں عارف افضل ہے

(۱۷) عارف ذات میں ہمیشہ وصل رہتا ہے اور عشق حقیقی رکھتا ہے اس لئے اُن سب میں افضل ہے میں عارف کو ازحد عزیز ہوں اور وہ مجھے عزیز ہے

عاشق صادق مرا جو مجھ میں واصل ہو گیا
اس کا میں پیارا ہوں ارجن اور وہ پیارا ہے مرا

عارف ذات کو اپنی ہستی جان کر جان جاناں ہو جاتا ہے دیگر طالبان حق کی نظر میں دوئی قائم رہتی ہے اس لئے وہ کمال کا درجہ حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔

उदाराः सर्व एवैते ज्ञानी त्वात्मैव मे मतम्॥
आस्थितः स हि युक्तात्मा मामेवानुत्तमां गतिम्॥१८॥

عارف ذات سے جدا نہیں ہوتا۔

(۱۸) یہ سب اچھے ہیں لیکن عارف کو تو میں اپنی جان ہی مانتا ہوں کیونکہ وہ صاحب دل میرے اعلیٰ مقام پر پہونچا ہے۔

سب ہیں اچھے ہے وسے عارف مری روح رواں
مجھ میں ملکر وہ مجھے پاتا ہے بے نام ونشاں

عارف کو دیگر طالبان حق پر علم ذات سے واقفیت ہونے کے باعث فضیلت ہے۔

बहूनां जन्म नामंते ज्ञान वान्मां प्रपद्यते ॥
वासुदेवः सर्वमिति स महात्मा सुदुर्लभः॥१९॥

ایسا عارف جو واصل ذات ہوتا ہے بہت سی پشتوں کے بعد پیدا ہوتا ہے

(۱۹) عارف بہت نسلوں کے بعد کُل عالم کو ذات (تسلیم کر کے) مجھ میں وصل ہوجاتا ہے اور ایسا مقدس انسان نادر الوجود ہوا کرتا ہے۔

ہے موحد طالبانِ ذات کا اعلیٰ شہود — سینکڑوں پشتوں میں ہوتا ہے کہیں ایسا وجود

ہزاروں انسانوں میں سے کوئی ایسا پیدا ہوتا ہے جو علم ذات کے وسیلہ سے نروان یعنی وصال ذات حاصل کرتا ہے۔

कर्मैस्तै स्तैर्हृत ज्ञानाः प्रपद्यंते ऽन्यदेवता ॥
तंतं नियम मास्थाय प्रकृत्या नियताःस्वया॥२०॥

جہل کے سبب پرستش صفات کی ہوتی ہے

(۲۰) جاہل خاصۂ طبعی سے مجبور ہوتے ہیں اس لئے وہ طرح طرح کے عقیدوں کے پابند ہوکر انواع انواع کے اغراض سے مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔

جاہل اپنے جہل سے ہوتا ہے پابندِ رجا — ملتیں ہیں بیشمار اور دیوتا بے انتہا

جو لوگ علم ذات سے بیخبر اور ناواقف ہیں وہ صفات کو اپنا معبود قرار دیکر اسی کی پرستش کرتے ہیں۔

योयो यांयां तनुं भक्तः श्रद्धयार्चि तुमिच्छति ॥
तस्य तस्या चलां श्रद्धां तामेव विद धान्यहम्॥२१

جس کی جیسی طلب ہوتی ہے اسی کے موافق ذات مطلوب بن جاتی ہے

(۲۱) جو عقیدت مند اعتقاد کے ساتھ جس شہود کی پرستش کرنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے اسی عقیدہ کو میں مستحکام دیتا ہوں۔

پوجتا ہے جس عقیدے سے مجھے جو آدمی
اس کی نیت کے ثمر کو بخشتا ہوں پختگی،

انسان اپنی سمجھ کے موافق جو عقیدہ رکھتا ہے اس کا وہی عقیدہ مستحکم ہوجاتا ہے۔

स तया श्रद्धया युक्तस्त स्याराधन मीहते।
लभते च ततः कामान्मयैव विहितान्हितान ॥२२॥

مطلوب غرضی مخلوق ہوتا ہے پس خالق نہیں ہوسکتا

(۲۲) وہ شخص اپنے عقیدہ کے موافق اوّل اس شہود کی پرستش کرتا ہے بعد ازاں میرے پیدا کئے ہوئے بہترین مطالب کو حاصل کرتا ہے۔

میرے جس مظہر پہ ٹھیراتے ہیں انساں اعتقاد — اپنے اس مظہر سے بر لاتا ہوں میں اُنکی مراد

صفات پرستی سے دنیوی اغراض حاصل ہوتے ہیں لیکن حقیقت کے نجاننے کی وجہ سے شکوک اور بے اطمینانی رفع نہیں ہوتے علم ذات کا حاصل کرنا انسان کا فرض ہے صفات پرست اس کو پورا نہیں کرتے ہیں اور جہل میں گرفتار رہتے ہیں۔

अंतवत्तु फलं तेषां तद्भवत्यल्पमेधसाम्।
देवान्देवयजो यांति मद्भक्तायांति मामपि॥२३॥

فرضی مطلوب ہیچ ہے طالب ذات ذات میں وصل ہوجاتے ہیں

(۲۳) ان کم عقلوں کا وہ ثمرہ ختم ہونیوالا ہے صفات پرست صفات کو پاتے ہیں میرے طالب مجھکو۔

ہیچ ہے ایسی پرستش کا صلہ انجام کار — میرے طالب مجکو پاکر ہوگئے ہیں رستگار

انسان کا علم صفات کی جس منزل تک پہونچتا ہے اس میں ٹھیر جاتا ہے۔ عارف کا علم صفات کے دائرہ سے بلند ہوجاتا ہے پس وہ ذات میں وصل ہوتا ہے۔

अव्यक्तं व्यक्तिमापन्नं मन्यंते मामबुद्धयः।
परंभावमजानंतो ममाव्य यमनुत्तमम् ॥२४

جہلا جان کو ہستی قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ ہستی اور نیستی سے برتر ہے

(۲۴) کم عقل انسان میری بے زوال اور اعلیٰ سے اعلیٰ حقیقت سے ناواقف ہونے کی باعث اگرچہ میں ظہور سے برتر ہوں مجھکو ظاہر خیال کرتے ہیں۔

نیستی ہستی کے جھگڑے سے بری ہے میری ذات		فاش نادانی ہے مجکو مان لینا کائنات

ذات ظہور سے برتر اور بے نشان ہے صفات کے نام اور نشان ظاہر ہیں کم فہم ذات اور صفات میں تمیز نہیں کر سکتے اس لئے وہ صفت کو جو عقل و حواس سے مدرک ہوتی ہے ذات سمجھتے ہیں صفات پرستی دنیا میں علم ذات سے ناواقفیت کی وجہ سے جاری ہوئی ہے۔

नाहं प्रकाशः सर्वस्य योगमाया समावृतः।
मूढोऽयं नाभिजानाति लोको मामजमव्ययम्॥२५॥

صفات کے حجاب سے وہ مدرک نہیں ہوسکتی ہے	(۲۵) میں صفات کے پردے میں چھپے ہونے کے باعث سب پر آشکارا نہیں ہوں۔ یہ عالم غفلت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے میری ذات کو جو پیدائش و فنا سے برتر ہے۔ نہیں جانتا۔

آفرینش اور فنا سے میں ہمیشہ ہوں بری		ذات کو محجوب کرتی ہیں صفات ظاہری

جو لوگ پندار خودی کے وجود کو صحیح مان کر محسوسات کی طرف بدل مصروف ہو جاتے ہیں وہ علم ذات سے بے نصیب رہتے ہیں۔ البتہ جو پندار خودی کی ہستی کو موہوم جان لیتے ہیں اُن کو ادراک ذات کا سرور حاصل ہوتا ہے۔

شعر حافظ

تو خود حجاب خودی حافظ از میا برخیز		میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست

वेदाहं समतीतानि वर्त्तमानानि चार्जुन।
भविष्याणि च भूतानि मां तु वेद न कश्चन॥२६॥

ذات ماضی و مستقبل و حال میں ایک کیفیت پر رہتی ہے	(۲۶) اے ارجن میں گذشتہ موجودہ اور آئندہ زمانہ کی مخلوقات کا علم رکھتا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی نہیں جانتا۔

سارے دنیا دار میری ذات سے ہیں بیخبر		حال ماضی اور مستقبل پہ ہے میری نظر

ذات لاتغیر محیط اور قدیم ہے اور مصدر علم سرمدی ہے اُس کا علم ماضی حال اور مستقبل تینوں

زمانوں پر حاوی ہے مگر انسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو محدود خیال کرتا ہے۔ دراصل ذات کل عالم کی ہستی کا سبب ہے۔

इच्छाद्वेषसमुत्थेन द्वंद्वमोहेन भारत॥
सर्वभूतानि संमोहं सर्गे यांति परंतप॥२७॥

شوق و نفرت کا تعلق انسان کو غفلت میں ڈال دیتا ہے	(۲۷) اے ارجن شوق اور نفرت سے نظر دوئی کے پیدا ہونے کے باعث دُنیا کی کل مخلوق غفلت میں پھنستی ہے۔

جس سے پڑجاتا ہے پردہ عقل پر انسان کی		شوق و نفرت کی نگہ میں ہے نہاں راز دوئی

شوق اور نفرت جہل کا سرچشمہ ہیں اس لئے اِن دونوں کے بند کرنے سے وہ علم ذات جو تینوں زمانوں پر حاوی ہے حاصل ہوتا ہے۔

येषांत्वंतगतं पापं जनानां पुण्य कर्मणाम्।
ते द्वंद्वमोह निर्मुक्ता भजंते मां दृढव्रताः॥२८॥

جنہوں نے نیکی و بدی سے نظر اُٹھائی وہ ہر طرف جلوہ دلدار دیکھتے ہیں۔	(۲۸) جن نیک افعال اور بااعتقاد انسانوں کے گنہ معدوم ہو جاتے ہیں وہ نظر دوئی کے نقص سے بری ہو کر مجھے یاد کرتے ہیں۔

سب طرف اُسکو نظر آتا ہے جلوہ ذات کا		جس کے لوحِ قلب سے نقش دورنگی مٹ گیا

जरामरण मोक्षाय मामाश्रित्य यतंतिये।
ते ब्रह्म तद्विदुः कृत्स्न मध्यात्मं कर्म-चाखिलम्॥२९॥

جو طالب نجات کیواسطے علم حقیقت کی تلاش کرتے ہیں	(۲۹) جو لوگ ضعیفی اور موت سے نجات پانے کیلئے میرے ادراک کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ برہم[۱]۔ ادھیاتم[۲]۔ اور کرم[۳] کو تمام و کمال جان لیتے ہیں۔

وقت ترک جسم اُس کو موت سے خوف کیا		جس پہ سر جزو و کل اور فعل کا عقدہ کھلا

برھم ادھیاتم وغیرہ کی تصریح اگلی ادھیاکے ۳ و ۴ منتر میں کیجاویگی لہذا اُنکے معنی کے اس موقع پر درج کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔

साधिभूताधिदैवं मां साधियज्ञं च ये विदुः।
प्रयाणकालेऽपि च मां ते विदुर्युक्तचेतसः ॥३०॥

(۳۰) جو شاغل ادھی بھوت- ادھی دیو- اور ادھی یگ سے واقف ہوجاتے ہیں وہ مرنیکے وقت بھی میرے ادراک سے بہرہ ور ہوتے ہیں	وہ ان چھ قوتوں کی کیفیت دریافت کرلیتے ہیں
اور ان دونوں کا شاہد ہے مرا علم وسرور	یاد رکھ مجھ سے ہر فانی اور باقی کا ظہور

جو انسان وفات سے پیشتر ذات کی حقیقت کو دریافت کرلیتا ہے دم واپسیں تک اُس کا دل علم ذات سے معمور ہوتا ہے۔

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे विज्ञानयो-
गोनाम सप्तमोऽध्यायः ॥७॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی وگیان یوگ نام
ساتویں ادھیا ختم ہوئی

خلاصہ و تشریح ادھیائے ہفتم

تیسری ادھیا سے چھٹی ادھیا تک ادراک ذات کی طریقت بیان کی گئی ہے اور اس کیواسطے لفظ یگ

یعنی ریاض استعمال کیا گیا ہے۔ ساتویں ادھیا میں جو علم اشراق درج ہے وہ اُس ریاض کا حاصل ہے جو شخص ریاض یعنی عمل کی منزل کو طے کرکے اشراق کے درجہ پر پہنچتا ہے وہ پرکرتی کے سات طبقوں کی سیر بطون میں کرتا ہے۔ اس ادھیا کا لب لباب اُس کے منتر ۴ میں درج ہے اُس میں آٹھ اپرا پرکرتیاں یعنی اجزائے عالم بیان کئے گئے ہیں اور نویں پراپرکرتی مادۂ حیات ہے اس منتر کے معنی گیارہویں ادھیا کے اوّل نقشہ سے کھلتے ہیں اس لئے سمجھنے کیواسطے اُس کا مطالعہ ضروری ہے۔

مقولہ کبیر صاحب

سات دہات برنن کئے گیتا میں بھگوان		چیتن کو اشٹم کہا یہی بات پرمان	

اہنکار کارن یعنی مبداء عالم ہے پرکرتیاں اُس میں محدود ہیں عوام لفظ اہنکار کو غرور کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اُس کے لغوی معنی تسلیم جزویت یا انانیت کے ہیں نظر کلیت میں اہنکار کارن ہے منجملہ سات پرکرتیوں کے مَن اور بدھی سوکشم یعنی لطیف ہیں کہ وہ کسی حس کے ذریعہ سے مدرک نہیں ہوسکتیں بعض کلمات عارفان میں چار انتہ کرن- من- بدھ- چت- اہنکار یعنی قوت مدرکہ- ممیزہ- متخیلہ- اور حافظہ بیان کئے گئے ہیں۔ اور فلسفہ سانکھ نے من اور چت کو جو بمنزلۂ عکس اور معکوس کے ہیں بجائے دو پرکرتیوں کے ایک ہی مانا ہے اور اُس کے لئے صرف لفظ من استعمال کیا ہے باقی پانچ پرکرتیاں- آکاش- پون- اگنی- جل- اور پرتھوی ہیں جن کو استھول یعنی عناصر کثیف کہتے ہیں۔

قدرت نے کارن سے سوکشم اور سوکشم سے استھول ہوکر غیب سے ظہور کی طرف نزول کیا ہے اور رنگارنگ کے اشیا پیدا کی ہیں جیسے کہ پانی حرارت طبعی کے کم ہوجانے سے منجمد ہوکر مختلف اشکال برف اور اولہ کے اختیار کرتا ہے۔

پانچ مہابھوت یعنی عناصر بسیط — پانچ گُن یعنی خاصیت عنصری — پانچ گیان اندری یعنی حواس علمی
پانچ کرم اندری یعنی قوت افعالی — پانچ پران یعنی انفاس — ان پچیس کا نام پرپنچ ہے
ان کی تفصیل ذیل کے نقشہ میں سہولیت کے لئے درج کیجاتی ہے۔

عنصر	خاصیت عنصر	حواسں	قوت افعالی	پران
آکاشں	شبد	کان	ہاتھ	سمان
وایو	سپرسشں	پوست	پانوں	پران
اگنی	روپ	آنکھ	منہ	اپان
جل	رس	جیب	مقام بول	ویان
پرتھوی	گندہ	ناک	مقام براز	اودان

مندرجہ بالا سات پرکرتیاں عالم میں بصورت کلُ اور ہر انسان میں بصورت جزو موجود ہیں کلُ کا نام تت پدیا ایشر ہے اور جزو کا نام تم پدیا جیو ہے اِنہیں کے امتزاج سے کلُ اشکال نمود پاکر پھر کسی وقت اپنے اصلی خزانہ میں ملجاتی ہیں۔

عِلم جزویت کلُ پر حاوی نہیں ہوسکتا۔ اور واقعات کو ظاہر نہیں کرسکتا علم کلیت بطون میں مشاہدہ کیاجاتا ہے اور وہ راست ہے جب انسان کی تسلیم جزویت تسلیم کلیّت میں مبّدل ہوجاتی ہے تب وہ اِس امتزاج کی حقیقت کو جان کر قرار واطمینان پاتا ہے۔

مقولہ کبیر صاحب

پانچ پون کا کھیل ہے جتنا ہے برہمنڈ	جیسے برتیں انڈ میں تیسے برتیں پنڈ

چونکہ پران اِن کے مخزن مانے گئے ہیں اُن کی مجمل کیفیت ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

سمان[۱] وایو جزو اور کلُ میں بصورت خلا ایک حالت پر قایم ہے اور ذیل کی چار وایو کا مبدا ہے

پران[۲] وایو عالم میں بصورت ہوا محیط ہے اور انسان کے جسم میں بصورت نفس کے جو باہر سے اندر کی طرف جاتا ہے موجود ہے اُس کا مرکز دل ہے۔

اپان[۳] وایو عالم میں بصورت حرارت اور جسم انسانی میں بشکل حرارت عزیزی موجود ہے اِس کا فعل پمپ کے مانند اندر آنیوالے پران وایو کو باہر کی طرف لوٹا دیتا ہے پتہ اِس کا مرکز ہے۔

دیان[۴] وایو عالم میں بصورت مادّہ باردہ اور جسم انسانی میں بصورت برودت موجود ہے اِس کا فعل غذا

کو اعضاء میں پہنچانا اور جسم کو بالیدگی دینا ہے اِس کا مرکز پھیپھڑہ ہے۔

اودان[۵] وایو عالم میں بصورت زمین اور جسم انسان میں بصورت ذرّات خاکی موجود ہے اِس کا فعل اعضائے بیرونی کو حرکت دینا ہے جگر اِس کا مرکز ہے پران کا اودان سے اور اپان کا ویان سے تعلق ہے پران جو محیط اور ساکن ہے اودانکی مدد سے اندر کی طرف کھینچتی ہے۔ ویان اپان کے وسیلہ سے تمام اعضاء اور رگوں میں گردش کرتی ہے۔

اِن کے علاوہ پانچ اُپ پران یعنی مزید پران بھی مانے گئے ہیں۔ ناگ[۱] جو ڈکار کے آنیکا سبب ہے کورم[۲] جس کی وجہ سے پلک کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ کریکل[۳] جس سے بھوک پیدا ہوتی ہے۔ دیودت[۴] جس کے سبب جبھائی آتی ہے۔ دھننج[۵] جو بعد از مرگ جسم کو پھلا دیتا ہے۔

عارفان زمانۂ گذشتہ ایسے بہت سے عقدوں کو حل کرچکے ہیں جن کا علم اب باقی نہیں رہا ہے جس قدر تحقیقات اُس زمانہ میں ستاروں کی گردش کے بارہ میں بذریعہ علم سینہ ہوچکی ہیں اُس کا صحیح ہونا تو چاند اور سورج کے وقت معینہ پر ظاہر ہونے سے اور نیز غروب وطلوع دیگر ستارگان سے ثابت ہے اونہیں عارفوں نے علم ہندسہ سے چوراسی لاکھ یونی کا عالم میں ہونا بیان کیا ہے جس کی روایت آج تک ہند میں مشہور چلی آتی ہے اِس کیواسطے کوئی کافی دلیل ہونی ضروری ہے ہرچند علماء سنسکرت سے دریافت کیا گیا جواب شافی نہ ملا۔ اُپنشد و دیگر کلمات عارفان سے جو کچھ حل ہوسکا ذیل میں درج ہے۔

تین گن اور سات پرکرتیوں کو باہم ضرب دینے سے اکیس کا عدد پیدا ہوا ہے۔ چونکہ مخلوقات عالم چار قسم کے ہیں جیرج[۱] جس میں انسان اور چارپایہ شامل ہیں انڈج[۲] یعنی وہ جاندار جو انڈے سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً پرند۔ سویدج[۳] جو بدن کے میل سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً جوں وغیرہ۔ اودبج[۴] یعنی حشرات الارض اکیس کو ۴ میں ضرب دیکر چوراسی کا عدد بنایا گیا ہے اُس زمانہ میں رواج تھا کہ جنین یعنی متحرک کو عدد اور جڈہ یعنی غیر متحرک کو صفر سے تعبیر کیا کرتے تھے اور پانچ عنصر جڈہ مانے گئے تھے لہذا پانچ صفر کو چوراسی کے عدد پر بڑھانے سے ۸۴۰۰۰۰۰ کا عدد پیدا ہوا۔

انسان بوجہ نادانی اپنی ہستی کو جسم میں محدود خیال کرتا ہے اور جسمانی افعال کا اپنے آپ کو فاعل مانتا ہے دراصل وہی سات پرکرتیاں بصورت کُل عالم میں اور بصورت جزو ہر انسان میں اپنا فعل کرتی ہیں جزو اور کل کے درمیان تعلق موجود ہے اور اسی کے سبب سے حیات جاندران ہے چنانچہ جب کبھی باہر کی ہوا کا اندر جانا مسدود ہوتا ہے زندگی کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔

جبتک حس اور محسوس کے درمیان کوئی تعلق مانا نہ جاوے دیکھنا سُننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعل نہیں ہوسکتے انہیں سات پرکرتیوں کو کاملوں نے وید میں دیوتا یعنی کار پرداز عالم کہا ہے اور مختلف ملکوں کی زبانوں میں مختلف طور پر موسوم کیا ہے ساتویں ادھیا میں جو قانون قدرت مختصر طور پر درج ہے اسکا نقشہ برائے ملاحظہ شائقین ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

نقشہ تقسیم اجزائے عالم

	پورش ۱		
۳ پرکرتی	ستوگن	رجوگن	تموگن

کارن	ابہو	چیتن	اِچھا	کامنا	تیج	شانتی	اِستتھی	۷ ہتت اہنکار
سوکشم	گیان	چت	شبد	سپرش	روپ	رس	گندہ	۷ ہرنیہ گربھ
استھول	بُدّھی	من	اکاس	پون	اگنی	جل	پرتھوی	۷ پرجاپت

اِسی تقسیم ہفتگانہ کے مطابق ذیل کے مختلف اسماء قرار دیے گئے ہیں۔ ۲۵

سات لوک	بہو	بھوہ	سوہ	مہا	جنا	تپ	ست
″ دیوتا	واسدیو	اندر	رُودر	مُرت	اَگنی	درُون	کبیر
″ طبقہ زمین	اَتل	تبل	سوتل	تلاتل	رساتل	مہاتل	پاتال
″ سمندر	دودھ	دہی	گھی	شہد	شراب	آب شیریں	آب تلخ
″ مادہ جسمانی	نطفہ	ہڈی	گوشت	چربی	خون	پسینہ	پیشاب
″ سُر	سُر	رکھب	گندھار	مدہم	پنچم	دھیوت	نکھاد
″ یوم	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
″ ستارہ فلک	زحل	مشتری	مرّیخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر

اہل اسلام نے ہفت طبقہ زمین اور نُہ فلک مانے ہیں حضرت شمس تبریزنے فرمایا ہے۔

از ہفت مادر زادہ ام از نہ فلک افتادہ ام	از شش جہت آزادہ ام من عاشق دیرینہ ام

اِس موقع پر سات پرکرتیوں میں اہنکار اور پورش کو شامل کرکے ۹ فلک کہے گئے ہیں۔ اختلاف لفظی ہے نہ کہ معنوی جتنے سہ گانہ الفاظ مثل برہما۔ وشن۔ مہیش۔ سُرگ۔ انترکش۔ نرک۔ گیاتا گیان گیہ کرتا۔ کرم۔ کاریہ عشق۔ عاشق۔ معشوق وغیرہ استعمال میں آتے ہیں وہ دراصل ستوگن۔ رجوگن۔ اور تموگن کے مختلف اسماء ہیں۔

پورش[۱]۔ پرکرتی[۳]۔ مہتت[۷]۔ ہرنیہ گربھ[۷]۔ پرجاپت[۷] وغیرہ الفاظ اوپنشدوں پُرانوں اور دیگر کتب اہل ہنود میں جابجا آئے ہیں۔ اور یہ سب اُن اجزاء میں شامل ہیں جو نقشہ بالا میں دکھائے گئے۔ پورش وہ ذات نامتناہی ہے جس کو دیگر اقوام نے برتر از صفات ووہم وخیال اور وحدہٗ لاشریک کہا ہے۔ اور جسکی حقیقت اہل ہند نے اکھنڈ۔ ابناشی۔ نرنجن۔ نراکار۔ اَچیت۔ اکریہ۔ نروکار وغیرہ منفی الفاظ سے ظاہر کی ہے۔ پرکرتی سے صفت سہ گانہ مراد ہے۔ مہتت کارن کے درجہ کی سات قوتوں کا نام ہے۔ لفظ ہرنیہ گربھ سات سوکشم اور پرجاپت استھول طاقتوں کے معنی رکھتا ہے۔

آٹھویں ادھیا مہا پورش یوگ

अर्जुन उवाच

किं तद्ब्रह्म किमध्यात्मं किं कर्म पुरुषोत्तम।
अधिभूतं च किं प्रोक्तमधिदैवं किमुच्यते॥१॥

ارجن نے سوال کیا

برہم ادھیاتم کرم ادہی بھوت اور ادہی دیو کے کیا معنی ہیں	(۱) اے پرشوتم برہم کیا ہے۔ ادھیاتم کیا اور کرم کیا ادہی بھوت کس کو کہا ہے اور ادہی دیو کسے کہتے ہیں۔

کس کو کہتے ہیں جزو وکل فعل سے ہے کیا مراد		فانی و باقی کے کیا معنی ہیں اے عالی نژاد

अधियज्ञः कथं कोऽत्र देहेऽस्मिन्मधुसूदन।
प्रयाण काले च कथं ज्ञेयोऽसि नियतात्मभिः॥२॥

ادہی یگ کی کیا تعریف ہے آخری وقت کیا کرنا چاہیئے	(۲) اے مدھوسودن اس جسم میں ادہی یگ کون ہے اور کیسا ہے آخری وقت خود شناش کو آپ کا تصور کیونکر کرنا چاہیئے۔

جسم انسان میں محرک کون ہے سمجھایئے		شاغلوں کو نزع میں کس کا تصور چاہیئے

کرشن بھگوان نے ساتویں ادھیا کے انجام میں برہم ادھیاتم وغیرہ الفاظ بیان کئے ہیں۔ ارجن اس ادھیا میں ان کے معنی دریافت کرتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

अक्षरं ब्रह्म परमं स्वभावोऽध्यात्ममुच्यते।
भूतभावोद्भवकरो विसर्गः कर्मसंज्ञितः॥३॥

شری بھگوان نے فرمایا

برہم ادھیاتم اور کرم کی تعریف	(۳) ذات لازوال و برتر کو برہم اور انسان کو ادھیاتم کہتے ہیں

کرم اس جلوے کا نام ہے جو عالم کی پیدائش اور قیام کا سبب ہے۔

زندگی ہے پاک جلوہ غیر فانی ذات کا		فعل کی اشکال ہیں پیدائش و بود و فنا

ذات و صفات کے مجموعہ کا نام برہم ہے یعنی وہ دونوں مثل عکس و معکوس کے ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور بحالت مجموعی برہم کہلاتے ہیں ادھیاتم سے انسان اور دیگر حیوانات مراد ہیں جن کے واسطے عوام لفظ جیو استعمال کرتے ہیں یہ لفظ ساتویں ادھیا کے چوتھے منتر اور پندرھویں ادھیا کے آٹھویں منتر کے سوائے بھگوت گیتا میں اور کہیں نہیں آیا ہے۔ اور ان دونوں موقعوں پر اس کے معنی جان کے ہیں۔ کرم فعل قدرت ہے جس کے وسیلہ سے موجودات ظہور پاتی ہے۔ تیسری ادھیا کے پندرھویں منتر میں اسی کو بہ الفاظ دیگر برہم یگیہ کہا ہے۔

अधिभूतं क्षरो भावः पुरुषश्चाधिदैवतम्।
अधियज्ञोऽहमेवात्र देहे देहभृतां वर॥४॥

ادہی بھوت ادہی دیو اور ادہی یگ کی تعریف	(۴) ادہی بھوت جڑھ یعنی جسم فانی ہے اور ادہی دیو جان یعنی چیتن ہے اے نیک مرد اس جسم میں ادہی یگ میں ہوں۔

میری قدرت کا کرشمہ ہے یہ انسانی وجود		جسکے سب فعلوں کا میں شاہد ہوں برتر از شہود

ادہی بھوت صفات کو کہتے ہیں جس میں کل اجسام مادی شامل ہیں۔ ادہی دیو جان یعنی ذات واحد ہے جس کی وجہ سے کل اجسام زندہ کہلاتے ہیں۔ ادہی یگ کا درجہ سب سے بلند ہے اور اس سے وہ ہستی بحت مراد ہے جس کو باقی و فانی سے اعلیٰ اور قیاس و فکر سے برتر کہنا چاہیئے اوس کا ادراک حواس اور عقل کے وسیلہ سے ممکن نہیں البتہ ان اشغال کے وسیلہ سے جن کے طریقے پانچویں اور چھٹی ادھیا میں اور نیز اس ادھیا کے ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ منتر میں درج ہے اس کی حقیقت بطون میں دریافت ہوسکتی ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ مقام کرشن بھگوان کا ہے۔ اور اسی کو ساتویں ادھیا کے پانچویں منتر میں عالم کی قائم رکھنے والی نویں قوت کہا ہے چونکہ ان الفاظ کے معنی دقیق ہیں ان کی تشریح ذیل میں مکرر کی جاتی ہے۔

آدھی یگ وہ ہستی بے نام و نشاں ہے جہاں پر فہم کو رسائی نہیں اور جس کی حقیقت حیطۂ ادراک میں نہیں آسکتی برہم میں ادہی دیوا اور ادہی بہوت بصورت کلیّت شامل ہیں ادہیاتم ادہی دیوا اور ادہی بہوت کے جزو سے بنتا ہے ادہی دیو سے چیتن مراد ہے جس کو غیر مادّی کہتے ہیں ادہی بہوت کے معنی جڈھ یعنی مادی اشیاء ہیں کرم اجسام مادّی میں تغیر و تبدل پیدا کرنیوالی قوت کا نام ہی۔

अन्तकाले च मामेव स्मरन्मुक्त्वा कलेवरम् ॥
यः प्रयाति स मद्भावं याति नास्त्यत्र संशयः ॥ ५ ॥

اخیر وقت ادہی یگ کا تصور کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے۔

(۵) جو شخص آخری وقت میرا تصور کرتے ہوئے کالبد عنصری کو چھوڑتا ہے وہ مجھہ میں وصل ہوتا ہے اِس میں شبہ نہیں ہے

وقتِ رحلت یاد میں میری جھکا تا ہے جو سر
مجھ میں بیشک وصل ہوتا ہے وہ قالب چھوڑکر

انسان کے دل کی سب سے اعلیٰ کیفیت کا نام جیون مکت ہے۔ وہ ایک حالت علم و سرور کی ہے جس کے پیدا ہونے پر انسان خوف مرگ سے آزاد ہوجاتا ہے اور جس کے مرتے دم تک قایم رہنے سے وہ وصالِ ذات حاصل کرتا ہے چونکہ اِس حالت کا مرتے وقت موجود ہونا پیشتر حاصل کئے بغیر ممکن نہیں اسلئے اس کا اپنے جسم کے ترک کرنیسے پیشتر حاصل کرلینا انسان کو واجب ہے۔

यं यं वापि स्मरन् भावं त्यजत्यंते कलेवरम् ॥
तं तमेवैति कौंतेय सदा तद्भाव भावितः ॥ ६ ॥

اِس وقت جس شے کا تصور کیا جاتا ہی انسان اُس میں وصل ہوتا ہے،

(۶) جو بشر آخری وقت جس شے کا خیال کرتے ہوئے جسم کو ترک کرتا ہے اَے ارجن ہمیشہ وہ اُس کا تصور کرنے کے سبب سے اُسی کو پاتا ہے۔

یہ سمجھہ لے آخری دم جس کا جیسا ہو خیال
اپنی نیّت کے مطابق اسمیں ہوتا ہے وصال

اِنسان کی قوتِ علمی جس شے کے تصور میں وقتِ وفات مصروف ہوتی ہے اُسی میں ملجاتی ہے جو لوگ برہم کے منازل کو طے کرکے ادہی یگ کے اعلیٰ درجہ پر پہنچتے ہیں وہ وصال حاصل کرتے ہیں مگر

جن کا علم برہم کے منازل میں محدود رہتا ہے وہ وصال سے محروم رہتے ہیں۔

तस्मात्सर्वेषु कालेषु मामनुस्मर युद्ध्य च ॥
मय्यर्पितमनोबुद्धिर्मामेवैष्यस्यसंशयः ॥ ७ ॥

پس ہر دم ادہی یگ کی تصور میں مصروف رہنا واجب ہی

(۷) لہذا جنگ کرتے ہوئے تو ہر دم میرا تصوّر کر۔ دل اور عقل کو مجھہ میں تفویض کرنے سے تو بیشک مجھے پائیگا۔

جنگ میں مشغول ہو اور مجھہ میں اپنا دل لگا
محو ہوکر مجھہ میں تو ہستی کو میری پائے گا

حیات بے ثبات ہے اور قابل اعتبار نہیں پس انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنے دِل کو مطلوب کے تصور میں ہر دم لگا رکھے اور اُس کے تصور کو مزاولت سے خاصۂ طبیعت بنالے دل اور عقل کے تفویض کرنے یعنی انانیت کو دل سے نکال دینے اور پھر اُس کی جگہ ہستی بحت کی تسلیم کو قایم کرنے سے پردہ پندار اُٹھہ جاتا ہے اور وصال کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

अभ्यासयोगयुक्तेन चेतसा नान्यगामिना ॥
परमं पुरुषं दिव्यं याति पार्थानुचिंतयन् ॥ ८ ॥

لیکن تصور شغل کے ذریعہ سے قایم ہوتا ہی

(۸) اے ارجنؔ دل کو شغل کی مدد سے یکسو کرکے اعلیٰ اور حیرت افزا ذات کا تصور کرنے سے وصال حاصل ہوتا ہے۔

شغل سے یکسو ہوا کرتا ہے اِنسان کا خیال
شغل کی برکت سے ذاتِ حق میں ہوتا ہی وصال

منتر ۷ اور ۸ میں وصال کا طریقہ مجمل طور پر بتایا گیا ہے ذیل کے منتر ۹ و ۱۰ میں اُس کی تشریح ہے

कविं पुराणमनुशासितारमणोरणीयांसमनुस्मरेद्यः ॥
सर्वस्य धातारमचिंत्यरूपमादित्यवर्णं तमसः परस्तात् ॥ ९ ॥
प्रयाणकाले मनसाऽचलेन भक्त्या युक्तो योगबलेन चैव ॥
भ्रुवोर्मध्ये प्राणमावेश्य सम्यक्स तं परं पुरुषमुपैति दिव्यम् ॥ १० ॥

پس جسم ترک کرنے کے وقت شغل کے وسیلے سے ادہی یگ کا تصور کرنا چاہئے

(۹ و ۱۰) جو آخری وقت شغل کی مزاولت کی قوت سے

ہوؤں کے درمیان نفس کو بخوبی روک کر علیم۔ قدیم۔ محرک۔ لطیف سے الطف عالم کے قایم رکھنے والے قیاس سے برتر مثل آفتاب کے جلال رکھنے والے اور تاریکی سے مبرا واجب الوجود کا تصور یکسو دل سے عشق کیساتھ کرتا ہے وہ اس کی اعلیٰ اور حیرت انگیز ہستی بحت کو پاتا ہے۔

ہے وہ الطف ہست مطلق مالک عیب و حضور
یاد کرتا ہے اسے جو کوئی وقت انتقال
ابروؤں کے وسط میں انفاس کو روکے ہوئے

جہل و تاریکی سے برتر عین علم و عین نور،
ہو کے جذب شوق سے روشن دل و ساکن خیال
بہرہ ور ہوتا ہے وہ کیف وصال ذات سے

اتھرون وید کے برہم ودیا و پنشد اور یوگ سکھا اپنشد میں یہ شغل درج ہے دونوں آنکھوں کی نظر کو ام الدماغ کی جانب الٹ کر ٹھہرانے سے اور نفس کو اس مقام پر روک کر اونکار کا دھیان کرنے سے قوت متخیلہ سکون پاتی ہے اور خیال کے ساکن ہوتے ہی شاغل کو ہستی بحت کا دیدار جس کی آٹھ صفتیں اس منتر میں بیان کی گئیں حاصل ہوتا ہے۔

यदक्षरं वेदविदो वदंति विशंति यद्यतयो वीत रागाः ॥
यदिच्छंतो ब्रह्मचर्यं चरंति तत्ते पदं संग्रहेण प्रवक्ष्ये ॥ ११ ॥

ذیل کے منتروں میں ادھی یگ اور برہم کا بیان درج ہے

(۱۱) جس کو عالمان وید لازوال بتاتے ہیں جس میں شاغل دل سے تعلقات کو ترک کر کے وصل ہوتے ہیں اور جس کے طالب برہم چرج اختیار کرتے ہیں وہ مقام میں تجھے مختصر الفاظ میں بتاتا ہوں۔

وید کے عالم بیان کرتے ہیں جس کو لازوال
جس کے طالب باندھ لیتے ہیں کمر تجرید پر

شاغلان بے تمنا جس میں پاتے ہیں وصال
ایسی ہستی کا سن اے ارجن بیان مختصر

ادھی یگ اور برہم کا بیان ذیل کے منتر بارہ سے شروع ہو گا اور منتر ۲۲ تک ختم ہو گا

सर्व द्वाराणि संयम्य मनो हृदि निरुद्ध्य च ॥
मूर्ध्न्याधायात्मनः प्राणमास्थितो योगधारणाम् ॥ १२ ॥
ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन् ॥

यः प्रयाति त्यजन्देहं स याति परमां गतिम् ॥ १३ ॥

ادھی یگ کے ادراک کرنے کا طریقہ،

(۱۲ و ۱۳) جو سب دروازوں کو بند کر کے دل کو قلب میں روک کر اور نفس کو ام الدماغ میں ٹھہرا کر یوگ کا شغل کرتے ہوئے اور اوم کا اسم اعظم کہتے ہوئے جسم کو ترک کر جاتا ہے وہ میری اعلیٰ منزل پر پہنچتا ہے۔

ظاہر و باطن میں دل کی خواہشوں کو روک کر
اسم اعظم اوم کا جو ذکر کرتا ہے مدام

شغل کی ترکیب سے دم کو چڑھا کر تا بہ سر
کوچ کر کے جسم سے پاتا ہے وہ اعلیٰ مقام

دیکھو نمبر ۱۴۔ برہم بدیا کی تصویر کو جس میں علمی اصول گایتری کے جسے ترکال سندھیا بھی کہتے ہیں مندرج ہیں پورانے مہرشیوں نے اس ریاضت کو کل ویدوں سے اختصار کے ساتھ اخذ کیا ہے اور برہمن کشتری اور ویش کے لئے اس ریاضت کا کرنا فرض بتایا ہے۔

اوم اسم اعظم مبدا اور انتہا کل کائنات کا ہے۔ اکار اوکار اور مکار تین حروف یعنی زبر پیش اور زیر کے ملنے سے اوم کا شبد بنتا ہے اور چوتھی ندائے غنہ ارد ماترا کہلاتی ہے جس میں تینوں حروف کے معنی محو ہو جاتے ہیں۔ پرماتما کے بہت سے نام ہیں مگر ان سب میں جزویت پرماتما کی پائی جاتی ہے۔ کلیت پرماتما کی اسی اوم شبد میں ثابت کیگئی ہے اسی وجہ سے اس شبد کو ایکاکشر برہم کہتے ہیں یہ علم کلیت سمجھنے کیواسطے سات طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں۔ خاک۔ آب۔ آتش ہوا خلا دل اور عقل کہتے ہیں آٹھواں اہنکار سب کا مبدا اور سب میں بسیط ہے اور ان کا مجموعہ اوم کی صورت ہے جو بالفاظ دیگر پرجاپت ہرنیہ گربھ اور مہتت کے نام سے بھی موسوم ہوئی ہے گرو مہان یا ناسا گر دھیان کی تصویر نمبر ۲ جو چھٹی ادھیا میں آچکی ہے اسی شغل کو دوسری طرح پر دکھاتی ہے اور ساتویں ادھیا کے چوتھے منتر میں اس کی تشریح ہو چکی ہے۔

اس تصویر میں جو بڑا گولہ سات رنگ کا ہے برہمانڈ کو دکھاتا ہے اس میں دوسرا چھوٹا دائرہ پنڈ یعنی جسم کو جتاتا ہے جس نے برہمانڈ کے کرہ کو محجوب کر رکھا ہے برہم ودیا برہمانڈ کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے اور ادھیاتم ودیا پنڈ کے اصلیت کو آشکارا کرتی ہے اور اس کی تعلیم

بہ قاعدہ قدیم گرو کے اپدیش پر منحصر ہے اِن دونوں ودیاؤں کے ذریعہ سے آتم کی یکتا کرنیکی ریاضت
یعنی گایتری سب سے اعلیٰ درجہ کا شغل مانا گیا ہے دو چھوٹی تصویریں مثل عینک جو نیچے بنی ہوئی ہیں
اُن میں سے ایک سرستی یا برمہہ ودیا کی ہے اور دوسری اُس کی مقابل ساوتری یا ادہیاتم ودیا
کی ہے اِن دونوں کے درمیان میں ایک لال رنگ کا نقطہ ہے جو چیتن انش کو دکہاتا ہے اور جس
میں دونوں ودّیاؤنکو باہم ملاکر محو کر دینا گایتری کے شغل کا اصلی مطلب ہے۔

अनन्यचेताः सततं यो मां स्मरति नित्यशः॥
तस्याहं सुलभः पार्थ नित्ययुक्तस्य योगिनः॥१४॥

جو شخص اُس کی مزاولت کرتا ہے وہ یوگی ہے

(۱۴) اے ارجن جو یوگی یکسو دل سے ہمیشہ اور ہر لحظہ میرا تصور کرتا ہے
اور ہر وقت اُس تصور میں غرق رہتا ہے وہ مجھے بآسانی پاتا ہے۔

دمبدم تا وقتِ آخر جس کو میرا دھیان ہے | | مجھ سے ملنا ایسے شاغل کے لئے آسان ہے

طالب صادق مندرجہ بالا شغل کی مزاولت سے مطلوب کا دیدار بآسانی حاصل کرتا ہے۔

मामुपेत्य पुनर्जन्म दुःखालयमशाश्वतम्॥
नाप्नुवंति महात्मानः संसिद्धिं परमां गताः॥१५॥

یوگی ادہی یگ میں وصل ہوتا ہے

(۱۵) صاحب دل کمال کے اعلیٰ درجہ پر پہنچکر اور مجھہ میں وصل ہو کر فنا ہونیوالے
اور بکرّر پیدائش کی تکلیف رکھنے والے عالم میں نہیں آتا۔

مجھ میں واصل ہو چکا تکمیل سے جو شغل کی | | دارِ فانی کو نہیں ہوتی ہے اُس کی واپسی

جو لوگ خود شناس ہو جاتے ہیں وہ قید جسمانی میں نہیں آتے ہیں اور ہستی پاک کو باقی اور
اجسام کو فانی اور موہوم جانتے ہیں۔

आब्रह्मभुवनाल्लोकाः पुनरावर्तिनोऽर्जुन॥
मामुपेत्य तु कौन्तेय पुनर्जन्म न विद्यते॥१६॥

ادہی یگ لاتغیر ہے برہم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے

(۱۶) اے ارجنؑ برہم کی منزل تک جتنے منازل ہیں وہ سب گردش میں

ہیں لیکن مجھ میں وصل ہو کر پھر پیدائش ممکن نہیں ہے۔

ماسوا تک یہ تمام عالم ہے گردش میں مدام | | ہے وہ گردش سے مبرّا مجھ میں ہے جس کا قیام

وہ سات پرکرتیاں جن کا ادہیائے ہفتم میں بیان ہو چکا ہے اس منتر میں لوک یعنی عالم کے نقطہ
سے تعبیر ہوئی ہیں اور اُن کی ترکیب سے اجسام پیدا اور فنا ہوتے رہتے ہیں سب سے زیادہ کثیف
خاک کا طبقہ ہے اور سب سے لطیف عقل کا جس کو مُصنّف نے اس منتر میں برہم لوک بیان کیا ہے
ادہی یگ اِن ساتوں سے برتر اور بے لوث ہے جن لوگوں کی قوتِ تصور برہم سے بلند ہو جاتی ہے
اور ادہی یگ تک پہونچتی ہے وہ اِس عقدہ کو سمجھکر کہ تغیر و تبدّل صرف برہم میں ہوتا ہے اور
ادہی یگ ہمیشہ قایم و بےحرکت رہتا ہے پیدائش و فنا سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

सहस्रयुग पर्यंत महर्यद्ब्रह्मणो विदुः॥
रात्रिं युगसहस्रांतां तेऽहोरात्रविदो जनाः॥१७॥

یوگی برہم کے تغیر و تبدل کو جانتا ہے

(۱۷) جو برہم کے ہزار جگ کے دن اور ہزار جگ کی رات کو جانتے ہیں وہ
دن اور رات کے جاننے والے ہیں۔

ذات کے ہر روز و ہر شب میں ہیں شامل جگ ہزار | | اہل معنی جانتے ہیں معنیٔ لیل و نہار

اِس نقشے کے دیکھنے اور بغور سوچنے سے منتر ۱۶ کا مطلب جس میں کرہ زمین سے برہم لوک تک
ساتوں کرتّے کال چکرّ میں دکھائے گئے ہیں سمجھ میں آجاویگا۔ منتر نمبر ۱۷ کے اندر جو ہزار جگ والے
برہم کے دن اور رات کا بیان ہوا ہے اُس کی مراد اِس دن اور رات سے جو گذر رہا ہے نہیں
ہے بلکہ لفظ سہسر جو ہزار کے معنی رکھتا ہے بے انتہا تعداد کو آشکارا کرتا ہے یعنی برہم کے
دن اور رات کی انتہا نہیں دیکھو نصف کرہ زمین پر ہمیشہ دن اور دیگر نصف کرہ پر ہمیشہ رات رہتی
ہے مگر ساکنان کرہ زمین کو زمین کی گردش کی وجہ سے دن رات کا چرخ مفہوم ہوتا رہتا ہے۔ برہم لوک
کے دن کا اشارہ ظہور عالم پر ہے اور رات کا منشا بطون کی کیفیت پر ہے دیکھو منتر ۱۹ دوسری
ادہیا کا شرح کرنے والوں نے یگوں کی تقسیم بحوالہ پورانوں کے حسب تفصیل ذیل لکھی ہے۔

			نسبت اعداد
ست جگ کا زمانہ	۱۷۲۸۰۰۰	سال کا	۴
ترتیا جگ کا زمانہ	۱۲۹۶۰۰۰	"	۳
دواپر جگ کا زمانہ	۸۶۴۰۰۰	"	۲
کلجگ کا زمانہ	۴۳۲۰۰۰	"	۱
میزان	۴۳۲۰۰۰۰		۱۰

مندرجہ بالا تقسیم کے بموجب شری رامچندر جی کا اوتار ترتیا جگ کے آخر میں اور شری کرشن کا اوتار دواپر جگ کے آخر میں ہونا معقولات سے بعید معلوم ہوتا ہے شری بسشٹ مہرشی گرو اور ہمعصر رامچندر جی کے تھے اور ان کی تصنیف کردہ کتاب جوگ بسشٹ موجود ہے بسشٹ جی کا بیٹا شکتی نام وشوامتر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا شکتی کے بیٹے اور مہرشی بسشٹ جی کے پوتے سوامی پراشر منی کی تالیف کی ہوئی کتاب وشنو پوران موجود ہے شری پراشر جی کے بیٹے کرشن دویپائن یعنی وید ویاس جی مہامنی جنھوں نے ویدوں کی تالیف کی اور بہت سے پوران لکھے اور کتاب مہابھارت تصنیف کی کرشن اوتار کے ہمعصر ہوئے ہیں اور بسشٹ جی اور وید ویاس جی کے درمیان صرف چار پشتیں گذریں چار پشت میں آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا گذرنا جو دواپر جگ کی مدت ہے کسی طرح پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ کلجگ کے زمانہ کا اندازہ کرنیکے واسطے متقدمین نے اپنے علم نجوم سے سال شمسی کا پیمانہ ۳۶۵ اور سال قمری کا ۳۵۵ دریافت کیا اور ان دونوں کو جوڑ کر اور سات سو بیس کے عدد کو اوسط نکالنے کیواسطے دو سے تقسیم کر کے ۳۶۰ دن کا سال قرار دیا اور اسی عدد کو نظام شمسی کا اصول قایم کر کے گردش ستارگان وغیرہ کی ثابت کی ہے اب اس نقشہ میں اعداد کو دیکھو سب سے چھوٹا دائرہ زمین کا ہے اس میں ۳۶۰ کے عدد کو کال یعنی زمانہ گذران کا پیمانہ بنا کر اور ورش یعنی بساط کے بارہ خطوں سے ضرب دیکر ۴۳۲۰ کا عدد پیدا ہوا ہے اس دائرہ کا نام بھولوک یا طبقہ زمین ہے اس سے اوپر کے دائرہ میں جو طبقہ آبی یعنی چندر لوک ہے اور جسے بھورلوک بھی کہتے ہیں ایک صفر کے بڑھنے سے یہی عدد ۴۳۲۰۰ کی صورت پیدا کرتا ہے من اور پران یعنی نفس کی حرکت چندر لوک سے آتی ہے اور یجر وید کے تیترے

اپنشد میں انسان کی تعداد انفاس ایک دن رات میں ۲۱۶۰۰ بتائی گئی ہے اور انفاس کی دو حرکت درآمد و برآمد کی ہونے سے ان کے اعداد دوگنے ہو کر مساوی ۴۳۲۰۰ کے ثابت ہوتے ہیں اس سے اوپر کے دائرہ میں جو سرخ رنگ کا ہے اور سوہ لوک یعنی چرخ آفتاب اور کرۂ حرارت کا مانا گیا ہے اس دائرہ کا ایک صفر بڑھنے سے اوپر لکھے ہوئے اعداد ۴۳۲۰۰۰ کی تعداد بنجاتے ہیں۔ زمین پر شمسی اور قمری دونوں طبقوں کے اثر سے مہینے اور سال بنتے ہیں اور ان دونوں کے اوسط نکالکر یہ پیمانہ ۴۳۲۰۰۰ کلجگ کا قرار دیا گیا ہے۔ طبقۂ زمین و قمری و شمسی تینوں ملکر ترلوکی کہلاتے ہیں اور اس میں مار سیاہ کی صورت جو فنا کی علامت ہے دکھائی گئی ہے اور نفس کے غلبہ کی کیفیت کو جسے من کہتے ہیں ایک کے عدد سے نسبت دی گئی ہے اس ترلوکی سے اوپر سبز رنگ کا چرخ ہوا مہرلوک موسوم ہوا ہے جہاں صورت کا نمود نہ ہونے سے کیفیت بدلجاتی ہے یعنی حواس وہاں دخل نہیں کر سکتے صرف عقل کی رسائی ہو سکتی ہے اس وجہ سے من اور بدھی دونوں کے مشمول ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد المضاف ہو کر ۸۶۴۰۰۰ کا پیمانہ دواپر جگ کا مانا گیا ہے اور یہ عدد ۲ سے نسبت رکھتا ہے اس میں دو موئے سانپ کی شباہت دی گئی ہے کہ یہاں حواس کو دخل نہیں ہے البتہ بیم درجا کی کیفیت رہتی ہے۔

ہوا کی چرخ سے اوپر جنہ لوک جو آکاس یا خلے کا دائرہ ہے وہاں من ۱ بدھی ۲ اور چت ۳ کے باہم موجود ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد تگنا ہو کر ۱۲۹۶۰۰۰ پیمانہ ترتیا جگ کا ہو جاتا ہے اور تین کے عدد سے مناسبت رکھتا ہے وہاں پر اژدہے کی صورت اس وجہ سے دکھائی گئی ہے کہ اس کی نشست اور پھنکار نہایت زبردست ہوتی ہے۔ اور صورت ان کی تاثیر الانظار سے منکشف ہوتی ہے۔

جنہ لوک سے اوپر تپ لوک یعنی روشن کرہ ہے جو دودیا رنگ سے دکھایا گیا ہے اور وہ انانیت یا اہنکار کا مقام ہے اور یہاں چار قوتوں کے جنہیں من۔ بدھی۔ چت اور اہنکار کہتے ہیں باہم ہونے سے ۴۳۲۰۰۰ کا عدد چوگنا ہو کر ۱۷۲۸۰۰۰ پیمانہ ست جگ کا تسلیم ہوا ہے اور وہ ۴ کے عدد سے نسبت رکھنے والا مانا گیا ہے شریمد بھاگوت پوران میں جو دھرم کو بیل سے مشابہت دیکر چار۔ تین دو۔ ایک پانوں بیان کئے گئے ہیں اس کی یہی غرض ہے۔

اس ست جگ کے دائرے میں شیش ناگ کا اشارہ ان کشمہائے متقناطیسی پر ہے جنہوں نے تمام کائنات کو طناب میں کھینچ رکھا ہے اور جو لہر کی صورت میں آسمان سے زمین کی طرف نزول کرتی ہیں تپ لوک سے اوپر زرد رنگ کا دائرہ گیان کا ہے جسے ستیہ لوک کہتے ہیں اور جو گیان یعنی برہماجی کا مقام ہونے سے برہم لوک بھی کہلاتا ہے یہ ساتواں دائرہ ہے اور یہاں تک سب دائرے گردش میں رہتے ہیں اور پیدایش عالم یہیں سے شروع ہوتی ہے ۱ و ۲ و ۳ و ۴ کے اعداد کے جمع ہونے سے ۱۰ کا عدد بنتا ہے اور اس دائرہ سے نسبت رکھتا ہے۔ سب سے اوپر آٹھواں دائرہ جو سب کو گھیرے ہوئے یعنی محیط اور بسیط ہے وہ کارن اہنکار یعنی سب کا مبدا یا خزانہ معنی اونکار کی صورت ہے اور اس میں سے ناد اور وید کی پیدایش ہوتی ہے یہاں پر علم کو رسائی نہیں اور اس سطح شفاف میں صورت یا عدد کی نمایش ممکن نہیں اور اس کی بے انتہائی کی شہادت مشاہدہ باطنی سے ملتی ہے جسے اہنو کہتے ہیں یہ دائرہ ہرنیہ گربھ روپ اور اونکار سروپ ہے اور اس کا دھیان کرنے سے انسان کے دل سے خیال موت کا ہٹ جاتا ہے اور آخری وقت جیسے گھڑے کے پھوٹ جانے سے خلا میں نقص پیدا نہیں ہوتا ہے اونکار کے سادھنا کرنے والا برھمہ میں وصل ہو جاتا ہے

अव्यक्ताद्व्यक्तयः सर्वाः प्रभवन्त्यहरागमे।
रात्र्यागमे प्रलीयन्ते तत्रैवाव्यक्तसंज्ञके ॥१८॥

یہ عالم ظہور پاکر غائب ہو جاتا ہے

(۱۸) دن کے نکلنے پر کل موجودات عدم سے ظہور پاتی ہے رات کے ہونے پر اسی عدم کے خزانے میں غائب ہو جاتی ہے۔

دن نکلتے ہی عدم سے سب کا ہوتا ہے نمود ۔ رات ہوتے ہی عدم کو لوٹتے ہیں کل وجود

اس جگہ پر دن اور رات کا روشنی اور اندھیرے سے تعلق نہیں ہے دن کے معنی ہیں صفات یعنی کثرت کی طرف توجہ کا ہونا اور رات کے معنی ہیں ذات یعنی وحدت کے مشاہدہ میں مشغول ہونا حواس پر نظر کے پڑتے ہی عالم نمودار ہو جاتا ہے اور بطون میں استغراق کے ہونے پر عالم معدوم ہو جاتا ہے ادھیائے دوم کے منتر ۶۹ میں دن اور رات کی تعریف درج ہو چکی ہے۔

भूतग्रामः स एवायं भूत्वा भूत्वा प्रलीयते।
रात्र्यागमेऽवशः पार्थ प्रभवत्यहरागमे ॥१९॥

ظہور وغیوب کا سلسلہ جاری رہتا ہے

(۱۹) اے ارجن یہ عالم رات کے آنے پر غائب اور دن کے نکلنے پر ظاہر ہوتا رہتا ہے اور ایسا ہونا لازمی ہے۔

رات کو ہوتے ہیں غائب اور دن کو آشکار ۔ ساری موجودات یوں چکر میں ہے بے اختیار

عارف عالم کو باطل جانتا ہے مگر عام لوگ حواس کی شہادت کو درست خیال کر کے عالم کا وجود مانتے ہیں۔

परस्तस्मात्तु भावोऽन्योऽव्यक्तोऽव्यक्तात्सनातनः।
यः स सर्वेषु भूतेषु नश्यत्सु न विनश्यति ॥२०॥

ادہی یگ کی تعریف

(۲۰) اس عالم ظاہری سے بالا وہ ذات ہے جو پوشیدہ اور لازوال ہے اور جو کل موجودات کے فنا ہونے پر بھی فنا نہیں ہوتی۔

اُن سے ہی بے لوث اِک ذاتِ لطیف و لازوال ۔ ساری دنیا کے فنا ہونے پہ جو ہے بے زوال

عالم ظاہری حادث یعنی فنا پذیر ہے لیکن ذات پوشیدہ اور قدیم ہے۔ تغیر و تبدل صفات میں ہوتا ہے ذات قایم اور بے تغیر ہے۔

अव्यक्तोऽक्षर इत्युक्तस्तमाहुः परमां गतिम्।
यं प्राप्य न निवर्तन्ते तद्धाम परमं मम ॥२१॥

ادہی یگ اور کرشن بھگوان کی احدیت

(۲۱) جس ذات کو میں نے پوشیدہ اور لازوال بتایا ہے اُس کا اعلےٰ درجہ بیان کیا گیا ہے مگر جس اعلیٰ مقام پر پہنچکر بازگشت نہیں ہوتی وہ میرا مقام ہے۔

عارضی ہے طالبوں کا اس حقیقت میں قیام ۔ واپسی سے بے تعلق ہے مرا اعلےٰ مقام

ہستی بحت حدوث اور قدم سے برتر ہے اور اس کا وصال حاصل کرنا نجات ہے اسی کو اہل ہند

کے فلسفہ نے اپنی اصطلاح میں ادہی یگ کی نفظ سے تعبیر کیا ہے۔

पुरुषः स परः पार्थ भक्त्या लभ्यस्त्वनन्यया ॥
यस्यांतः स्थानि भूतानि येन सर्वमिदं ततम् ॥२२॥

عشق کے وسیلہ سے ادہی یگ کا اشراق ہوتا ہے

(۲۲) اے ارجن وہ ذات برتر جس سے کُل موجودات کا قیام ہے اور جو ہر شے میں محیط ہے صدق ارادات سے مِل سکتی ہے۔

عشق سے نزدیک ہے اُس پاک ہستی کا حضور		سب کے باطن میں جو ہے اور جس سے ہی سب کا ظہور

ادہی یگ کا وصال عشق حقیقی کے بغیر ممکن نہیں۔

यत्र काले त्वनावृत्तिमावृत्तिं चैव योगिनः ॥
प्रयाता यांति तं कालं वक्ष्यामि भरतर्षभ ॥२३॥

آزادی اور پابندی کی حالتوں کا ذیل میں بیان ہے

(۲۳) جس جس وقت رحلت کرنے سے یوگی آزادی اور پابندی کی کیفیت حاصل کرتے ہیں اے ارجن اُس وقت کی تفصیل میں بیان کرتا ہوں۔

موت کا جس جس طرح انجام ہی ہجر و وصال		اب تجھے میں عارفوں کا کہہ سناتا ہوں وہ حال

अग्निर्ज्योतिरहः शुक्लः षण्मासा उत्तरायणम् ॥
तत्र प्रयाता गच्छंति ब्रह्म ब्रह्मविदोजनाः ॥२४॥

ایک کیفیت قلبی سبب آزادی کا ہے

(۲۴) جو برہم کے جاننے والے آگ کے شعلہ میں۔ دن میں شکل پکش میں یا چھ مہینے اترائن میں انتقال کرتے ہیں وہ برہم کو پاتے ہیں۔

روز روشن میں ہو جب پرتو فگن مہر جلال		جذب سے ہوتا ہے نور حق میں عارف کا وصال

धूमो रात्रिस्तथा कृष्णः षण्मासा दक्षिणायनम् ॥
तत्र चांद्रमसं ज्योतिर्योगी प्राप्य निवर्तते ॥२५॥

دوسری کیفیت قلبی سبب پابندی کا ہے

(۲۵) جو یوگی دہوئیں میں۔ رات میں۔ کرشن پکش میں۔ یا چھ مہینے دکھنائن

میں رحلت کرتے ہیں وہ کرۂ باردہ تک پہونچکر لوٹتے ہیں۔

ظلمت شب میں ہو جب جلوہ نما ماہ جلال		بازگشت عارفاں لازم ہے وقت انتقال

مضمون بالا تیترے اپنشد اور مہانارائن اونپشد سے منتخب ہوا ہے اگر عوام کا یہ مقولہ کہ جو لوگ اترائن میں مرتے ہیں وہ نجات پاتے ہیں اور جو دکھنائن میں انتقال کرتے ہیں وہ دوبارہ جنم لیتے ہیں صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر ریاض اور علم معرفت محض بے معنی ثابت ہونگے کیونکہ جو جاہل سامان قدرت سے اترائن میں وفات پائیگا وہ وصالِ ذات حاصل کرے گا اور جو عارف دکھنائن میں انتقال کرے گا وہ گردش میں رہے گا۔ اِس خیال کے بموجب نجات کا حاصل ہونا ایک امر اتفاقیہ ہو جاتا ہے اور اُس کا انحصار حصول علمِ ذات پر نہیں رہتا ایسے معنی کا بیان کرنا متکلم کی کم فہمی پر دلالت کرتا ہے فی الحقیقت مصنف نے انہو یعنی عالم ذات کو شعلہ دِن شکل پکش اور چھ مہینے اترائن بطور استعارہ بیان کیا ہے اور اگیان یعنی جہل کیواسطے دہواں رات کرشن پکش اور چھ مہینے دکھنائن اُنکے مقابل کے الفاظ استعمال کئے ہیں علم ذات کی روشنی سے انسان حق و باطل کو تمیز کرتا ہے جہل کی تاریکی میں وہ گرفتار واہمات رہتا ہے اور اطمینان نہیں پاتا عارفوں کے بطون میں مرتے وقت تک اُس علم کی روشنی موجود ہوتی ہے جس کی بدولت وہ ذات پاک کا وصال حاصل کرتے ہیں جاہل جسم ترک کرنے کے وقت پندار کے حجاب کی وجہ سے ذات تک رسائی نہ پاکر گرداب صفات میں پڑتے ہیں۔ اصطلاح عارفاں میں ذات کو ادخنہ یعنی مادّہ حارہ اور صفات کو ابخرہ یعنی مادہ باردہ کہتے ہیں۔ حرارت کا خاصہ ہے جذب کرنا اور لطیف بنانا برودت کا فعل ہے کثیف کرنا اور بالیدگی دینا حرارت بخارات کو بلند کرتی ہے برودت بارش کی صورت میں پھر اُن کو زمین پر لوٹاتی ہے چونکہ آفتاب حرارت کا مرکز ہے اور چاند برودت کا پس اِن الفاظ کا اُسی معنی میں استعمال ہوا ہے افسوس ہے اُن لوگوں پر جو فہم کو کام میں نہیں لاتے استعارہ کو نہیں سمجھتے اور لغوی معنوں کو بجنسہٖ قبول کر لیتے ہیں۔ دیکھو نقشہ نمبر ۶ کو جس میں سب سے باہر کے دائرہ میں اترائن ششماہی سرخ رنگ میں اور دکھنائن ششماہی سیاہ رنگ میں دکھائی گئی ہے اُس کے اندر والے دائرہ میں

تین موسم جاڑا۔ گرمی اور برسات۔ جو اس گردش سے پیدا ہوتے ہیں ظاہر کر دیئے گئے ہیں تیسرے اندر کے دائرہ میں ۶ رتو جن میں بسنت گریشم وغیرہ شامل ہیں لکھدئے گئے ہیں اُس سے اندر کے دائرہ میں قمری مہینے اور اُس سے اندر کی جانب سکرانت یعنی شمسی چرخ اور نیز دن اور رات کی کمی بیشی جو گردش زمین کا نتیجہ ہے صاف طور سے آشکارا کر دیئے ہیں جب دن بڑھتا ہے تب اُسکے مقابل رات گھٹ جاتی ہے اور جب رات بڑھتی ہے تب دن گھٹ جاتا ہے سُرخ رنگ دن کا اور سیاہ رنگ رات کا ہے اور یہ گردش سالانہ زمین کی ازلی ہے۔

शुक्ल कृष्णे गती ह्येते जगतः शाश्वते मते ॥
एक या यात्यनावृत्ति मन्ययावर्त्तते पुनः ॥२६॥

انسان کی دونوں میں سے کوئی ایک حالت ضرور ہوتی ہے

(۲۶) اِس دنیا کے روشن اور تاریک دو قدیم راستے مانے گئے ہیں ایک سے مخلصی ملتی ہے اور دوسرے سے بازگشت ہوتی ہے

روشن و تاریک دونو ہیں طریق آخرت
یہ سبیل بازگشت اور وہ طریق مغفرت

شایقین اس منتر سے معلوم کر سکتے ہیں کہ دن پکش اور ششماہی زمانہ سے مراد نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ دو مخالفِ کیفیت قلبی کے نام ہیں جنمیں سے کوئی نہ کوئی ہر انسان میں ضرور موجود ہوتی ہے عارف کا دل روشن دن کے مانند ہوتا ہے اور جاہل کا دل مثل شب تیرہ کے اوّل کیفیت سبب مخلصی اور دوسری باعث پابندی ہے۔

नैते सृती पार्थ जानन्योगी मुह्यति कश्चन ॥
तस्मात्सर्वेषु कालेषु योगयुक्तो भवार्जुन ॥२७॥

یوگی اِن دونوں سے واقف ہوکر

(۲۷) یوگی اِن دونوں راستوں سے واقف ہوکر غلطی نہیں کھاتا اِس لئے اے ارجن تو ہر دم یوگ میں مصروف رہ

عارفانِ باخبر دھوکہ نہیں کھاتے کبھی
سب سے اعلیٰ اور سیدھی راہ ہیں عرفان کی

جس کیفیت قلبی سے نجات ملتی ہے اُس کا نام یوگ ہے۔

عاقلاں را عقل تکلیف آمدہ
عاشقاں را عشق تشریف آمدہ

वेदेषुयज्ञेषु तपस्सु चैव दानेषु यत्पुण्य फलं प्रदिष्टम् ॥
अत्येति तत्सर्वमिदं विदित्वायोगी परं स्थान मुपैति चाद्यम् ॥२८

اور نتیجہ افعال سے نظر اُٹھا کر وصال پاتا ہے لہٰذا یوگ کرنا چاہیئے

(۲۸) وید کے پڑھنے اور یگ اور تپ اور دان کے کرنیکا جو ثمرہ مانا گیا ہے یوگی مذکورہ بالا (علم معرفت) سے کامل طور پر آگاہ ہوکر اُس کو ہیچ جانتا ہے اور اپنے اصلی اعلیٰ مقام پر پہونچتا ہے۔

زہد و تقویٰ خیر و خیرات اور تعلیم و عمل
فعل کی پاداش سے کرتا ہے جو قطعِ نظر
عالمِ حادث میں ہیں کل حسب نیت با بدل
جا پہنچتا ہے وہ عارف منزلِ جاوید پر

یوگ کے حاصل ہونے پر انسان کو زہد۔ ریاض۔ خیرات وغیرہ نیک افعال ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں نیک افعال لوگوں کی رسائی تو صفات تک ہوتی ہے۔ یوگی بذریعہ علم خود شناسی ذات پاک میں وصل ہو جاتا ہے۔

इति श्री भगवद्गीता॰ योगशास्त्रे ऽक्षर ब्रह्म योगो नामाष्टमो ऽध्यायः ॥८

شری مد بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں شری کرشن اور ارجن کی تقریر کی آٹھویں ادھیا موسوم بہ اکشر برہم یوگ ختم ہوئی

آٹھویں اَدّھیا کا خلاصہ

ادہی یگ یعنی ذات بے نشان کل موجودات کے قیام کا باعث ہے اور وہ ہمیشہ ایک صورت پر قایم ہے اُس میں نہ تو تغیر و تبدل کو دخل ہے اور نہ عقل کو وہاں تک رسائی ہے جو کچھ حواس اور عقل کے وسیلہ سے تمیز ہوتا ہے وہ سب برہم میں شامل ہے اور تغیر پذیر ہے ادہی یگ کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اور اُس کے ادراک کے لئے ابھو یعنی علم اشراق کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ علم اشراق شغل کے کرنے پر بطون میں پیدا ہوتا ہے تریٹی دہیان اور آتم دہیان دو مختلف اشغال ہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اُن کا عامل ہو کر ادہی یگ کا وصال حاصل کرے جو لوگ شاغل نہ ہونیکی وجہ سے ادہی یگ کی حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں اُن کی قوت علمی برہم میں محو ہوتی ہے اور اُس کی منازل میں گردش کرتی رہتی ہے۔

نویں ادہیا راج ودیا راج گہیہ یوگ

श्री भगवानुवाच

इदं तुते गुह्यतमं प्रवक्ष्याम्य न सूयवे ।
ज्ञानं विज्ञानसहितं यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसे ऽशुभात् ॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

ذیل کے منتروں میں علم اشراق کا بیان ہے

(۱) تیری خصلت نیک ہے اس لئے میں تجھ کو ذیل میں وہ نہایت مخفی علم اشراق بتاتا ہوں جس سے واقف ہو کر تو مکروہات سے نجات پائیگا۔

میں عیاں کرتا ہوں ارجن اب وہ کیفِ وصلِ ذات
جس کو حاصل کر کے تو کلفت سے پائیگا نجات

राजविद्या राजगुह्यं पवित्रमिद मुत्तमम् ॥
प्रत्यक्षावगमं धर्म्यं सुसुखं कर्त्तुमव्ययम् ॥२॥

اُس علم کی یہ تعریف ہے

(۲) یہ علم سب علوم میں افضل ہے اور نہایت مخفی پاک اور اعلیٰ ہے۔ یہ عین الیقین ہوتا ہے اور راست ہے باآسانی حاصل ہو سکتا ہے اور فنا پذیر نہیں ہے۔

علم کی دنیا میں افضل پاک و برتر ہے یہ راز
راست اور عین الیقیں سہل اور فنا سے بے نیاز

ابھو یعنی علم اشراق کل علموں کا سرتاج ہے اور سب سے زیادہ دقیق ہے وہ دل کی کثافت دور کرتا ہے اور انسان کو درجہ کمال پر پہنچاتا ہے کوشش کرنے سے اُس کا نتیجہ فوراً ملتا ہے اور نیز طالب کو اُس کے حاصل کرنے میں بمقابلہ اور علموں کے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی ہے۔

अश्रद्द धानाः पुरुषा धर्मस्यास्य परंतप ॥
अप्राप्य मां निवर्त्तंते मृत्युसंसार वर्त्मनि ॥३॥

اُس کے حاصل کئے بغیر وصال ناممکن ہے

(۳) اے ارجن جو لوگ اِس امر حق کے معتقد نہیں ہیں وہ میری ذات تک رسائی نہ پا کر عالم فانی کے راستہ پر واپس آتے ہیں۔

مجھ سے ناواقف ہیں جو انسان وہ مہجور ہیں
واپسی پر مزرعۂ اعمال کو مجبور ہیں

جو لوگ علم ذات کو حاصل نہیں کرتے وہ آرام ابدی کی منزل پر نہیں پہونچتے اور شکوک اور بے اطمینانی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اگلے منتر سے علم ذات کا بیان شروع ہوگا۔

मया ततमिदं सर्वं जगदव्यक्त मूर्तिना ॥
मत्स्थानि सर्वभूतानि न चाहं तेष्ववस्थितः ॥४॥

ذات پوشیدہ طور پر عالم میں محیط ہے اور اُس کے قیام کا سبب ہے

(۴) میں پوشیدہ طور پر اس عالم میں محیط ہوں کُل اجسام کا قیام میرے سبب سے ہے نہ کہ میرا قیام اُن کے سبب سے۔

میں ہوں مخفی طور پر دایم محیط کائنات
مجھ سے کُل اجسام قایم ہیں نہ اُن سے میری ذات

جس قدر اجسام کثیف اور لطیف حواس اور عقل کے وسیلہ سے تمیز ہوتے ہیں وہ سب ذات واحد کا عکس ہیں اور عکس کا وجود معکوس کے سبب سے ہے۔ معکوس قایم بالذات ہے اور انانیت کے پردے میں چھُپا ہے۔

नच मत्स्थानि भूतानि पश्य मे योग मैश्वरम्॥
भूत भृन्न च भूतस्थो ममात्मा भूतभावनः॥ ५॥

عالم کو ذات کی وجہ سے قیام ہے لیکن اِن دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں کہا جا سکتا

(۵) تو میری اس قدرت کاملہ کو دیکھہ کہ نہ تو موجودات کا میری ذات میں قیام ہے اور نہ میری ذات باوجود موجودات کو قیام اور ظہور دینے کے موجودات میں مقیم ہے۔

دیکھہ میری قدرتِ کامل کہ گو موجود ہے
گرچہ میری وجہ سے ہے سارے عالم کا نظام
بودِ عالم میری ہستی میں مگر نابود ہے
میں ہوں بے نام ونشاں عالم نہیں میرا مقام

اگرچہ عالم کو ذات پاک کے سبب سے نمود ہے مگر عالم کی ہستی اس کو ملوث نہیں کرتی۔ یہ امر واقعی ہے اور انسان کو اس کا عقدہ پندار کے رفع ہونے پر مشاہدہ باطنی میں کھُلتا ہے عقل اس نکتہ کے سمجھنے میں قاصر ہے مگر جہاں تک عقل کی رسائی ہے وہ اِس نقشہ میں ظاہر

کیجاتی ہے اور بہت غور و فکر سے سمجھہ میں آسکتی ہے ادہیائے گیارہ میں جو تصویر نمبر ۱۲ آئیگی وہ مجموعہ کائنات ہے جس کو رگ وید کی پورکھہ سوکت نے بیان کیا ہے اور کرشن بھگوان نے چشم باطنی یعنی یوگ شکتی سے ارجن کو مشاہدہ کرایا ہے اِسی کو برہم کی جلالی صورت کہتے ہیں اس تصویر نمبر کی جمالی صورت انسان میں پوشیدہ رہتی ہے اور ادہیاتم ودیا یعنی علم خودشناسی کے وسیلہ سے اُس کا اشراق بطون میں ہوتا ہے۔ بارہویں اور ساتویں تصویریں عکس اور معکوس کی مانند ظاہر و باطن کو دکھاتی ہیں۔ نمبر ۱۲ تصویر میں زمین کا کرہ سب سے چھوٹا ہے اور حیات کا کرہ جسے جیولوک کہتے ہیں سب سے بڑا اور سب کا آدہار ہے اور اِس تصویر میں پرتھوی کا کرہ سب سے بڑا اور چیتن انش سب سے چھوٹا اور سب کے اندر ایسا نظر آتا ہے جیسے کسی تالاب یا دریا کے کنارے پر کوئی مندر بنا ہوا ہووے تو اُس کے سایہ میں جو مندر کا شکھر سب سے اونچا ہوتا ہے وہ پانی میں سب سے نیچے نظر آتا ہے۔

اِس تصویر میں آٹھہ ظاہر کی اور آٹھہ باطن کی سولہ کلائیں دکھائی گئی ہیں جن کی وجہ سے کرشن اوتار کو سولہ کلا والا مانا ہے۔ زمین کے دائرہ سے چیتن کی طرف توجہ کا جانا جتن کہلاتا ہے۔ اور چیتن انش کی توجہ باہر کی جانب دائروں پر پڑنے سے کرم میں پابندی ہوتی ہے۔ جتن اور کرم دونوں لفظوں کے معنی میں جو باریک تفاوت ہے وہ بخوبی سمجھہ لینا ضروری ہے یعنی فانی سے باقی کی جانب جانا افعال کو فنا کر دیتا ہے۔ اور باقی کا فانی اشیاء کے طرف ناظر ہونا افعال کے طوفان میں انسان کو چکرا دیتا ہے۔

यथाकाशस्थितो नित्यं वायुः सर्वत्रगो महान्॥
तथा सर्वाणि भूतानि मत्स्थानीत्युपधारय ॥ ६॥

اُس نادر تعلق کی یہ مثال ہے

(۶) جیسے ہوا چاروں طرف زور سے چلنے پر بھی ہمیشہ خلے میں رہتی ہے ویسے ہی کُل موجودات کا قیام مجھہ میں سمجھہ لے۔

تند چوبائی ہوا جیسے خلے میں ہے مدام
مجھہ میں موجودات کا ہے ایسی صورت سے قیام

جس طرح ہوا خلے میں حرکت کرتی ہے اور خلے سے تعلق نہیں رکھتی اُسی طرح عالم ذات پاک میں قیام رکھتا ہے اور اُس کو ملوث نہیں کرتا ذات اور صفات کے تعلق کی یہ سب سے عُمدہ مثال ہے۔ دراصل علم ذات کا اشراق جو بطون میں ہوتا ہے اُس کے لئے کوئی مثال نہیں ہوسکتی۔

सर्व भूतानि कौंतेय प्रकृतिंयांति मामिकाम्॥

कल्पक्षये पुनस्तानि कल्पादौ विसृजाम्यहम्॥७॥

عالم کی پیدائش وفنا صفات سے ہوتی ہے

(۷) اے ارجن کُل موجودات ایک زمانہ کے انجام میں میری قدرت میں محو ہوجاتی ہے اور پھر ایک زمانہ کے آغاز میں میں اُس کو نمود دیتا ہوں۔

میری قدرت سے ہی رنگ عالم غیب وشہود
گاہ پیدا گاہ پنہاں گاہ بود وگہہ بنود

قدرت ہر آن وہر لحظہ نئی نئی اشکال کو ظاہر کرتی ہے جو تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اپنے اصلی خزانہ میں غایب ہوجاتی ہیں۔

प्रकृतिं स्वामवष्टभ्य विसृजामि पुनः पुनः॥

भूतग्राममिमं कृत्स्नमवशं प्रकृतेर्वशात्॥८॥

ذات صفات سے عالم کو ظہور دلاتی ہے اور خود فاعل نہیں بنتی۔

(۸) میں اپنی قدرت کا حاکم بنکر قدرت کے وسیلہ سے ضرور اس کُل عالم کو بار بار ظہور دیتا ہوں۔

قادرِ مطلق ہوں اور میں اپنی قدرت سے ضرور
بار بار اِس عالمِ فانی کو دیتا ہوں ظہور

ظہور وغیوب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے کہ وہ لازمۂ قدرت ہے۔ ذات قدرت سے ان سب فعلونکو کراتی ہے لیکن وہ اُن کا حق فاعلیت اپنے ذمہ نہیں لیتی۔

न च मां तानि कर्माणि निबध्नंति धनंजय॥

उदासीनवदासीनमसक्तंतेषु कर्मसु॥९॥

ذات ہمیشہ آزاد ہے اور کسی شے کا سبب نہیں بنتی

(۹) اے ارجُن چونکہ میں اُن فعلوں سے بے تعلق اور آزاد ہوں اِس لئے وہ فعل مجھے پابند نہیں کرتے۔

میں سدا ہوں اپنی قدرت سے بَری اور بے اثر
اِس لئے پابندیٔ افعال سے ہوں بےخطر

ذات کسی فعل کی فاعل نہیں بنتی اور بے لوث رہتی ہے اور یہ عالم قدرت کا جلوہ ہے۔

मयाध्यक्षेण प्रकृतिः सूयते सचराचरम्।

हेतुनानेन कौंतेय जगद्विपरिवर्त्तते॥१०॥

عالم میں جس قدر تبدیلیاں ہوتی ہیں اُن کو صفات ذات کی مدد سے پیدا کرتی ہے

(۱۰) اے ارجُن چونکہ میری مدد سے قدرت متحرک اور غیر متحرک اجسام کو پیدا کرتی ہے اِس لئے عالم گردش میں رہتا ہے۔

میری قدرت کے لوازم میں ہیں حرکت اور قرار
اِس طرح گردش میں ہے یہ عالمِ ناپائیدار

کُل لطیف اور کثیف اجسام کے ظہور وغیوب کا سبب قدرت ہے اور قدرت ذات پاک کی مدد سے قایم ہے۔

अवजानंति मां मूढा मानुषींतनु माश्रितम्।

परंभाव मजानंतो मम भूत महेश्वरम्॥११॥

मोघाशा मोघ कर्माणो मोघज्ञाना विचेतसः।

राक्षसीमासुरीं चैव प्रकृतिं मोहिनीं श्रिताः॥१२॥

بدخصلت لوگ ذات پاک کی پرستش نہیں کرتے

(۱۱و۱۲) میں عالم کا صاحب ہوں اور انسان کے جسم میں مقیم ہوں مگر جن نادانوں کی خواہشیں جھوٹی اور فعل بے نتیجہ اور علم بے معنی ہوتا ہے اور جو کم فہم ہوتے ہیں اور شیطانی اور نفسانی خصلت رکھتے ہیں وہ میری اعلیٰ حقیقت کو نہیں جانتے اور میری یاد نہیں کرتے

صاحب عالم ہوں میں گو جسم انساں میں مقیم
جنکی جھوٹی خواہشیں ہیں جنکے لاحاصل ہیں فعل
وہ مری اعلیٰ حقیقت سے ہیں بالکل بیخبر

جو بشر نادان ہیں اور اخلاق جنکے ہیں ذمیم
علم بے معنی ہی جنکا اور عقیدت جنکی جہل
زندگی حرکات شیطانی میں کرتے ہیں بسر

جسم انسان آئینہ جمال ربانی ہے جن کے دیدۂ حق بیں پندار کی وجہ سے کور ہوجاتے ہیں اور جو نفسانی خواہشات کا پورا کرنا زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں وہ لذات حواس میں گرفتار رہتے

ہیں اور مشاہدہ ذات کی طرف رجوع نہیں کرتے۔

महात्मानस्तु मांपार्थ दैवीं प्रकृतिमाश्रिताः।
भजंत्यनन्यमनसो ज्ञात्वा भूतादिमव्ययम्॥१३॥

نیک خصلت ذات کو معبود مانتے ہیں

(۱۳) اے ارجن جو قابل تعظیم انسان صفت رحمانی رکھتے ہیں وہ مجکو عالم کا مبدا اور فنا سے برتر جانکر میری یاد کرتے ہیں۔

طالبان با صفا جن کی ہیں ملکوتی صفات	اُن کی نظروں میں ہی کل عالم کا مبدا میری ذات

सततं कीर्त्तयंतो मां यतंतश्च दृढव्रताः।
नमस्यंतश्च मां भक्त्या नित्ययुक्ताउपासते॥१४॥

اور اس کی پرستش کرتے ہیں

(۱۴) ثابت قدم انسان میری حمد و ثنا اور عبادت کرتے ہوئے اور صدق دل سے میری بندگی کرتے ہوئے میری پرستش میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔

ہے میری حمد و ثنا و بندگی اُن کا شعار	اور وہ میری یاد میں رہتے ہیں دائم ہوشیار

اوپر کے منتر ۱۳ و ۱۴ میں اُن لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو کرم اور اوپاسنا یعنی نیک افعال اور خدا پرستی کے پابند رہتے ہیں اور اسی کو اعلیٰ سمجھتے ہیں۔

ज्ञानयज्ञेन चाप्यन्ये यजंतो मामुपासते।
एकत्वेन पृथक्त्वेन बहुधा विश्वतोमुखम्॥१५॥

عارف کثرت میں وحدت کو دیکھتا ہے

(۱۵) بعض علمی ریاضت کے کرنے والے میری ذات کی جو کثرت کے باعث عالم میں مختلف اشکال میں نمایاں ہے وحدت کے عقیدے سے پرستش کرتے ہیں۔

عارفوں کو جن کی وحدت پر نگہ قایم ہوئی	جلوۂ یکرنگ رنگا رنگیٔ عالم ہوئی
عالم اسباب ان کی آنکھوں میں ہی از سر تا بپا	ہیچ ہے چشم بصیرت کی نظر میں ما سوا

اس منتر میں اون حقیقت شناس عارفوں کا ذکر ہے جو پندار کو موہوم تصور کر کے ذات واحد کو کل اجسام میں محیط مانتے ہیں اور اپنا معبود جانتے ہیں۔

نماز زاہداں سجدہ سجود است	نماز عاشقاں ترک وجود است

अहं क्रतुरहं यज्ञः स्वधाहमहमौषधम्।
मंत्रोऽहमहमेवाज्यमहमग्निरहं हुतम्॥१६॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے۔

(۱۶) کرتو میں ہوں۔ یگیہ میں ہوں۔ غلہ میں ہوں۔ نباتات میں ہوں۔ منتر میں ہوں۔ گھی میں ہوں۔ آگ میں ہوں۔ اور آہوتی میں ہوں۔

میں ہی کرتو میں ہی یگ ہوں میں ہی غلہ میں ہی گھی	میں ہی آگ اور میں ہی منتر اور میں ہی آہوتی

اس یگ کے کرنیکی وید میں ہدایت کی گئی ہے اوسے کرتو کہتے ہیں لفظ یگ سے عام طور پر وہ یگ مُراد ہیں جو شاستر وغیرہ میں درج ہیں۔ غلہ۔ نباتات۔ منتر۔ گھی۔ آگ اور آہوتی گیہ کے اشیاء متعلقہ ہیں خواستگار بہشت آگ کو جلاتے اور اشیاء خوردنی اس میں ڈالتے ہیں۔ عارف عالم کو فعل قدرت یعنی برہم یگ جانکر علمی ریاض کرتا ہے یعنی اپنی پندار کو آتش عرفان میں جلاتا ہے ۱۶ سے ۲۰ منتر تک کے معنی علم اشراق کے حاصل ہونے پر کلیتاً حل ہو جاتے ہیں۔

पिताहमस्य जगतो माता धाता पितामहः।
वेद्यं पवित्रमोङ्कार ऋक्साम यजुरेव च॥१७॥

ذات واحد کل عالم میں محیط ہے

(۱۷) میں اس عالم کا باپ۔ ماں۔ محافظ اور بزرگ ہوں جاننے کے قابل اور متبرک اونکار ہوں اور رگ وید۔ سام وید اور یجروید ہوں۔

میں ہوں سب کا والد و مادر بزرگ و پاسباں	میں ہوں تینوں وید رگ۔ سام و یجر کا رازداں

کل مخلوقات کا اور حرف و صوت کا وجود بے بود ہے ذات نامتناہی ہست مطلق ہے اور اُن سب کے ظہور کا سبب ہے۔

गतिर्भर्त्ता प्रभुः साक्षी निवासः शरणं सुहृत्॥

प्रभवः प्रलयःस्थानं निधानंवीजमव्ययम ॥१८॥

ایضاً (۱۸) میں منزل مقصود۔ پروردگار۔ مالک۔ شاہد۔ قیام گاہ۔ جائے پناہ۔ مربّی پیدائیش وفنا کا مقام۔ مخزن اور غیر فانی تخم ہوں۔

مصدر عالم مقدّس اسم اعظم اونکار میں ہی ملجا و ماوا اور مربّی خلق کا ،	منزل مقصود مالک شاہد و پروردگار تخم لافانی کی صورت موجب خلق و فنا

اے کہ شاہ دیار یکتائی	جلوہ گر گشت در من ومائی	روز وحدت بکثرت آوردی	اے تو پنہاں زبس ہویدائی
غیر تو نیست تا ترا بیند	درحقیقت ترا تو بینائی	ہمہ سوئی چرا ہمہ سوئی	ہمہ جائی چرا ہمہ جائی
چوں بصحرا شدی زخلوت ہر	علامے شہر تست صحرائی	دیدہ و نور دیدہ جملہ توئی	از کہ برقہ زروئے کشائی
	درحجاب از کہ ماندۂ ہر گاہ	خود تماشا و خود تماشائی	

तपाम्यहमहं वर्षं निगृह्णाम्युत्सृजामि च ॥
अमृतं चैव मृत्युश्च सदसच्चाहमर्जुन ॥१९॥

ایضاً (۱۹) اے ارجن طپش میں ہوں۔ بارش میں ہوں۔ مادّہ جاذبہ اور مادّہ باردہ میں ہوں۔ حیات اور ممات میں ہوں۔ حق و باطل میں ہوں۔

میں تپش ہوں میں ہی بارش جاذبہ اور باردہ	زندگی اور موت میں ہی حق و فکر باطلہ ،

زمین قمر اور آفتاب اِن تینوں چرخ کے مجموعہ کا نام ترلوکی ہے اور یہی صورت پر جاپتی کی اوپنشدوں نے ظاہر کی ہے دن رات پکش مہینہ اُتراین دکھناین طپش بارش حیات ممات برودت اور خشکی دنیا میں اِسی کے نتیجہ سے پیدا ہوتے رہتے ہیں

اِس تصویر میں آفتاب کو مرکز قایم کرکے زمین کی گردش اوسکے گرد اور چاند کی گردش زمین کے گرد دکھائی گئی ہے۔ مگر آفتاب معہ کرۂ زمین و قمر کے اپنے محور پر اور نیز قطب شمالی کے گرد جو اوسکا مرکز ہے چکر کرتا رہتا ہے۔ اِس تصویر میں ستائیس نکھشتر جنہیں بست وہفت منزل قمر کہتے ہیں اور بارہ راشی جنہیں بارہ بروج کہتے ہیں دکھائے گئے ہیں راشیاں آفتاب سے ایک

سطح میں اور نکھشتر کے خطوط عمودی شکل میں ہیں جن کا رُخ جانب دھرو ستارے کے ہے جیسے گنبد پر گول اور آڑے خطوں سے نقش چوگانہ بنکر تقسیم حصص ہو جاتی ہے علمائے قدیم نے نظام شمسی کو اس عقلی دلائل سے اِس طرح پر راشیوں اور نکھشتروں میں تقسیم کرکے تمام سیاروں کی گردش اور اوقات اور مقامات دریافت کیے ہیں اور اونکے احکام اسوقت تک بموجب اسی قاعدہ کے درست پائے جاتے ہیں۔ بارہ مقام سے آفتاب کی شکل بارہ طرح کی نظر آتی ہے دراصل آفتاب ایک ہی ہے اور بارہ موقعات کے لحاظ سے بارہ نام اُس کے رکھے گئے ہیں۔

اِس نقشہ میں تین سیاہی کے دائرے آفتاب کے گرد ہیں اور ایک جانب اوس کے ۳۶۵ کا عدد تین جگہ علیحدہ لکھا ہوا ہے کل دائرہ کی تعداد تین سو پینسٹھ دن یعنی سال شمسی ہے جسمیں زمین اپنا چکر آفتاب کے گرد پورا کرتی ہے مگر چاند اپنی تیز رفتار سے اپنی گردش کو ۳۶۵ دن میں پورا کرلیتا ہے اور ہر گردش میں دس درجہ آگے بڑھ جاتا ہے اس طور سے تین گردشوں میں تین دن بڑھا کر اوسکی چھتیس گردشوں میں اپنی ۳۷ گردش کرلیتا ہے اِسی وجہ سے منجموں نے دونوں قسم کی گردشوں کی اوسط نکالنے کے لیے ایک لوند کا مہینہ قرار دیکر حساب کو پورا کیا ہے تاکہ تیوہار اور موسم اپنے اپنے مقررہ اوقات پر بدستور آویں اہل اسلام کے تیوہار اس حساب کے نہونے اور صرف قمری مہینوں کی پابندی کے باعث ہمیشہ دیگر موسموں میں بدلتے رہتے ہیں۔

متقدمین نے چاند کی گردش کو ۲۷ حصوں میں اِس وجہ سے تقسیم کیا ہے کہ آفتاب کے بارہ راشیوں کے حساب کو پورا کرنیکے واسطے اور کوئی عدد کام نہیں دیسکتا ہے قمری ۲۷×۴=۱۰۸ اور شمسی ۱۲×۹=۱۰۸ دونوں ایک پیمانہ میں آجاتی ہیں ۱۰۸×۱۰=۱۰۸۰ اور ۳۶۰×۳=۱۰۸۰ نکھشتر دن کے حساب سے چالیس گردش قمری مہینے کی ۳۷ گردش کے مساوی ہوتے ہیں اور شمسی مہینے کی ۳۶ گردش کے برابر ہو جاتے ہیں ہر نکھشتر کے چار حصہ یعنی ۲۷×۴=۱۰۸ اور ہر راشی کے نو حصہ پر تقسیم کرنے سے ۱۲×۹=۱۰۸ نقشہ کے حاشیہ پر باتشریح دکھا دیے گئے ہیں۔ یہ قانون قدرت ہے جسکو قدیم مہرشیوں نے اپنی قوت علمی سے دریافت کرکے دنیا کے بہبود کے واسطے

قاعدہ باندہ دئے ہیں۔ اور اُنکے سمجھ لینے سے عقل کو روشنی ہوتی ہے۔

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापायज्ञै रिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयंते ॥
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोकमश्नंति दिव्यां दिवि देवभोगान ॥२०

نیک افعال بہشت کو حاصل کرتے ہیں۔

(۲۰) جو تینوں ویدوں کے معتقد سوم کے رس کو پیکر گناہوں سے پاک ہوکر اور یگ کرکے بہشت کے طالب ہوتے ہیں وہ بہشت کی آرام گاہ میں پہونچکر عمدہ اور دل کش لذات بہشتی حاصل کرتے ہیں۔

وید کے جو معتقد کرتے ہیں پیکر سوم رس اونکا فردوس بریں میں جاکے ہوتا ہے قیام	پاک نیت سے ریاضت اور جنت کی ہوس اور وہ ہوتے ہیں بہشتی لذتوں سے شادکام

ते तं भुक्त्वास्वर्गलोकं विशालं क्षीणे पुण्ये मर्त्यलोकं विशंति
एवं त्रयीधर्ममनुप्रपन्ना गता गतं कामकामा लभंते ॥२१॥

بعد چندے عالم میں واپس آتے ہیں اور گردش میں پڑتے ہیں۔

(۲۱) اور اُس بلند مقام میں حظ نفس اوٹھا کر ثواب کے ختم ہونے پر عالم فانی میں داخل ہوتے ہیں اِس طور پر جو لوگ خواہشوں کے پابند ہیں اور تینوں ویدوں کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں وہ آمد و رفت میں رہتے ہیں۔

ختم ہو جاتا ہے جب اُسے ریاضتوں کا ثمر پیروانِ وید جنکا دل ہے پُر از مدعا	واصلانِ عیش کا جنت سے ہوتا ہے سفر جبر قدرت سے ہیں یوں آواگوں میں مبتلا

جو لوگ بیم اور اُمید رکھتے ہیں اور عقبیٰ کے عیش و آرام کے حاصل کرنیکی غرض سے عقاید مذہبی کی پابندی اور نیک افعالی اختیار کرتے ہیں وہ اپنی خواہش میں کامیاب ہوتے ہیں لیکن علم ذات سے ناواقف ہونے کے باعث وصال ذات کے اعلیٰ اور اصلی آرام سے محروم رہتے ہیں۔

अनन्याश्चिंतयंतो मां ये जनाः पर्युपासते ॥
तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षेमं वहाम्यहम् ॥२२॥

نیک افعال کا ثمرہ ضرور رہتا ہے

(۲۲) جو لوگ دل کو یکسو کرکے میری پرستش کرتے ہیں اور ہمیشہ میری یاد میں مشغول رہتے ہیں انکی امداد اور حفاظت کرتا ہوں۔

یاد کرتے ہیں مجھے جو لوگ باصدق و صفا	اُنکی امداد و حفاظت فرض اوّل ہے میرا

येऽप्यन्यदेवताभक्ता यजंते श्रद्धयान्विताः ॥
तेऽपि मामेव कौंतेय यजंत्यविधिपूर्वकम् ॥२३॥

نیک افعال انسان صفات پرست اور ادنیٰ ہیں۔

(۲۳) جو اور دیوتاؤں کو مانتے ہیں اور اعتقاد کے ساتھ انکا یگ کرتے ہیں اے ارجن وہ بھی بیقاعدہ طور پر میری ہی پرستش کرتے ہیں۔

جو ارادتمند دل سے ہیں طلبگار صفات	وہ بھی میری بندگی کرتے ہیں گو بے علم ذات

اگرچہ دیوتاؤں کو پوجنے والے ذات کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں تاہم وہ ارادت صادق رکھتے ہیں اِس لئے اون کو طالب ذات کہنا درست ہے۔

अहं हि सर्वयज्ञानां भोक्ता च प्रभुरेव च ॥
न तु मामभिजानंति तत्त्वेनातश्च्यवंति ते ॥२४॥

چونکہ وہ ذات کی اعلیٰ حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں اِس لئے وہ گردش میں رہتے ہیں

(۲۴) میں سب یگوں کا قبول کرنیوالا ہوں اور معبود ہوں چونکہ وہ میری اِس حقیقت کو نہیں جانتے اونکا تنزل ہوتا ہے۔

میں ہوں معبود اور مجھسے ہے نتایج کا حصول	ہیں سدا گردش میں وہ جنکا نہیں کوئی اُصول

ذات ہست مطلق ہے اور یگ تپ وغیرہ سب ریاضتیں اوسکی قدرت کا جلوہ ہیں دیوتا کے پوجنے والے اِس حقیقت کو نہیں جانتے پس وہ وصال ذات سے بے نصیب رہتے ہیں۔

यांति देवव्रता देवान्पितॄन्यांति पितृव्रताः ॥
भूतानि यांति भूतेज्या यांति मद्याजिनोऽपि माम ॥२५॥

انسان جس کا طالب ہوتا ہے اوسیکو پاتا ہے۔

(۲۵) دیوتاؤنکے پوجنے والے دیوتاؤں کو پاتے ہیں مُردوں کو پوجنے والے مُردوں کو عنصروں کے پوجنے والے عنصروں کو میرے پوجنے والے مجھ کو۔

جس کا جو طالب ہے آخر کار پاتا ہے اُسے	ماسوا کا ماسوا کو اور میرا طالب مجھے

دیوتاؤں کے پوجنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی محدود عقل کے موجب ایجاد قیام اور فنا وغیرہ مختلف

صفتوں کو جن کا ذات پاک سے نمود ہے اپنا معبود قرار دیکر اونکی پرستش کرتے ہیں اکثر مذاہب اس زمرے میں شامل ہیں جتنے آدمی بھوت پریت میراں مدار اور دیگر متوفیان کے متعقد ہیں وہ سب مُردوں کے پوجنے والے ہیں۔ جو اقوام سورج چاند پیپل اور آگ وغیرہ کو پوجتے ہیں وہ عناصر پرست ہیں۔ جو حق اور باطل کی تمیز حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ طالب ذات ہیں۔

पत्रं पुष्पं फलं तोयं यो मे भक्त्या प्रयच्छति ॥
तदहं भक्त्युपहृतमश्नामि प्रयतात्मनः ॥२६॥

علم ذات کے حاصل کرنے میں تھوڑی سی کوشش بھی ضایع نہیں ہوتی

(۲۶) جو صدق ارادت سے پتہ پھول پھل یا جل مجھے پیش کرتا ہے اوسکے صدقِ ارادت سے دی ہوئی شے کو میں بخوشی قبول کرتا ہوں

پیش کرتا ہے مجھے جو پتر جل پھل یا کہ پھول
ہے یہ راسخ یہ اُس کا مجھکو دِسے ہے قبول

پتہ پھول پھل اور پانی وغیرہ ادنیٰ درجہ کی چیزیں بھی جو سچے عقیدہ سے دیجاتی ہیں پسندیدہ ہوتی ہیں مطلب یہ ہے کہ علم ذات کے حاصل کرنے میں صدق ارادت سے اگر تھوڑی سی بھی کوشش کیجاوے لاحاصل نہیں ہوتی اور جو شے جس کسی معبود کو سچے عقیدے سے پیش کیجاتی ہے اُسکی قبول کرنیوالی ذات ہے

यत्करोषि यदश्नासि यज्जुहोषि ददासि यत् ॥
यत्तपस्यसि कौंतेय तत्कुरुष्व मदर्पणम् ॥२७॥

انانیت کو ترک کرنا چاہیے

(۲۷) اے ارجن تو جو کچھ کرتا ہے۔ جو کچھ کھاتا ہے جو کچھ ہومتا ہے جو کچھ خیرات کے طور پر دیتا ہے اور جو ریاضت کرتا ہے اوسے مجھ سے منسوب کر

مجھ سے کر منسوب ارجن فاعلیت فعل کی
دہرم یگ تپ دان اور بہوجن ہیں اصل زندگی

جتنے فعل تجھسے سرزد ہوں تو اون کے فاعل ہونے کے خیال کو چھوڑ دے اور ذات مطلق کی قدرت کو اُن کا فاعل سمجھ۔

शुभाशुभ फलैरेवं मोक्ष्यसे कर्मबंधनैः ॥
संन्यास योग युक्तात्मा विमुक्तो मामुपैष्यसि ॥२८॥

افعال کی قید سے آزاد ہونے اور وصال حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

(۲۸) اِس طور پر تو افعال کی قید سے جن کا نتیجہ نیک اور بد ہے چھوٹ جائیگا اور علم حقیقت کے طریقہ کا شاغل ہو کر آزادی حاصل کریگا اور مجھ میں وصل ہوگا۔

جبکہ تو پابندیِ افعال سے ہو کر رہا
ترک کر دیگا جزائے فعل کا بیم و رجا
لوحِ خاطر سے ترے نقشِ خودی مٹجائیگا
مجھ میں واصل ہو کے تو ہستی کو میری پائیگا

جب انسان قدرت کو تمام فعلوں کا فاعل مانتا ہے تب وہ افعال اوسے پابند نہیں کرتے یعنی عارضات کے سرزد ہونے میں جو ذات کی ادراک سے حاصل ہوتا ہے فعل کے ہونے سے کوئی نقص واقع نہیں ہوتا اس کل ادہیا میں صرف اُتنی ہی عملی طریقت ہے جو اوپر کے منتر میں بیان کی گئی۔

समोऽहं सर्व भूतेषु न मे द्वेष्योऽस्ति न प्रियः ॥
ये भजंति तु मां भक्त्या मयि ते तेषु चाप्यहम् ॥२९॥

چونکہ ذات متضادہ صفتوں سے آزاد ہے اِسلئے جو لوگ انانیت کو چھوڑ کر افعال کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں وہ ذات میں وصل ہوتے ہیں۔

(۲۹) میں سب میں مساوی ہوں اور شوق اور نفرت نہیں رکھتا جو مجھے عشق کے ساتھ یاد کرتے ہیں وہ مجھ میں محو ہو جاتے ہیں اور میں اون میں۔

سب میں میں یکساں ہوں یعنی شوق و نفرت سے بری
اُنمیں میں ہوں مجھ میں وہ جسکو محبت ہے مری

جو مرقومہ بالا طریقت سے ذات پاک کے طالب ہوتے ہیں اون کے حال پر یہ شعر صادق آتا ہے

او در دل منست و دل من بدست اوست
چوں آئینہ بدست من و من در آئینہ

अपि चेत्सुदुराचारो भजते मामनन्यभाक् ॥
साधुरेव स मंतव्यः सम्यग्व्यवसितो हि सः ॥३०॥

جو بد افعال علم ذات کا طالب ہو اوسے نیک افعال خیال کرنا چاہیے

(۳۰) جو کوئی بد افعال میری ذات واحد کا تصور کرتا ہے اوسکو بھی نیک افعال ماننا چاہیے کیونکہ اوسکا ارادہ نیک ہوتا ہے

جان کو قربان کرتا ہے جو میرے نام پر
نیک ہے بدکار بھی ملتا ہے نیت کا ثمر

جو بھی کوئی بد افعال علم ذات کا متلاشی ہے اوسے نیک افعال کرنا لازم ہے کیونکہ اوسکا راہ راست پر آنا ثابت کرتا ہے کہ اوسکی بدخصلت مغلوب ہوگئی ہے اور نیک خصلت غلبہ پاگئی ہے۔

क्षिप्रं भवति धर्मात्मा शश्वच्छान्तिं निगच्छति॥
कौन्तेय प्रतिजानिहि न मे भक्तः प्रणश्यति ॥३१॥

چونکہ وہ علم انسان کو جلد نیک افعال بناتا ہے اوسکی حاصل کرنے میں کوشش رائگاں نہیں ہوتی	(۳۱) وہ جلد نیک افعال ہو جاتا ہے اور دائمی اطمینان پاتا ہے اے ارجن میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ میرا طالب فنا نہیں ہوتا۔

نیک اعمالی میں اسکو جلد آتا ہے قرار	یہ سمجھ لے میر طالب ہے فنا سے رستگار

علم ذات میں کوشش کرنے سے نیک افعالی بڑھتی ہے شکوک رفع ہوتے ہیں اور حالت سکون ملتی ہے۔

मां हि पार्थ व्यपाश्रित्य येऽपि स्युः पापयोनयः॥
स्त्रियो वैश्यास्तथा शूद्रास्तेऽपि यान्ति परां गतिम् ॥३२॥

عورت ویش اور شودر بھی وصال حاصل کرسکتے ہیں	(۳۲) اے ارجن جب کہ ناقص الوجود عورت اور ویش۔ اور شودر میری پناہ میں آکر اعلیٰ منزل پر پہونچ جاتے ہیں۔

فرقہ نسوان ناقص عقل و ویش و شودر جب	سایہ رحمت میں اعلیٰ منزلت پاتے ہیں سب

عورت ویش اور شودر کیطرف حقارت سے دیکھنا بیجا ہے کہ وہ بھی علم ذات حاصل کرکے درجہ کمال پر پہونچ سکتے ہیں۔

किंपुनर्ब्राह्मणाः पुण्या भक्ता राजर्षयस्तथा ॥
अनित्यमसुखं लोकमिमं प्राप्य भजस्व माम् ॥३३॥

برہمن اور چھتری کا تو کیا ذکر ہے علم ذات کو جو آرام ابدی دیتا ہے حاصل کرنا واجب ہے۔	(۳۳) تو پھر نیک خصلت برہمن اور طالب ذات راج رشی کا کیا ذکر کیا جاوے تو اس عالم کو بے ثبات اور آرام ابدی سے خالی جانکر مجھے یاد کر

نیک خصلت برہمن اور باصداقت چھتری بے ثبات عالم ہے اور مفقود عیش دوام	کیا تعجب ہے اگر ہوں راز دار سرمدی اتنے نکتہ کو سمجھکر یاد کر میری مدام

اگر برہمن اور چھتری درجہ کمال کو پاویں تو کوئی تعجب کا مقام نہیں کیونکہ وہ علم اوسکا تارکہ ہے

جس کے بدولت آسائش ابدی ملتی ہے۔

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु॥
मामेवैष्यसि युक्त्वैवमात्मानं मत्परायणः॥३४॥

علم ذات حاصل کرکے ذات میں واصل ہو	(۳۴) مجھ میں دلکو لگا۔ میری پرستش کر۔ میرے واسطے یگ کر میری بندگی کر۔ تو اس طریقہ سے اپنی ہستی کو میرے حوالہ کرکے مجھ میں وصل ہوگا۔

مجھ میں اپنا دل لگا اور مجھکو سچا مان لے نقد ہستی کر مجھے تفویض تو ہو جا فنا	میری خاطر کر ریاضت مجھکو مالک جان لے مجھ میں واصل ہوگا میرے قول پر ایمان لا

ہستی بحت کو اپنے دل میں تسلیم کرنے سے پندار کا حجاب رفع ہوتا ہے اور وصال کی صورت نظروں میں پیدا ہوتی ہے علم ذات کے حاصل کرنیکا یہی طریقہ ہے اور اوسی کو مصنف نے اوپر کے ستائیسوین منتر میں دیگر الفاظ میں بیان کیا ہے

श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योग शास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे राजविद्या राज- गुह्य योगो नाम नवमोऽध्यायः ॥९॥

سری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی راج ودیا راج گھیہ یوگ نام نوین ادھیا ختم ہوئی

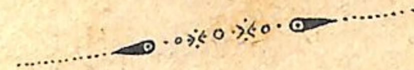
نوین ادھیا کا خلاصہ

(۱) ہستی بحت حدوث اور قدیم سے برتر اور افعال سے بے تعلق ہے کل افعال کی پیدایش اور عالم کا ظہور اور غیوب صفات سے ہوتا ہے۔ ذات اور صفات کے درمیان ایک عجیب تعلق ہے جو کہ ادراک معقولات سے برتر ہے اور پندار کے ترک کرنے کے بعد چشم معرفت سے نظر آتا ہے اسے تعلق اسوجہ سے کہتے ہیں کہ صفات کا ذات کیوجہ سے قیام ہے اور لفظ تعلق درست بھی نہیں ہے کیونکہ ایک دوسرے سے الحاق نہیں۔ مقناطیس لوہے کو دور سے کھینچتا ہے مگر کوئی شخص نہیں بتا سکتا کہ ان

میں کس قسم کا تعلق ہے جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے وہی علم ذات ہے اور ہر فرد بشر مرد خواہ عورت کو وہ علم حاصل ہو سکتا ہے اور پھر کبھی فنا نہیں ہوتا اوسکا حاصل کرنا انسان کا فرض ہے اور اوس کے حاصل کئے بغیر وصال ممکن نہیں۔

(۲) انسان تین قسم کے ہوتے ہیں بد افعال۔ نیک افعال اور عارف۔ بد افعال لذات دنیوی میں مصروف رہتے ہیں اور کسی کو اپنے سے اعلیٰ اور واجب التعظیم نہیں سمجھتے اس قسم کے آدمی دام غفلت میں گرفتار اور ذلیل وخوار رہتے ہیں۔ نیک افعال اپنا خالق اور معبود مانتے ہیں اور حواس کو مطیع کرکے اوسکی پرستش میں مصروف رہتے ہیں اونکو اپنی نیک افعالی کے ثمرے میں آرام وآسائش حاصل ہوتے ہیں مگر وہ اصلی نہیں ہوتے یعنی اونکا ہمیشہ قیام نہیں رہتا عارف حق وباطل کو شناخت کرتا ہے اور عالم کو صفات کا جلوہ اور پندار کو ایک موہوم شے جانتا ہے۔ پس وہ بیم ورجا کا پابند نہیں ہوتا اور علم ذات میں مسرور رہتا ہے اوسکا درجہ نیک افعالوں سے بلند ہے۔

(۳) علم ذات پندار کے ترک سے حاصل ہوتا ہے یعنی جب تک پندار کا حجاب رفع نہیں ہوتا علم ذات اور وصال ہرگز حاصل نہیں ہوتے اِس لیۓ انانیت کا چھوڑنا انسان کو واجب ہے۔



دسویں ادہیا وبھوتی یوگ

श्री भगवानुवाच

भूयएव महाबाहो शृणु मे परमं वचः॥
यत्ते ऽहं प्रीय माणाय वक्ष्यामि हितकाम्यया॥१॥

شری بھگوان نے فرمایا

علم ذات کی اِس ادہیا میں مکرر تشریح درج ہے۔

(۱) اے ارجن تو میرے اعلیٰ کلام کو دوبارہ سُن چونکہ تو مجھے عزیز ہے اِسلئے میں تیری بہتری کے خیال سے ذیل میں اُسکی تشریح کرتا ہوں۔

سُن مفصل رازِ مخفی ارجنؔ اب بارِ دگر
مجھکو اے پیارے تری بہبود ہے مدِ نظر

دسویں ادہیا میں متکلّم نے عجائبات عالم کو ذات واحد کا جلوہ ثابت کیا ہے۔

न मे विदुः सुरगणाः प्रभवं न महर्षयः॥
अहमादिर्हि देवानां महर्षीणांच सर्वशः॥२॥

صفات پرست اِس علم سے ناواقف رہتے ہیں

(۲) میری حقیقت کو دیوتا اور مہرشی نہیں جانتے اِسوجہ سے کہ میں سب دیوتاؤں اور مہرشیوں کا مبدا ہوں

مہرشی اور دیوتاؤں کی ہے مجھسے ابتدا
اِسلئے میری حقیقت سے ہیں وہ نا آشنا

مہرشی وہ عارف ہیں جنھوں نے باہمی مناظرے سے عالم کی ایجاد قیام اور فنا کو تحقیق کرلیا ہے اور دیوتا اُن لطیف قوتوں کا نام ہے۔ جو انسان اور دیگر حیوانات میں بصورت قوت متخیلہ وعقل وغیرہ موجود ہیں اور جسم میں محدود نظر آتے ہیں وہ سب دراصل ذات نامتناہی کی قدرت کے مختلف اشکال ہیں اور اوس سے ظہور پاکر اوسیکا حجاب ہو رہے ہیں پس جو کچھ اونکے ذریعہ سے دریافت ہوتا ہے اون سب کا مبداء وہ ذات ہے۔

योमामजमनादिंच वेत्तिलोकमहेश्वरम्॥
असंमूढः स मर्त्येषु सर्वपापैः प्रमुच्यते॥३॥

جو لوگ اُس سے واقفیت حاصل کرتے ہیں وہ گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں

(۳) میں پیدائش اور فنا سے بری اور عالم کا صاحب ہوں جو دانشمند انسان مجھے جان لیتا ہے وہ گناہوں سے رہائی پاتا ہے۔

میں ازل سے ہوں ابد تک مالکِ کون و مکاں
معصیت سے پاک و بالا تر ہے میرا رازداں

बुद्धिर्ज्ञान मसम्मोहः क्षमा सत्यं दमः शमः॥
सुखं दुःखं भवो भावो भयं चाभयमेव च ॥४॥
अहिंसा समता तुष्टिस्तपो दानं यशो ऽयशः॥
भवंति भावा भूतानां मत्त एव पृथग्विधाः ॥५॥

انسانی طبائع ذات پاک سے ظہور پاتی ہیں

(۴و۵) عقل[1]-علم[2]-ہوشیاری[3]-تحمل[4]-راستبازی[5]-نفس کشی[6]-ضبط دل[7]-خوشی[8]-رنج[9]-پندار[10]-ترک پندار[11]-خوف[12]-بیخوفی[13]-رحمدلی[14]-سکون[15]-قناعت[16]-ریاضت[17]-فیاضی[18]-خیر طلبی[19]-اور بدخواہی[20]-وغیرہ انسان کی مختلف خصلتوں کا ظہور مجھسے ہوتا ہے

علم و دانش ہوشیاری ضبطِ دل رنج و خوشی
خوف بیخوفی سکونِ دل خودی ترکِ خودی
مختلف خاصیتوں کا طبع انسان میں ظہور
بُردباری راستبازی نفسِ امّارہ کُشی
نیک و بد خواہی قناعت رحم اور دریا دلی
جانتے ہیں مجھُ سے جنکو جاننے کا ہے شعور

یہ بیس خصلتیں مندرجہ بالا طبائع انسان میں ذات واحد کی صفاتی قوتوں سے پیدا ہوتی ہیں اور اون کی امتزاج میں اختلاف ہونے کے سبب سے وہ مختلف ہوتی ہیں۔

महर्षयः सप्त पूर्वे चत्वारो मनवस्तथा ॥
मद्भावा मानसा जाता येषां लोक इमाः प्रजाः॥६॥

وہ سات اور چار صفاتی قوتوں کی ترکیب سے ظہور پاتی ہیں

(۶) سات قدیم مہرشی اور چار منو میری صفاتی قوتیں ہیں جن سے دنیا میں یہ خصلتیں پیدا ہوئی ہیں۔

میری اصلی طاقتیں چاروں منو ساتوں رشی
ہیں قدیمی جنسے پیدائش ہی مخلوقات کی

سات مہرشی اور چار منو کا اشارہ گائیتری منتر کی سات بھو مکا اور چار اوستھا پر ہے جن کے

اختلاط اور ترکیب سے مخلوقات میں تمام خصلتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ مخلوق چندے عالم وجود کی سیر کر کے خوابگاہ عدم میں جاتے ہیں گائیتری منتر پر غور کرنے سے مندرجہ بالا معنی صاف طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں۔

एतां विभूतिं योगं च मम यो वेत्ति तत्त्वतः॥
सोऽविकंपेन योगेन युज्यते नात्र संशयः॥७॥

جو بشر اون قوتوں کی ترکیب کو سمجھ لیتا ہے وہ اصلی آرام کو پاتا ہے۔

(۷) جو میری قدرت کو اور اوسکے اون جلوؤں کو ٹھیک طور پر جان لیتا ہے وہ بیشک ایسی حالت سکون کو پاتا ہے جسے کبھی جنبش نہیں ہوتی

قدرت اور جلوؤں کا میرے علم کامل ہے جنہیں
قطب ہیں وہ اور سکونِ قلب حاصل ہے انہیں

جو انسان ان منازل کو تمیز کر لیتا ہے اور اپنے وجود کی کیفیت سے آگاہ ہو جاتا ہے اوسکو ایسا قرار و اطمینان ملتا ہے جسمیں کبھی خلل واقع نہیں ہوتا یہ امر علمی ثبوت رکھتا ہے اور اسمیں شک کی گنجایش نہیں ہے اور انسان کو اس کے بارہ میں تشکوک اوسی وقت تک پیدا ہوتے ہیں جبتک اوس نے اسے علمی طور پر ثابت نہیں کیا ہے۔

شعر

ناصح بہ طعن گفت برو ترک عشق کن
معذور دار مست کہ تو اورا ندیدۂ

अहं सर्वस्य प्रभवो मत्तः सर्वं प्रवर्त्तते ॥
इति मत्वा भजंते मां बुधा भावसमन्विताः॥८॥

طالب صادق ذات پاک کے تحقیقات میں علمی بحث کرتے ہیں۔

(۸) جو دانشمند اور طالب صادق ہیں وہ یہ سمجھکر کہ میں سب کا مبدا ہوں اور سب کا مجھ سے ظہور ہے میری یاد کرتے ہیں۔

سب کا میں آغاز ہوں اور مجھسے ہے سب کا ظہور
یہ سمجھکر یاد کرتے ہیں مجھے اہل شعور

وہ صفاتی قوتیں جن کے متعلق عالم کا نظام ہے یہ کرت یعنی قدرت سے ظہور پاتی ہیں اور قدرت ذات کا عکس ہے پس ذات کل عالم کا مبدا ہے۔ جو لوگ تحقیقات باطنی کا شوق

رکھتے ہیں وہی اور اک ذات میں مشغول ہوتے ہیں۔

मच्चित्ता मद्गतप्राणा बोधयंतः परस्परम् ॥
कथयंतश्च मां नित्यं तुष्यंति च रमंतिच ॥९॥
तेषां सतत युक्तानां भजतां प्रीतिपूर्वकम् ॥
ददामि बुद्धि योगं तं येन मामुप यांति ते ॥१०॥

وہ علمی بحث کے نتیجہ میں علم ذات حاصل کرتے ہیں

(۹ و ۱۰) جو مجھ میں دل اور جان کو لگا کر میری بابت باہم گفتگو کرتے ہوئے اور میرا ذکر کرتے ہوئے ہمیشہ خوش و خرم رہتے ہیں اور میرے تصور میں ہر وقت عشق کیساتھ مشغول رہتے ہیں اونہیں میں وہ علم عرفان عطا کرتا ہوں جس کے وسیلے سے وہ مجھے پاتے ہیں۔

جو عقیدت مند مجھپر ہیں دل و جان سے فدا
دل سے میری بندگی کرتے ہیں جو صبح و مسا
جنکو دایم مشغلہ ہے میرے ذکر و فکر کا،
علم عرفان اُنکو بہر وصل کرتا ہوں عطا

جو لوگ صدق ارادت سے علم ذات کے بارہ میں گفتگو کرتے ہیں اور سچے دل سے اوسکی تلاش میں مصروف رہتے ہیں آخر کار علم ذات اونکی قلب پر آشکارا ہو جاتا ہے عشق صدق ارادت کا کام اور اپنے آپکو بھول کر اوس کی یاد میں رہنا منزل فنا ہے۔

तेषा मेवानुकं पार्थ महमज्ञानजं तमः ॥
नाशयाम्यात्म भावस्थो ज्ञान दीपेन भास्वता ॥११॥

علم ذات جہل و نادانی کو دور کرتا ہے۔

(۱۱) میں اپنی قدرت میں نزول کر کے رحمدلی کے ساتھ معرفت کے روشن چراغ سے اون کے جہل کی تاریکی دور کرتا ہوں۔

تیرگی عقل اُن کی بہتری کے واسطے
دور کر دیتا ہوں علم معرفت کی شمع سے

علم ذات کی روشنی سے نادانی کی تاریکی بالکل رفع ہو جاتی ہے اور سکون کی حالت پیدا ہوتی ہے۔

अर्जुन उवाच - परं ब्रह्म परं धाम पवित्रं परमं भवान् ॥
पुरुषं शाश्वतं दिव्यमादि देव मजं विभुम् ॥१२॥
आहुस्त्वा मृषयः सर्वे देवर्षिर्नारदस्तथा ॥
असितो देवलो व्यासः स्वयं चैवब्रवीषि मे ॥१३॥

ارجن نے سوال کیا

کل عارفان متفق الرائے ہیں کہ ذات پاک قدیم محیط اور ہست مطلق ہے۔

(۱۲ و ۱۳) دیورشی - نارد - اسیت - دیول - ویاس اور سب رشی آپکو وہ ذات بیان کرتے آئے ہیں جو ہست مطلق سب سے اعلیٰ نہایت پاک قدیم حیرت انگیز پیدایش و فنا سے آزاد اور محیط ہے اور آپ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔

ذات حق عالم کا مخزن اور سب سے پاک تر
مانتے ہیں آپکو ویاس اور نارد مہرشی
حیرت افزا اشرف و اوّل محیط و بے ضرر
دیول و آسیت فرماتے ہیں ایسا آپ بھی

सर्वमेतदृतं मन्ये यन्मां वदसि केशव ॥
न हि ते भगवन् व्यक्तिं विदुर्देवा न दानवाः ॥१४॥

بیم و امید رکھنے والے اوسکی حقیقت کو نہیں جانتے ہیں

(۱۴) اے کرشن آپ جو کچھ فرماتے ہیں میں اوسے بالکل صحیح مانتا ہوں اے بھگوان نیک اور بد انسان دونو آپ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

کرشن میں تسلیم کرتا ہوں ہدایت آپ کی
ہے نہان جن و ملک سے بھی حقیقت آپکی

جب تک انسان نظر عزیت رکھتا ہے اور بیم و اُمید میں گرفتار رہتا ہے علم ذات اوسکو ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔

स्वयमेवात्मनात्मानं वेत्थ त्वं पुरुषोत्तम ॥
भूत भावन भूतेश देवदेव जगत्पते ॥१५॥

لیکن عارف جیسے پند لو ہیں جانتے ہیں۔

(۱۵) آپ ذات پاک محرک اجسام - عالم کے صاحب سب سے

اعلیٰ اور سب کے مالک ہیں اور اپنے تئیں خود آپ ہی جانتے ہیں۔

آپ ہی پر منکشف ہوتا ہے عقدہ آپ کا — اے خداوندِ مسبب ذات پاک وکبریا

اے حجاب روئے تو روئے تو ہست درہمہ حال — نہانی از ہمہ عالم زبسکہ پیدائی

वक्तुमर्हस्यशेषेण दिव्या ह्यात्म विभूतयः॥
याभिर्विभूतिभिर्लोकानिमांस्त्वं व्याप्य तिष्ठसि॥१६॥

ارجن کرشن جی سے درخواست کرتا ہے کہ اپنی قدرت کے جلووں کو مفصل بیان کیجئے۔

(۱۶) اب آپ اون نادر جلووں کا مفصل بیان کیجئے جن سے آپ نے اس کل عالم کو معمور کر رکھا ہے۔

ایسے جلوؤں کو مفصل مجھپہ ظاہر کیجئے — جنسے یہ عالم منور کر رکھا ہے آپ نے

कथं विद्यामहं योगिंस्त्वां सदा परिचिंतयन्॥
केषु केषु च भावेषु चिंत्योऽसि भगवन्मया॥१७॥

میں آپکی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہوں۔

(۱۷) آپ تو قادر مطلق ہیں میں آپکو کس تصوّر کی مزاولت سے جان سکتا ہوں اے صاحب بتائے کہ میں آپ کا تصوّر کن وسایل سے کروں

کن وسایل سے ملیگا مجھکو منظر آپ کا — ہے تصوّر کونسی شکلوں میں بہتر آپ کا

विस्तरेणात्मनो योगं विभूतिं च जनार्दन॥
भूयः कथय तृप्तिर्हि शृण्वतो नास्ति मेऽमृतम्॥१८॥

آپکی قدرت کے جلووں کا حال سننا چاہتا ہوں۔

(۱۸) اے کرشن آپ اپنی قدرت اور اوس کے جلووں کو بالتصریح پھر فرمائیے کیونکہ آپ کا کلام آب حیات کی تاثیر رکھتا ہے اور اوس کے سننے سے میری سیری نہیں ہوتی۔

اپنی قدرت کے کرشمے پھر بیان فرمائیے — قطرہ کو ترسے تر میرا دہاں فرمائیے

علم ذات بیشک آبحیات ہے کیونکہ جو شخص اوسے نوش کرتا ہے وہ حیات جاودانی پاتا ہے۔

श्रीभगवानुवाच-हंत ते कथयिष्यामि दिव्या ह्यात्मविभूतयः
प्राधान्यतः कुरुश्रेष्ठ नास्त्यंतो विस्तरस्य मे॥१९॥

شری بھگوان نے فرمایا

قدرت کے جلووں کی انتہا نہیں ہے۔

(۱۹) اچھا اب میں تجھے اپنے خاص اور نادر جلوے بتاتا ہوں یوں تو میرے جلووں کی انتہا نہیں ہے۔

مجھسے سن اب تذکرہ تو میرے خاص اعجاز کا — میرے جلوؤں کی نہیں ہے یوں تو کوئی انتہا

ذات بحت کی قدرت کے جلوے کثیر اور بے انتہا ہیں بلکہ کل اجسام نے اوس سے نمود پایا ہے ذیل میں صرف اون جلووں کا بیان کیا جاویگا جو اپنی قسم میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔

अहमात्मा गुडाकेश सर्वभूताशयस्थितः॥
अहमादिश्च मध्यं च भूतानामंत एव च॥२०॥

ذات کل اجسام میں پوشیدہ طور پر موجود ہے۔

(۲۰) اے ارجن میں کل اجسام کے بطون میں مقیم ہوں اور کل اجسام کی ابتدا وسط اور انتہا ہوں۔

اے ولا ور سب کے باطن پر تسلط ہے مرا — ابتدا وسط اور آخر میں ہوں کل اجسام کا

ذات کل اجسام میں محیط ہے اور کل اجسام کا ایجاد قیام اور فنا اوس کا کرشمہ ہے۔

आदित्यानामहं विष्णुर्ज्योतिषां रविरंशुमान्॥
मरीचिर्मरुतामस्मि नक्षत्राणामहं शशी॥२१॥

اوسکی قدرت کے جلووں کا بیان۔

(۲۱) میں نظام شمسی میں وشنو ہوں ستاروں میں روشن آفتاب مردتو میں مریچی ہوں سیاروں میں چاند۔

روشن ہوں برجوں میں ستاروں میں مہر جلوہ گر — بادیں تارنفس ہوں اور منازل میں قمر

یہ تصویر نمبر ۹ سمجھ میں آنے پر عجب کیفیت دکھاتی ہے اور اس نظارہ میں عالم نورانی کا تماشا پیش نظر ہو جاتا ہے سنسکرت میں چر متحرک کو کہتے ہیں اور کھ آسمان کا نام ہے ان دو لفظوں کے ملانے سے

چرکھ شبد بنتا ہے جسے فارسی دانوں نے چرخ فلک کہا ہے آفتاب کو اس چرخ کا مرکز سمجھو اور جتنے سیارے
اوس کے گرد اجرام کے صورت میں ہیں وہ سب آفتاب سے بہت چھوٹے ہیں لہذا آفتاب سے
جو روشنی اوپر پڑتی ہے اُس سے ایک پنکھڑی سی بنجاتی ہے اس طرح ہر طرف پنکھڑیوں کے بننے سے
ایک نورانی چرخہ سا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ زمین اس چرخہ کا نکلہ ہے جسکے گرد چاند چکر کرتا ہے زمین کا نصف
کرہ زرد رنگ کا ہے وہ دن کی علامت ہے جو سیاہ حصہ ہے وہ رات کی صورت ہے۔ جس مقام پر سُرخی نمودار ہے اور لفظ
اوشا لکھا ہوا ہے وہ صبح صادق کی اُفق ہے اوسکے مقابل جہاں لفظ مترا لکھا ہوا ہے وہ شام کی شفق ہے
اور یہ دونوں ہمیشہ قایم رہتے ہیں یعنی زمین کا جو حصہ اِن مقاموں سے گذرتا ہے وہاں شفق اور اُفق
محسوس ہوتے ہیں قمر کا مادہ باردہ بشکل برف بارش واولہ زمین کے نکلہ پر مثل روئی کے لپٹا رہتا ہے
جس سے تمام غلہ جات و نباتات کی پیدایش اور سب جانداروں کی پرورش ہوتی ہے۔ میش راشی کے آفتاب
کو وشنو کے نام سے تعبیر کیا ہے اور موسم بسنت کی زردی اسی کے اثر سے ہوتی ہے۔

وید نے سات دیوتاؤں کے علاوہ اوشا۔ مترا۔ اوریم تین دیوتا ترلوکی کے اندر مانے ہیں جن کی
صورتیں اس تصویر میں دکھائی گئی ہیں اوشا صبح صادق کی اُفق کا نام ہے جس کا تعلق سورج سے
ہے اور مترا شام کی شفق کو کہتے ہیں جسکا تعلق چندرماں یا ورون دیوتا سے ہے یم دیوتا اوس قوت
جاذبہ کو کہتے ہیں جو زمین سے آفتاب کی جانب بخارات و دیگر مادوں کو کھینچ لیجاتی ہے اوشا اور مترا
کی جوڑی کا نام اشونی کمار ہے اور وہ دو خط مستقیم ہیں جو آفتاب سے اس کرہ زمین و دیگر ستارگان
کیطرف آتے ہیں اور صبح و شام کو پیدا کرتے ہیں، ان کے درمیانی وقت کا نام دن اور رات ہے کرہ زمین
کے مختلف حصے ان خطوط میں سے گذرتے ہیں مگر یہ خطوط ہمیشہ بدستور قایم رہتے ہیں۔

مرت کا اشارہ ہوائی طبقہ پر ہے جس میں مریچی یعنی نفس فضیلت رکھتا ہے اور وہ بوجہ اپنے
چیتن شکتی یعنی روحانی طاقت کی تمام حرکات کا مبدا ہے۔

چاند کا چکر یعنی قمری دور اون ۲۷ حصوں پر جنہیں نکھشتر کہتے ہیں منقسم فرض کیا گیا ہے۔ اور اسکا
مجمل بیان تصویر نمبر ۸ میں ہو چکا ہے اور تصویر نمبر ۱۰ اگلے صفحہ پر ناظرین کے ملاحظہ کیواسطے دکھائی جایگی

روئے زمین کے مانند چاند کے نصف کرہ پر جو مقابل آفتاب کے ہوتا ہے روشنی اور دیگر نصف
کرہ پر جو آفتاب سے اوٹ میں ہوتا ہے اندھیرا رہتا ہے مگر روئے زمین کے باشندگان کو اوسکا روشن
حصہ اوسقدر دکھتا ہے جتنے نظر کے سامنے آتا ہے یہی وجہ ہے کہ چاند کی کلائیں گھٹتی اور بڑھتی معلوم
ہوتی ہیں اور جن تین دنوں میں اوسکا روشن حصہ زمین کے مقابل نہیں ہوتا اونمیں رویت قمر بالکل نظر
نہیں آتی چاند کا کرہ برودت کا مرکز ہے اور وہ زمین سے قریب ہے اسکی وجہ سے مد و جزر وغیرہ
سمندروں میں پیدا کرتا ہے۔

बेदानां सामबेदोस्मि देवानामस्मि वासवः॥
इन्द्रियाणां मनश्चास्मि भूतानामस्मि चेतना॥२२॥

الیضاً (۲۲) میں ویدوں میں سام وید ہوں دیوتاؤں میں اِندر۔ حواس
میں دِل ہوں اور جسموں میں جان۔

	راجہ اندر دیوتاؤں میں۔ رچا میں سام ہوں		میں دل و جان حواس خمسہ و اجسام ہوں	

چونکہ سام وید میں طریقت عشق بمقابلہ اور ویدوں کے زیادہ صاف طور پر درج ہے لہذا وہ
قدرت کا خاص جلوہ بیان کیا گیا ہے۔ اِندر اوس صفائی قوت کو کہتے ہیں جو بصورت نفس جسم
انسان میں داخل ہو کر حواس پر حکومت کرتی ہے اور دل سے اپنے وزیر کا کام لیتی ہے۔ دل
کی غیر حاضری میں حواس خمسہ بیکار ہو جاتے ہیں اسلئے دل اونپر فضیلت رکھتا ہے سب جانتے
ہیں کہ ہر ایک جسم جان کی وجہ سے حس و حرکت کرتا ہے اور اشیائے بیرونی کو تمیز کرتا ہے۔
اسلئے جان کو جسم پر بہر نوع عظمت حاصل ہے

रुद्राणां शंकरश्चास्मि वित्तेशो यक्षरक्षसाम॥
वसूनां पावकश्चास्मि मेरुः शिखरिणामहम् ॥२३॥

الیضاً (۲۳) میں رودروں میں شنکر ہوں یکش اور راکشسوں میں کویرو
سوؤں میں اگنی ہوں اور پہاڑوں میں میرو۔

میں ہی رودروں میں ہوں شنکر یکش و راچھس میں کوبیر | میرو سوؤں میں ہوں اگنی اور پہاڑوں میں سمیر

شیو ستو گنی شنکر رجوگنی اور رودر تموگنی نام ہے اِس تصویر نمبر ۱۱ کے دیکھنے سے شیو پران کا اختصار اور مدعا سمجھ میں آجاوے گا۔ بھارت ورش کی ترکوں مورتی ہے اور شیو کا سہر دپ ادسمیں نظر آتا ہے اوپر جٹا جوٹ کشمیر کا مقام ہے اور جٹائیں جو دائیں ہاتھ پر پھیلی ہوئی ہیں پہاڑیاں ہیں جنمیں سے گنگاجی اور تمام ندیاں گذرتی ہیں اور سمندر کی طرف جاتی ہیں پھر اون کو آفتاب کی حرارت سمندر سے جذب کرکے بادل کی صورت بناتی ہے تب بارش پہاڑوں پر ہوتی ہے ایسا چکر برابر چلا جاتا ہے تیرتھونکے مقامات اِس نقشہ میں مندرج ہیں ہاتھ کا ترشول تین مقامات بدری کاشرم کیدارناتھ اور گنگوتری کو جو اِس شکل کے ہیں دکھاتا ہے کمر میں مرگ چھالا لپٹی ہوئی ہے کو دیر دیوتا کو دنیا کا خزانچی یا بھنڈاری پورانوں نے لکھا ہے دنیا پرست جو عقبیٰ سے غافل اور مال دولت کے پوجنے والے ہیں یکھش اور راکھشس کہلاتے ہیں۔

دسواس حرارت کو کہتے ہیں جو اِجسام میں مخفی رہتی ہے اور دو جسموں کے باہم رگڑنے سے ظاہر ہوجاتی ہے۔ یوگ کے اِصطلاح میں میرو منڈھیہ کی ہڈی کو کہتے ہیں اور سمیر پربت سے عارفوں کے اِصطلاح میں ام الدماغ مُراد ہے۔

पुरोधसां च मुख्यं मां विद्धि पार्थ बृहस्पतिम् ॥
सेनानी नामहं स्कन्दः सरसामस्मि सागरः ॥२४॥

ذات واحد کی قدرت کے نادر جلووں کا بیان

(۲۴) اے ارجنؔ تو مجھے پروہتوں میں اون کا گرو برہستی سمجھ میں سپہ سالاروں میں سکند ہوں اور پانی کے مقامات میں سمندر۔

پروہتوں کا رہنما ہوں سب سے بڑھکر عقلمند | ساری جھیلوں میں سمندر فوجداروں میں سکند

دیوتاؤں کے گرو کا نام برہستی ہے۔ سکند نامی ایک بڑا بہادر سپہ سالار دیوتاؤں میں گذرا ہے ظاہر ہے کہ سمندر میں کل دریا جھیل اور ندیاں داخل ہو کر غایب ہوجاتے اور وہ اِن سب سے بڑا ہے۔

महर्षीणां भृगुरहं गिरामस्म्येकमक्षरम् ॥
यज्ञानां जपयज्ञोऽस्मि स्थावराणां हिमालयः ॥२५॥

ایضاً

(۲۵) میں مہرشیوں میں بھرگو ہوں لفظوں میں اوم یگیوں میں جپ یگ ہوں اور پہاڑوں میں کوہ ہمالیہ۔

راج رشیوں میں ہوں بھرگو اکشروں میں ہوں اکار | کوہساروں میں ہمالہ مشغلوں میں ذکر یار

بھرگو مہرشی ہند کے رشیوں میں بڑے زبردست اور واجب التعظیم گذرے ہیں کتب اہل ہند میں اوم کی ندا کو بڑی فضیلت دی گیئ ہے یعنی اوسے اسم اعظم مانا ہے اور اوپنشدوں نے اوسکی شناخت اور معنی مفصل بیان کئے ہیں اور ذات وصفات کے تمام علوم کا اوس کے معنی میں مشمول ہونا ثابت کیا ہے۔ کل عملی طریقوں میں جپ یعنی ذکر بالقلب اعلیٰ ہے کوہ ہمالیہ دنیا کے سب پہاڑوں سے بلند ہے اور بلحاظ خوبصورتی اور قدرتی نشوونما کے قابل تعریف ہے۔

अश्वत्थः सर्ववृक्षाणां देवर्षीणां च नारदः ॥
गंधर्वाणां चित्ररथः सिद्धानां कपिलो मुनिः ॥२६॥

ایضاً

(۲۶) میں درختوں میں طوبیٰ ہوں دیورشیوں میں نارد۔ گندھربوں میں چتررتھ اور کاملوں میں کپل منی۔

برہم رشیوں میں ہوں نارد برکشوں میں ہوں آشوتھ | میں ہوں منیوں میں کپل گندھربوں میں ہوں چترترتھ

درخت طوبیٰ یعنی کلپ برچھ کی تشریح پندرھویں ادھیا کے اوّل منتر میں درج ہے اور اُسکی مُراد علم صفات سے ہے نارد جی عارفوں کے سرتاج تھے کہ اونہوں نے عشق حقیقی کے وسیلے سے وصال حاصل کیا تھا زمانہ سابق میں جو رقاص یا قوالوں کا فرقہ گندھرب کے نام سے مشہور تھا اون میں ایک شخص چترترتھ نامی ہوا تھا جو اپنے علم میں کمال رکھتا تھا کپل منی مصنف سانکھ شاستر کے مرتاض کامل اور اعلیٰ درجہ کے فاضل گذرے۔

उच्चैःश्रवसमश्वानां विद्धि माममृतोद्भवम् ॥

ऐरावतं गजेंद्राणां नराणां च नराधिपम् ॥२७॥

(٢٧) تو مجھے گھوڑوں میں اوچے شروا سمجھ جو آبحیات سے پیدا ہوا تھا میں زبردست ہاتھیوں میں ایراوت اور رعایا میں بادشاہ ہوں۔

اسپ کی نسلوں میں ہوں میں مرکب عالم پناہ
کوہ تن فیلوں میں ایراوت رعایا میں ہوں شاہ

اہل ہند کی اکثر کتابوں میں سمندر کا متھا جاتا اور اوسمیں سے چودہ رتن کا نکلنا بیان کیا گیا ہے عوام اس مضمون کے معنی پر غور کئے بغیر اسے حکایت خیال کرتے ہیں یہ حکایت نہیں ہے بلکہ حضرت انسان کی کیفیت ہے جو اور پیرایہ میں ظاہر کی گئی ہے سمندر انسان کی ذات ہے اور شیش ناگ اوس میں نفس ہے دیوتا اور دیت صفات ملکوتی و شیطانی ہیں اور کچھوا جسم ہے (دیکھو دوسری ادھیا کا ۵۸ فقرہ) سمندر کے متھنے سے رتن نکالے گئے ہیں وہ چودہ جوہر پانچ حواس پانچ قوائے افعالی اور چار قوتیں متخیلہ - ممیزہ - مدرکہ اور حافظہ ہیں اور اونمیں سے ایک اوچے شروا ہے یہ ایال دار لنڈورا دم دار گھوڑا نہیں ہے بلکہ حضرت انسان کی قوت متخیلہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جو قوت خیالات کو پیدا کرتی ہے اور جس کے روکنے سے خیالات رکجاتے ہیں اوسے متکلم نے بطور استعارہ گھوڑا بیان کیا ہے اسیکو عارفان گذشتہ نے وشنو کی سواری گرڑ اور برہما کی سواری ہنس اور دُلدُل وغیرہ مانا ہے۔ بوعلی شاہ نے لکھا ہے ؎ جہاں تیرہ است ورہ مشکل جنیبت راعنان درکش زمانے رخت ہستی را بخلوت گاہ جان درکش ÷ ایراوت ہاتھی کا استعارہ بھی قابل غور ہے ایراوت ان ہاتھیوں میں سے نہیں ہے جو سرکاری توپ خانہ میں کام آتے ہیں بلکہ اون میں سے جو بارش بنکر روئے زمین کو سیراب کرتے ہیں اور دریاؤں میں طغیانی پیدا کرتے ہیں بادل بخارات سے بنتے ہیں اور ہاتھیوں کی فوج کے مانند نظر آتے ہیں جیسے ہاتھی سونڈ سے پانی پیتا ہے اور پھر خارج کر دیتا ہے ویسے ہی بادل بھی پانی کو سمندر سے حاصل کرکے زمین پر ڈالدیتے ہیں اسلئے ایراوت اندر کا ہاتھی بیان کیا گیا ہے۔

आयुधानामहं वज्रं धेनूनामस्मि कामधुक् ॥

प्रजनश्चास्मि कंदर्पः सर्पाणामस्मि वासुकिः ॥२८॥

ایضاً (٢٨) میں ہتیاروں میں بجر ہوں گئووں میں کامدہینو اسباب تولید میں خواہش ہوں اور سانپوں میں واسوکی۔

بجر ہتیاروں میں اور میں کامدہین گئووں میں ہوں
فعل حیوانی میں خواہش واسوکی سانپوں میں ہوں

بجر زمانہ گذشتہ میں کسی قسم کا نہایت خوفناک ہتیار رہا جس کی صورت اب معلوم نہیں ہو سکتی کامدہین گئو سے چارپایہ کی قسم مراد نہیں جسکی بدولت گھی - دودھ - دہی - وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں بلکہ اسکا اشارہ اوس علم حقیقت پر ہے جسکے حاصل کرنے سے تسکین ہوتی ہے اور کسی شے کی تمنا نہیں رہتی تولید کے وسایل میں انسان کی خواہش سب سے بڑا جزو ہے۔ واسوکی ایک قسم کا نہایت زبردست سانپ ہے۔

अनंतश्चास्मि नागानां वरुणो यादसामहम् ॥
पितॄणामर्यमा चास्मि यमः संयमतामहम् ॥२९॥

ایضاً (٢٩) میں ناگوں میں اننت ہوں - مادہ باردہ کے موکلوں میں ورون ہوں متوفیوں میں اریمان ہوں اور حاکموں میں یم۔

میں ہوں ناگوں میں اننت اور ابر باراں میں ورون
اریما متوفیوں میں حاکموں میں کارگن ÷ ÷

بھاگوت پوران میں یہ بیان درج ہے کہ وشنو بھگوان شیش ناگ کے اوپر آرام کرتے تھے اور لکشمی جی اونکے پاؤں دباتی تھیں بھگوان کی ناف سے کنول پیدا ہوا اور اوس کنول میں سے برہما جی پیدا ہوئے اور وہ سالہا سال تک اوسکی ڈنڈی میں اوپر تلے دوڑتے رہے اب اگر اسکے معنی پر معقولات اور انصاف کے ساتھ غور کیا جاوے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ بھی حضرت انسان کا بیان ہے وشنو بھگوان پورش یعنی ذات پاک کا نام ہے لچھمی جی پرکرتی یعنی قدرت کا ملہ ہے۔ شیش ناگ رگیں ہیں جو کل جسم میں بکثرت پھیل رہی ہیں کنول نرخرہ ہے اور اوسکا پھول دماغ ہے جسمیں برہما جی یعنی مینڈر انفاس کے بالا و پایئں حرکتوں کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔

प्रह्लादश्चास्मि दैत्यानां कालः कलयतामहम् ॥
मृगाणां च मृगेन्द्रोऽहं वैनतेयश्च पक्षिणाम् ॥ ३० ॥

ایضاً (۳۰) دیتوں میں پہلاد ہوں فنا کرنیوالوں میں کال ہوں چار پاؤں میں شیر ہوں اور پرندوں میں گرڑ۔

دیتوں میں ہوں میں پہلاد اور زمانو نمیں فنا
کُل پرندوں میں گرڑ شیر ببر ہوں چار پا

پرہلاد بھگت فرقۂ جہلا میں پیدا ہوکر اور پرورش پاکر بھی طالب صادق اور عارف کامل ہوئے ہیں اور ایسی پیدایش بیشک عجیب ہے زمانہ سے بڑھکر کوئی شے فنا کرنے والی نہیں ہے کیونکہ جو شے پیشتر ہمارے سامنے تھی اور اب موجود نہیں ہے سمجھنا چاہئے کہ وہ زمانہ کے دائرہ فنا میں آ گئی ہے صاف ظاہر ہے کہ درندوں میں شیر سب سے زبردست ہے اور پرواز کرنیوالوں میں سے سب سے زیادہ اڑنیوالا خیال ہے جسکا نام گرڑ رکھا گیا ہے۔

पवनः पवतामस्मि रामः शस्त्रभृतामहम् ॥
झषाणां मकरश्चास्मि स्रोतसामस्मि जाह्नवी ॥ ३१ ॥

ایضاً (۳۱) تیز رفتاروں میں ہوا ہوں ہتیار باندھنے والوں میں رامچندر ہوں دریائی جانوروں میں مگر ہوں۔ دریاؤں میں گنگا۔

میں ہوا چلنے میں ہوں لڑ نمیں دشرتھ کا پسر
میں ہوں دریاؤں میں گنگا مچھلیو نمیں ہوں مگر

ہوا کی رفتار کُل مادی اشیاء سے زیادہ ہے یعنی کوئی مادی شے ذی روح خواہ غیر ذی روح ہوا سے بڑھکر تیز رو نہیں ہے گو روشنی اور طاقت برقی ہوا سے زیادہ رفتار رکھتے ہیں مگر چونکہ وہ وزن نہیں رکھتے مادی اشیاء نہیں کہے جاسکتے سری رامچندرجی سپہ گری کے فن میں یکتا تھے اور رامچندرجی اور کرشن جی دونوں ذات واحد کے اوتار تھے کثرت کا خیال جہل و نادانی کا نتیجہ ہے علم ذات وحدت کو ثابت کرتا ہے۔ دریائی جانوروں میں مگر زبردست ہے اور تمام دریاؤں میں گنگا سب سے اعلیٰ ہے۔

सर्गाणामादिरन्तश्च मध्यं चैवाहमर्जुन ॥
अध्यात्मविद्या विद्यानां वादः प्रवदतामहम् ॥ ३२ ॥

ایضاً (۳۲) اے ارجن میں موجودات کی ابتدا۔ وسط اور انتہا ہوں علموں میں علم خودشناسی ہوں۔ مباحثوں میں بحث ہوں۔

میں ہوں موجودات کا آغاز و وسط و خاتمہ
حکمتوں میں خودشناسی منطقوں میں فلسفہ

عالم کا ظہور و غیوب ذات پاک کی قدرت کا تماشہ ہے اور وہ ذات ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں بدستور ہے علم خودشناسی جو اُسکی شناخت کا ذریعہ ہے کبھی فنا نہیں ہوتا اور سب علوم معرض فنا میں آجاتے ہیں۔

अक्षराणामकारोऽस्मि द्वन्द्वः सामासिकस्य च ॥
अहमेवाक्षयः कालो धाताहं विश्वतोमुखः ॥ ३३ ॥

ایضاً (۳۳) میں حرفوں میں الف ہوں۔ سماسوں میں میں دُوند ہوں اور وہ زمانہ ہوں جس کی انتہا نہیں ہے اور عالم کا صانع ہوں جو کہ ہر سمت میں موجود ہے۔

میں ہوں حرفونمیں الف ترکیب لفظی میں عطف
ذات لافانی کی صورت نور افگن ہر طرف

انسان سب سے پہلے ابتدا سے الف کا بولنا سیکھتا ہے چنانچہ کُل زبانوں کے حروف تہجی میں وہ اوّل حرف قرار دیا گیا ہے۔ وہ بصورت حرف علت ہر زبان کے الفاظ میں بکثرت استعمال ہوتا ہے اور دیگر حروف پر فضیلت رکھتا ہے دو لفظوں کی ترکیب سے تیسرے لفظ کے پیدا کرنیکو سماس کہتے ہیں دُوند اوسکی ایک خاص قسم کا نام ہے ذات باوجود اس کے کہ وہ عالم کو ظہور دیتی ہے خود زمانہ میں محدود نہیں ہوتی۔

मृत्युः सर्वहरश्चाहमुद्भवश्च भविष्यताम् ॥
कीर्तिः श्रीर्वाक्च नारीणां स्मृतिर्मेधा धृतिः क्षमा ॥ ३४ ॥

ایضاً (۳۴) میں سب کو معدوم کرنیوالی موت ہوں اور آنے والی نسل کی پیدائش

کا مخزن ہوں - میں عورتوں میں اون کی نیک سیرتی - خوبصورتی - شیریں زبانی - یاد - تیزفہمی مستقل مزاجی اور برداشت ہوں -

میں ہوں پیدایش کا منبع اور مخزن موت کا	عورتوں میں خلق نیکی حافظہ حسلم دحیا

बृहत्साम तथा साम्नां गायत्री छंदसामहम्।
मासानां मार्गशीर्षोऽहमृतूनां कुसुमाकरः॥ ३५॥

ایضاً (۳۵) میں سب سُروں میں برہت سُر ہوں اور تالوں میں گاتری تال ہوں مہینوں میں منگسر اور موسموں میں بہار کا موسم -

تال ہوں گاتری - راگوں میں برہت کا ملہار	میں مہینوں میں ہوں منگسر موسموں میں ہوں بہار

سام وید کی مختلف آہنگوں میں سے برہت الحان کو خصوصیت دیگئی ہے جیسے کہ فی زمانہ جوگیا اساوری کو فقرا لوگ قوالی گاؤں میں پسند کرتے ہیں اور اوس کا اثر طبیعت پر زیادہ ہوتا ہے گاتری چھند یعنی وزن بحر نہایت دلپذیر اور عمدہ ہے - منگسر کے مہینہ میں اہل ہند کی جسمانی صحت ترقی پاتی ہے - مطلع صاف ہوتا ہے - اور تپش آفتاب کم ہوتی ہے - بہار کا موسم خوشگوار ہوتا ہے اور اوس وقت خون میں حرارت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے -

द्यूतं छलयतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम्।
जयोऽस्मि व्यवसायोऽस्मि सत्त्वं सत्त्ववतामहम्॥ ३६॥

ایضاً (۳۶) میں فریبوں میں قمار ہوں صاحب جلال میں جلال ہوں اور طاقتوروں میں طاقت کوشش اور فتح ہوں -

شان ہوں میں شان والوں میں فریبوں میں جوا	زور و کوشش کامیابی ہوں میں طاقتدار کا

دنیا ایک قمار خانہ ہے اور اس میں نقدی وقت ہے جو وقت کو ضایع نہیں کرتا وہ جیتا ہوا قمار باز ہے باقی سب ہارے جواری ہیں - انسان اپنے آپکو طاقتور سمجھتا ہے اور کوشش اور فتح کا ذریعہ اور فاعل قرار دیتا ہے در اصل وہ طاقت کوشش اور فتح قدرت کی بخشایش ہوتے ہیں -

वृष्णीनां वासुदेवोऽस्मि पांडवानां धनंजयः।
मुनीनामप्यहं व्यासः कवीनामुशनाकविः॥ ३७॥

ایضاً (۳۷) میں برشنی کی اولاد میں کرشن ہوں - پانڈوں میں ارجن ہوں عارفوں میں ویاس ہوں - شاعروں میں اوشنا -

کرشن ہوں یادوں میں ارجن پانڈوں میں پیشوا	عارفوں میں ویاس ہوں اور شاعروں میں اوشنا

یہ کلام ذات نامتناہی کا ہے جو قدیم لازوال اور محیط ہے اور جو کرشن ارجن اور ویاس وغیرہ میں آشکارا ہوتی ہے ارجن اسوقت تک علم ذات سے ناواقف تھا اور اپنے آپ کو اور کرشن بھگوان کو جدا خیال کرتا تہا اس موقع پر ظاہر کر دیا گیا ہی کہ اوسکا یہ پندار غلط ہے کرشن بھگوان اور ویدویاس جی مصنف بھگوت گیتا بھی موحد کی نظر میں جدا نہیں ہوسکتے کیونکہ انانیت کی وجہ سے کثرت نظر آتی ہے استغراق کی حالت میں کل عالم ذات واحد کا جلوہ تمیز ہوتا ہے -

दंडो दमयितामस्मि नीतिरस्मि जिगीषताम्।
मौनं चैवास्मि गुह्यानां ज्ञानं ज्ञानवतामहम्॥ ३८॥

ایضاً (۳۸) میں حاکموں میں اختیار سزا ہوں - راجاؤں میں تدبیر ملکی - اسرار میں خموشی ہوں - عالموں میں علم -

ظالموں میں ظلم ہوں راجاؤں میں فرزانگی	عالموں میں علم اور اسرار میں ہوں خامشی

جب تک کسی شخص کو اختیارات سزا حاصل ہیں وہ حاکم کہلاتا ہے اختیارات کے چھن جانے پر اوس کی حکومت ختم ہو جاتی ہے - ظاہر ہے کہ امن اور فتحیابی تدبیر ملکی پر منحصر ہوتی ہیں خاموش رہنے سے انسان کے دل کا حال پوشیدہ رہتا ہے گفتگو اوسے ظاہر کر دیتی ہے -

यच्चापि सर्वभूतानां बीजं तदहमर्जुन।
न तदस्ति विना यत्स्यान्मया भूतं चराचरम्॥ ३९॥

ذات کل عالم کا غیر فانی تخم اور محیط ہے

(۳۹) اے ارجن کل مخلوقات کا تخم میں ہی ہوں کوئی شے متحرک اور غیرمتحرک

ایسی نہیں ہے جس میں میں نہیں ہوں۔

لے وہ بیج تخم ہوں میں ساری موجودات کا ۔۔۔ کون ساکن اور متحرک ہیں ہی میرے سوا

नान्तोऽस्ति मम दिव्यानां विभूतीनां परंतप ॥
एष तूद्देशतः प्रोक्तो विभूतेर्विस्तरो मया ॥४०॥

اوسکی قدرت کے جلوے لاانتہا ہیں

(۴۰) لے ارجن میرے نادر جلووں کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ تو مینے اپنے جلووں کا مختصر بیان کیا ہے۔

درحقیقت میرے نادر شعبدے ہیں بیشمار ۔۔۔ گرچہ میں نے اب انہیں ظاہر کیا بالاختصار

قدرت کاملہ کے جلوے بے شمار اور حیطہ بیان سے باہر ہیں اس ادہیا میں صرف اون میں سے چند کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔

यद्यद्विभूतिमत्सत्त्वं श्रीमदूर्जितमेव वा ॥
तत्तदेवावगच्छ त्वं मम तेजोंऽशसंभवम् ॥४१॥

اوسکی قدرت کے ایک کرشمہ نے کل عالم کو نمود دیا ہے۔

(۴۱) جو شے کمال یا خوبصورتی۔ یا قوت رکھتی ہے جان لے کہ وہ میرے نور کے ایک شمہ سے پیدا ہوئی ہے۔

جسمیں طاقت خوبی و تکمیل ہے یہ جان لے ۔۔۔ اسکی پیدایش ہے اک شمہ سے میرے نور کے

جن جن اشیاء میں کمال یا خوبصورتی یا زور پایا جاتا ہے سمجھنا چاہیے کہ ذات پاک کے قدرت کی ایک ذرہ نے اون سب کو ظہور دیا ہے۔

अथवा बहुनैतेन किं ज्ञातेन तवार्जुन ॥
विष्टभ्याहमिदं कृत्स्नमेकांशेन स्थितो जगत् ॥४२॥

الغرض کل عالم ذات واحد کا عکس ہے

(۴۲) اے ارجن اس بیان کو طوالت دینے سے کیا فائدہ حاصل کلام یہ ہے کہ میں نے ایک شمہ سے اس کل عالم کو نمود دے رکھا ہے۔

مجملاً کہتا ہوں میں اب چھوڑ کر طولِ کلام ۔۔۔ میرے اک ذرے میں ہے اس ساری عالم کا قیام

جہان جملہ فروغِ نورِ حق دان ۔۔۔ حق اندر وے ز پیدائیست پنہان

دسویں ادہیا کا خلاصہ اوس کے آخری منتر میں درج ہے کہ تمام عالم کو قادر مطلق نے اپنے ایک شمہ قدرت میں قایم کر دکھایا ہے جیسے آنکھ کی پتلی میں سارا عالم سمایا ہوا محسوس ہوتا ہے اسیطرح جو شمہ قدرت بطوں سے باہر کو آتا ہے ساری کائنات اُسی میں مضمر پائی جاتی ہے اب اُسکی تشریح اس نقشہ میں دیکھو بیچ کے خانہ میں ایک نقشہ ہے جسے سنسکرت میں اشون یا چتین بند دکہتے ہیں یہی شمہ قدرت ہے اور اسیکو مادہ حیات یعنی جیو اور ایک کا اولین عدد شمار میں سمجھنا چاہیے۔ قانون قدرت کی کشش سے تجنیس اور افزونی لازمی ہوتی ہے اس لئے بہت سے نقطوں کے مجموعہ کا نام خط یا ریکھا کہلاتا ہے اور چونکہ خط میں دو نقطہ اول و آخر میں ظاہر ہوتے ہیں اسواسطے وہ دو کا عدد اور وشنو مورتی کہلایا ہے اوسے تجنیس کے قانون سے جیسے نقطے نے افزوں ہو کر خط بنایا ہے خط نے ایک اور نیا خط پیدا کر کے مثلث کی شکل اختیار کی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایک خط کا ہونا صرف طول کو ثابت کرتا ہے اور وہ کال یا زمانہ کا روپ ہے جسمیں ماضی و مستقبل دو نقطے لاانتہائی ہیں اس خط سے عرض یعنی پیش ظاہر نہیں ہو سکتا تھا مگر اس دوسرے خط نے اوسی پہلے خط سے ملکر مثلث کی شکل بنائی ہے یعنی عرض و طول دونوں پیدا کر دیئے ہیں اور یہ شیو کا سروپ ہوا جو ترشول دہاری اور ترنیتر کہلاتا ہے اور نیز فنا کا دیوتا مانا جاتا ہے چنانچہ جتنے ہتیار کاٹنے والے ہیں اون سب کی شکل مثلث ہوتی ہے۔ اسطور پر تین کا عدد ظاہر ہوتا ہے قانون قدرت کے بموجب دنیا میں اصلی عدد تین ہی ہیں اور دیگر اعداد ان کی اجتماع سے بنے ہیں۔ ایک عدد کا خیال بغیر اجتماع تین کے ہو نہیں سکتا جب تک عالم اور علم بینندہ اور بینائی باہم نہو دیں تب تک معلوم یا دیدار ظہور میں نہیں آسکتے۔ یعنی ناظر نظر و منظور تینوں کے موجود ہوتے بغیر کوئی فعل نہیں بن سکتا بطرز دیگر یوں سمجھے کہ سفید کاغذ پر ایک خط بنایا جاوے تو وہ کاغذ کی سطح کے دو حصہ کر دیتا ہے یعنی دو سطح اور ایک خط تین کی موجودگی میں ایک خط کا ہونا ثابت ہو سکتا ہے علی ہذا دو خطوں کے درمیان اگر فصل واقع ہووے تو دو کا ہونا موہوم ہو جاتا ہے دو خط اور ایک فصل تین کے مشمول ہونے سے دو کا علم

پیدا ہوتا ہی اسیکو تثلیث یا تر پٹی کہتے ہیں اور یہہ تین گن ست رج اور تم کا مجموعہ ہی جو لوگ توحید
دوئی اور تثلیث کی بحث کیا کرتے ہیں اگر وہ اسکے معنی کو بخوبی سمجہہ جاویں تو یہ جھگڑا ابھی اِس عالم سے معدوم
ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ اِس تثلیث کو جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے عارفوں نے کارن ترپٹی یا تثلیث علم الٰہیات
مانا ہے دوسری تثلیث علم ریاضی یا سوکہشم ترپٹی کہی جاتی ہے یعنی علمی مثلث پر جب ایک اور نقطہ حسب قاعدہ قدرت
کے افزوں ہوا تب وہ شکل مربع اور چار کا عدد قرار دیا گیا یہی برہما کا روپ اور رجوگن کی مورتی تصور ہوئی
اور اسی وجہ سے برہما چار مکہی کہا گیا ہے۔ اِس کے بعد جب مثلث پر خط بڑہا یعنی تین اور دو کا اشتمال ہوا
تب شکل مخمس پیدا ہوئی اور من کی صورت قرار دیگئی اگرچہ من کی کوئی خاص صورت نہیں ہے مگر جب حواس
اور پنج عنصر کی گرہ بندہ جاتی ہے تو وہ مجموعہ من کہلاتا ہے اور اسی بنا دیر رودر کو جو من کا دیوتا ہے پنج
مکہی بنا کر پوجتے ہیں اور یہ پانچ نکتہ خاک۱ آب۲ آتش۳ ہوا۴ اور خلا۵ سمجھنے کے واسطے دکھائی گئی ہیں اور
یہ پانچوں من میں موجود ہیں من کا فعل ماننا یعنی تسلیم کرنا ہے ہر شئے کا علیحدہ علیحدہ ماننا من سے ہوتا ہے
اور یہ عالم کی صورت ہے جو پنجگانہ ظاہر ہو رہی ہے اسی واسطے یہ پانچ کا عدد قرار دیا گیا۔

زاں بعد دو مثلثوں کے اکہٹا ہونے سے مسدس کی شکل نمودار ہوئی اور چھ کا عدد ظاہر ہوا
جس نے شکل آکاس کی پائی اور اوس کی چھ سمت پورب پچھم دکھن اتر اوپر اور نیچے بسیط ہو گئے
تین کا عدد دوبارہ ہو کر چھ کا عدد یعنی کارن سے سوکھشم ترپٹی بن گیا۔

پھر ایک نقطہ علم طبعی یا مادی کا جسے سنسکرت میں استھول کہتے ہیں ایزاد ہوا اور اوس نے سات کے عدد
کو ظاہر کیا یعنی چھ کون والے آکاس میں حرکت پیدا ہونے سے ہوا ابھر گئی اور وہ ساتویں کہلائی۔

بموجب قاعدہ قدرت دو مثلثوں کے مجموعہ پر ایک خط کے افزوں ہونے سے آٹھ کون کی
صورت نمودار ہوئی اور اوس نے آٹھ کے عدد کو ظاہر کیا اور وہ آتش کہلائی جو ہوا کی حرکت میں
موجود رہتی ہی اور اوسی سے پیدا ہوتی ہے تین مثلثوں کے جمع ہونے سے تین تئے نو کا عدد ظاہر ہوا
یعنی پانی جو حرارت سے پیدا ہوتا ہے آشکارا ہو گیا۔ اِس کا ظہور ہوتے ہی اوّل نقطہ یعنی اولین
عدد اِن سب کے حجاب میں آ گیا اور بجائے اُس کے دسواں عدد بصورت خاک وجود میں آیا۔

علم ہندسہ کے بموجب نو حرکت یا عدد صفر میں پوشیدہ رہتے ہیں اور ایک کا ہندسہ علیحدہ مفہوم ہوتا
ہے یہی باعث ہی کہ ایک صفر اور ایک کے عدد کے ملانے سے (۱۰) دس کا عدد بنتا ہے ایک کی قیمت
ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور صفر کی قیمت کچھ نہیں مانی جاتی پس کچھ نہیں اور ایک عدد کے ملنے سے
دس نہیں بن سکتے ہیں صفر نو اعداد کے بعد پیدا ہوتا ہے نو عدد مخفی طور پر اوس میں مشمول رہتے
ہیں اسلئے وہ ایک کے عدد سے ملکر دس کے عدد کو ثابت کرتا ہے کسی سطح پر آٹھ نقطہ لگا کر اون کو
خطوط سے باہم ملانے سے ہشت پہلو شکل پیدا ہوگی نو نقطوں یا اوس سے زیادہ نقطوں کے لگانے
پر دائرہ یا صفر بننے لگتا ہے۔ یا لفاظ دیگر دائرہ کا خط کاغذ کی سطح کو دو حصوں میں ایک کو اندر اور
دوسرے کو باہر دکہاتا ہے سطح کو پورکھ یعنی اصل کہتے ہیں اور سیاہی کا خط مایا یا فرع موسوم
ہوا ہے اگر کاغذ کی سطح سے وہ سیاہی مٹا دیجاوے تو کاغذ کا صفحہ صاف ہو جاتا ہے اور اندر اور باہر کا
خیال رفع ہو جائے۔ اگر کسی سے صفر کے معنی پوچھے جاویں تو جواب یہی ملتا ہے کہ کچھ نہیں ان الفاظ
کے معنی سمجھنے چاہئیں یعنی کچھ کہنے کی کیا مراد ہی اور اوسی کے ساتھ نہیں کہنے کا کیا مطلب ہے کچھ اوسے کہتے ہیں
جو حواس میں آ جانا نجاوے اور نہیں کا کہنا اوسکی نفی ظاہر کرتا ہے۔ یعنی علم ذات کچھ ہے جو یقین میں آسکتا ہے
بیان میں نہیں آتا۔ علم صفات تغیر پذیر اور مثل سایہ کے بے وجود ہے جسے لفظ نہیں کا جتاتا ہے اِس
اوپر کے اِس بیان سے کچھ نہیں کہنے کے معنی کچھ سمجھ میں آجاویں گے المختصر ذات کچھ یعنی ہست ہے جس پر
کوئی اِطلاق نہیں آتا اور صفات نہیں یعنی نیست ہے اگرچہ حواس اوسکی شہادت دیتے ہیں۔

اس تصویر میں خاک آب و آتش وغیرہ الفاظ ایک جانب رنگین دائروں کے مقابل لکھے
ہوئے ہیں اور اون سے غرض رنگوں کے امتیاز کی ہے یعنی مٹیالا رنگ ہر تصویر میں خاک کو ہلکا
آبی پانی کو لال رنگ آتش کو ہرا رنگ ہوا کو نیلا رنگ خلا کو اندھیرے کا رنگ من کو زرد
رنگ بدھی کو کتھئی رنگ اہنکار کو گلابی رنگ چیتن یعنی مادہ حیات کو تعبیر کرتا ہے دوسرے خانہ میں
سے اوپر کے چار درجہ اکھشر یعنی لافانی کو اور نیچے کے چھ اکھشر یعنی فانی کو جتاتے ہیں تیسرے خانہ میں
ویہ شبد و شرتی وغیرہ الفاظ جو لکھے ہیں وہ نشید کمتی یعنی طریقہ فنا کی منازل کو اسطرح سمجھاتے ہیں

کہ جسم کو اسم میں اور اسم کو خیال میں محو کرنا چاہئے اور اس سے اوپر اشراق کی منزل ہے جس میں علم اشراق کو مادۂ حیات میں اور مادۂ حیات کو عالم میں اور عالم کو علم میں اور علم کو معلوم میں فقدان کرنے سے آخر میں علم خالص رہجاتا ہے اسی کا نام گیات اوستھا ہے اور اس حالت میں کچھ عرصہ قایم رہنے سے دگیان یا کیولیہ اوستھا ملتی ہے جسے بقا کا کیف کہتے ہیں اور جو انسانی ادراک کی انتہا ہے۔

درمیانی خانے کے دونوں طرف ایک سے دس تک کے عدد ایک جگہ اوپر سے نیچے تک بڑھتے ہوئے نزول قدرت یا دوہی کو دکہاتے ہیں دوسری طرف کے نیچے سے اوپر کو بڑھتے ہوئے نشید یعنی بے چینتن کے طریقہ کو ظاہر کرتے ہیں اوپر کے نقطہ کی دسویں منزل یعنی انتہا خاک کا کرہ ہے دوسری جانب خاک سے عروج کرتے کرتے دسویں منزل یعنی شدھ برہم کے نقطے کا عین الیقین ہوجاتا ہے نزول کے عددوں سے آگے جو خانہ ہے اوس میں تثلیث کی شکلیں دو طرح سے دکھائی ہیں نقطہ کو ایک شمار کرنے سے تین تثلیث کے بعد دسواں عدد نمایاں ہے۔ اور دو عدد سے چار تک اور پانچ سے سات تک اور آٹھ سے دس تک جو تین تثلیث نظر آتی ہیں۔ اون میں نقطہ اولین تثلیثوں سے اوپر اور علیحدہ دکہتا ہے اور یہ نشید کی یکتی سے گن اتیت کہلاتا ہے اسکی شرح ۱۴ ادھیا میں ملیگی مگر اسی خانہ میں تین گنون کی تقسیم بھی کی دبشتی یعنی سامان اور وشیش کے قاعدہ سے ظاہر کردی گئی ہے یعنی پہلی بھیش کی ترپٹی میں ستو گن غالب یعنی پردہان اور رج اور تم مغلوب ہے علی ہذا دوسری برہما کی ترپٹی میں رج غالب اور ست و تم مغلوب ہے اسیطرح تیسرے شیو کی ترپٹی میں تم غالب اور رج اور ست مغلوب اپنی اپنی درجے پر آشکارا ہوتی ہیں اور سب سے نیچے تینوں گنوں کا مجموعہ وراٹ ہے جو دسواں عدد بنتا ہے۔

آخری خانہ میں تشبیہ و تنزیہ یعنی مورتمان و امورتمان جنہیں تشکل و غیر تشکل بھی کہتے ہیں اون کی تقسیم دکہائی گئی ہے خاک آب و آتش میں عنصر متشکل ہیں ان سے اوپر کے سب غیر متشکل قرار دیتے گئے ہیں۔ حاشیہ پر جو رنگین دائرہ دکہائے گئے ہیں وہ وید کے بیان کئے ہوتے دیوتاؤں کی صورتیں ہیں جن سے نظام عالم کا ہو رہا ہے اور سب سے چھوٹا سا جو مٹیلے رنگ کا دائرہ زمین سے مشابہت رکھتا ہے

اوسیکو ذیر دیوتا یعنی زمین کا بھنڈاری کہتے ہیں۔

اوس سے نیچے جو دو دائرہ خاکی و آبی ملے ہوئے ہیں وہ تصویر درون دیوتا کی مانی گئی ہے تین طبقوں کے دائرہ کو جس میں خاکی۔ آبی و آتشی مشتمل ہیں پرجاپتی ترلوکی اور استہول ترپٹی بھی کہتے ہیں چار دائرہ مشتملہ کی صورت مرت دیوتا کی سمجھی گئی ہے اور اس میں چوتھا چرخ ہوا کا مشمول ہے پانچ دائروں کی مشترکہ شکل رودر دیوتا کی ہے جو پانچوں عناصر کا مجموعہ ہے۔ چھٹی مورتی اندر دیوتا کی ہے جسمیں ہوا۔ اکاش۔ اور من کی تین امورت یعنی بے شکل چرخ باہم پیوست ہیں ساتویں واسدیو دیوتا کی صورت ہے جس میں ساتوں طبقہ شامل ہیں اور وہ سب میں محیط ہونے کی وجہ سے واسدیو کہا جاتا ہے۔

آٹھویں چکر میں آہنکار بدھی اور چیتن ان تینوں کے ملاپ سے پورکھ کا سروپ مانا گیا ہے اس میں آہنکار تو ہرنیہ گربھ کی صورت اور بدھی انتہائے خاک تک جانے سے وراٹ کی صورت اور چیتن دونوں میں محیط اور بسیط ہونے کی وجہ سے پورکھ یعنی سب میں پور اکھلایا ہے۔

نویں چکر میں بارہ ارد لکانشان ویش یعنی بساط اور دسوین چکر میں سیاہی کا دائرہ کال یعنی زمانہ کو دکھاتا ہے ان دونوں کے باہم ملنے سے جیسے کہ دہاگہ کی تانے اور بانے سے وصلیچہ رنگین اور نقش دار بن جاتا ہے دستو پیدا ہوتی ہے یعنی براہم کا عکس ویش ہرنیہ گربھ کا عکس کال اور وراٹ کا عکس دستہو کو سمجھ لینا چاہئے۔

ناظرین جو وقایق اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ اس دسویں ادہیا وبھوتی یوگ نام کے جلوے اور حقایق کو کہولتی ہیں تا وقتیکہ اس نقشہ کو سامنے رکھکر ایک ایک عدد اور نقطہ کو بغور اور متواتر نہ سمجھا جاوے اصلی مراد ان کی سمجھ میں نہیں آتی تاہم ہر ایک شخص جو صرف اسکو پڑھ لیگا حسب لیاقت اپنے کچھ نہ کچھ معنی اس سے اخذ کر لیگا۔ جو شخص اپنشدوں سے واقف ہوگا وہ بخوبی معنی اس کے حل کر سکے گا کہ بھگوت گیتا اوپنشدون کا خلاصہ ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योगशास्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे विभूति योगो नाम दशमो ऽध्यायः॥१०॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی دسویں ادہیا موسوم بہ وبھوتی یوگ ختم ہوئی

دسویں ادہیا کا خلاصہ

اجسام صفاتی قوتوں سے بنتے ہیں اور وہ صفاتی قوتیں ذات پاک کی قدرت کی مختلف اشکال ہیں اور ذات اون اجسام میں جو اوس کی قدرت سے ظہور پاتے ہیں اور کثیر نظر آتے ہیں جلوہ گر ہوتی ہے اور اپنا تماشا آپ دیکھتی ہے۔ جو بشر انانیت کو ترک کر کے پہچان لیتا ہے کہ ذات قدیم لازوال اور کل اجسام میں محیط ہے وہ جان جاناں ہو جاتا ہے اور سرور وصال حاصل کرتا ہے اور جو لوگ انانیت کو درست مانکر کثرت پر نظر رکھتے ہیں وہ ذات واحد کے ادراک سے بے نصیب رہتے ہیں پس انسان کو چاہئے کہ وہ انانیت کو ترک کر کے ذات واحد کا دیدار بطوں میں حاصل کرے۔

گیارہویں ادہیا وشوروپ درشن

अर्जुन उवाच

मदनुग्रहाय परमं गुह्यमध्यात्मसंज्ञितम्॥
यत्त्वयोक्तं वचस्तेन मोहोऽयं विगतो मम॥१॥

ارجن نے کہا

تلقین بالا سے نادانی دور ہوئی

(۱) میرے حال پر مہربانی فرما کر جو آپ نے علم خود شناسی کے اعلیٰ اسرار بیان کئے اون سے میری نادانی رفع ہوئی۔

آپکی تلقین سے میری رفع نادانی ہوئی		آپنے علم خود شناسی کے رموز سرمدی

دسویں ادہیا کے آخری منتر میں بیان ہو چکا ہے کہ ذات پاک نے اپنی قدرت کے ایک شمہ سے کل عالم کو نمود دے رکھا ہے گیارہویں ادہیا میں اوس کیفیت کا مشاہدہ درج ہے۔

भवाप्ययौहि भूतानां श्रुतौ विस्तरशो मया॥
त्वत्तः कमलपत्राक्ष माहात्म्यमपि चाव्ययम्॥२॥

قدرت کاملہ و اجسام کا ظہور وغیرہ سب کی کیفیت دریافت ہوئی

(۲) اے نرگس چشم میں نے آپ سے اجسام کی پیدائش فنا اور نیز غیر فانی قدرت کا مفصل حال سنا۔

آپکے الطاف سے میں نے مفصل سن لیا		راز قدرت اور مخلوقات کا بود و فنا

एवमेतद्यथात्थ त्वमात्मानं परमेश्वर॥
द्रष्टुमिच्छामि ते रूपमैश्वरं पुरुषोत्तम॥३॥

اب آپکی قدرت کا مشاہدہ چاہتا ہوں

(۳) اے قادر مطلق اور ذات پاک۔ آپ نے اپنی حقیقت جیسے بیان فرمائی ویسی ہی ہے (اب) میں آپ کی قدرت کاملہ کو دیکھنا چاہتا ہوں

ویسے ہی ہیں آپ بیشک یہ ہوا مجھ پر عیاں جلوہ اپنی قدرت کامل کا اب دکھلائیے		آپنے اپنی حقیقت جیسی فرمائی بیان ذات پاک اور قادر مطلق کرم فرمائیے

मन्यसे यदि तच्छक्यं मया द्रष्टुमिति प्रभो ॥
योगेश्वर ततो मे त्वं दर्शयात्मानमव्ययम् ॥४॥

اوسے دکھائیے

(۴) اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں اوس کو دیکھنے کی قابلیت رکھتا ہوں تو آپ مجھے اپنا وہ لازوال ظہور دکھائیے۔

گر میں لاسکتا ہوں تاپ دید خورشید جلال
تو مجھے دکھلائیے اپنا ظہور لازوال

श्रीभगवानुवाच- पश्य मे पार्थ रूपाणि शतशोऽथ सहस्रशः ॥
नानाविधानि दिव्यानि नानावर्णाकृतीनि च ॥५॥

شری کرشن نے فرمایا

جواب مشاہدہ کر بیشمار جلوؤں کو

(۵) دیکھ میرے ظہور سینکڑوں بلکہ ہزاروں طرح طرح کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے۔

ہوش کر اور دیکھ ارجن میرے جلوے بیدرنگ
بعید و بے انتہا نادر عجائب رنگ رنگ

पश्यादित्यान्वसून्रुद्रानश्विनौ मरुतस्तथा ॥
बहून्यदृष्टपूर्वाणि पश्याश्चर्याणि भारत ॥६॥

صفاتی قوتوں کو

(۶) اے ارجن تو بہت سے آدیتہ وسو۔ رودر اشونی کمار اور مرد توں کو دیکھ اور بہت سے عجائبات دیکھ جو تو نے پیشتر نہیں دیکھے۔

سب صفاتی قوتوں کو دیکھ اے ارجن عیاں
اہل دنیا کی نگاہ سے جو یکسر ہیں نہاں

نسلکہ تصویر کو جلوہ جہان نما کہنا چاہئے اور وہ شائقین کے مطالعہ کے واسطے پیش نظر کی جاتی ہے تاکہ گیارھویں ادھیا کے معنی بخوبی سمجھ میں آجائیں۔ اِس تصویر کو ہر وقت خیال میں رکھنے کی مزاولت سے اور ہر لفظ کے مراد اور معنی سمجھنے سے کشائش باطنی آخر الامر ہوتی ہے۔ کرشن اور واجب الوجود میں جو فرق معلوم ہوتا ہے وہ عقل کا نقص ہے جیسے احول کو ہر ایک شے دو نظر آتی ہے اور یہ احولیت اپنے اہنکار یعنی پندار کے فنا کئے بغیر ہرگز جا نہیں سکتی ہے۔

اِس تصویر عالم کو برہم یا بیہ درشن اور وراٹ اور مہتو مہیاں کہتے ہیں اور یہ اُس صفت جلالی کا بیان ہے جو ایک ذرّے سے ظاہر ہوتی ہے۔

اسی کو ویدونکی رچاؤں نے جابجا مختلف ضمایر سے ظاہر کیا ہے اور اوپنشدوں نے اس کے عملی طریقہ کو واضح طور سے اور تشریح کے ساتھ کہولا ہے۔

رگ وید کے پورکھ سوکت میں جس آدی پورکھ کی تعریف کی ہے۔ اوس کی یہ مورتی ہے اور اس میں جو ہزاروں سر اور بے انتہا آنکھیں اور بے شمار پانوں بتائے گئے ہیں اون سے وہ تمام عالم کو محاصرہ کرکے دس انگل پر مستقیم ہوا ہے وہ پورکھ ماضی اور مستقبل کا جاننے والا اور حیطہ محات سے باہر ہے اور غلہ سے بڑھتا ہے یہ اوس کی قدرت ہے اور وہ ان سے برتر ہے یہ کل عالم اوسکے ایک قدم کے برابر ہے اور تین قدم اسکے عالم بالا میں بے زوال ہو کر ٹھہرے ہیں۔

اب غور کرکے سمجھئے کہ تین پاؤں تین ترپٹیاں ہیں جن میں تین گنوں کے حصص لیکر ۹ کا عدد بنا اور دسویں صفر کی صورت میں ظاہر ہوا اور ایک کا عدد قایم بالذات دسواں انگل ہی ایک کے عدد پر ایک صفر بڑہانے سے دس اور دو صفر لگانے سے سو اور تین صفر لگانے سے ہزار اور علی ہذا اور صفروں کے بڑھنے سے اننت سنکھیا بنتی ہی اور اونکار کی چار ماترائیں اسی صورت کو دکھاتی ہیں زمین پانی اور آگ کی ایک ترپٹی ترلوکی ہے جس کا نقشہ پرجاپتی مورتی میں اوپر دکھایا جاچکا ہی یہ سب سے اندر کے دائرے اوس تصویر کے ہیں اور اسواسطے اِس تصویر میں اِن تینوں دائروں کے گرد ایک حلقہ سفیدی کا دکھا دیا گیا ہے اور یہ استھول کہلاتے ہیں۔ دوسرے ترپٹی جو حد نظر سے برتر ہے اوس میں ہوا خلا اور من مشمول ہیں اور وہ سوکھشم ترپٹی ہے اوس کے گرد بھی ایک سفیدی کا خط نمایاں ہے۔ تیسرے ترپٹی جو سب سے اوپر ہے اوسے کارن ترپٹی یعنی علی تثلیث کہتے ہیں جس میں بدھی اہنکار۔ اور چیتن کے تین دائرے مشمول ہیں یہ تین علم عالم اور معلوم کی قوتیں ہیں اور ان میں کوئی واقعی فاصلہ نہیں ہے صرف تفہیمی ہے اور ان کے مجموعہ کا نام گیات ہے۔ اِنمیں بدہی برہما کا روپ ہے اہنکار شو کا اور چیتن وشنو کا سروپ ہے اور یہ

نویں قوت بسیط اور سب کا آدہار ہو کر ایشر اور واسدیو نام سے مشہور ہے اور یہی جیو لوک اور
مادہ حیات کل جاندار وںکی ہے یعنی اوس سے زندگی سب کی ہوتی ہے۔ دسویں قوت جو کاغذ کی مانند
شفا اور بسیط ہے اور جسپر جزو کل کا نقش بنا ہوا اصلی ذات ہے جسے پرشوتم کہتے ہیں۔ اور ان سب
کے محو ہو جانے پر وہ درجہ حاصل ہوتا ہے جسے وگیان بدہیہ مکت یا نروکلپ سمادہ کہا گیا ہے اور
جسے کرشن بھگوان نے اپنا پرم دہام بتلایا ہے نیچے کے تین پاؤں اور چوتھے اردہ ماترا اوم کے
اسی کو ظاہر کرتی ہے جو دسویں قوت ہے۔ طالبان کو واضح ہو کہ گایتری منتر میں جو صرف سات
طبق دکہائے گئے ہیں اور یہاں نو طبق ان میں واقعی اختلاف نہیں ہے یعنی دو تر پٹیاں تو بدستور
ہیں اوپر والے ساتویں طبق میں اوس سے اوپر کے دو طبق بھی مشمول ہیں کہ اون میں کوئی تفاوت
مقامی نہیں ہے

نیچے سے دسویں یعنی اوس بیحد اور بے انتہا دائرہ کو جس کا کوئی نام و نشان نہیں ہے برہم
کہلایا ہے اور اکہنڈ ابناشی اگوچر الف کے نفی والے لفظوں سے موسوم ہوا ہے۔ نواں چیتن
کا گلابی دائرہ نرنجن نراکار نروکار نرادہار لفظ نر کے نفی کے ساتھ آشکارا کیا گیا ہے یعنی
باوجود مایا کے ظہور کے وہ اوس سے برتر اور اسنگ ہے اور یہ وشنو کی تعریف ہے۔ آٹھویں
دائرہ کو جو اہنگ اور شیو کا روپ ہے پورکھ ستا تن نیتہ وبہو وغیرہ ناموں سے متقدمین
نے بیان کیا ہے جو باریک تفاوت اِن الفاظ کا ہے وہ ہر ایک کو بلا غور کئے سمجھ میں نہیں
آتا ہے یہ تین قسم کے لفظ علیحدہ علیحدہ مدارج کے موافق ہیں چونکہ مبدا عالم کا اہنکار یا اوم ہے
اِسواسطے ویدوں کے چار مہاواک ہیں جن میں تین تین لفظوں کے مجموعہ سے بارہ الفاظ دکھلائے
گئے ہیں غرض یہ ہے کہ اِن اسمار کا شغل طالبان حق کی رسائی منزل مقصود تک کراتا ہے
جو لوگ پندار جسم میں رہکر اِن کا شغل کرتے ہیں اون کو مطلوب کا دیدار حاصل نہیں ہوتا اور
وہ ہمیشہ پندار کے حجاب میں رہتے ہیں۔

اِس تصویر کا اب دوسری طرح بیان کیا جاتا ہے۔ سب سے اندر کا دائرہ جو زمین کے

مشابہ ہے اوس کے وسط میں ذرا سی سفید سی نظر آتی ہے یعنی کاغذ کا سفید رنگ ذرہ
سے بھی چھوٹا نمودار ہے اور اوس کی یکتائی صفحہ کاغذ سے واقعی ہے اور وہ ایک نقطہ چیتن بندو
یا آتش ہے اِس نقطہ کی بساط سے جب ایک خط کھینچا تب کال یا زمانہ کی پیدائش ہوئی ہے
اور اوس کے دوسرے خط کے ساتھ مثلث ہو جانے پر عرض وطول دونوں ظاہر ہوئے کال
کے تین عدد ہیں اور ویش کے چار سمت ۳ اور ۴ کو باہم ضرب دینے سے بارہ خطوط نے دیش
اور کال کو باہم کر دیا اور اون سے یہ صورت تصویر کی جو دکھتی ہے خود بخود پیدا ہو گئی اور وستو
کہلائی بارہ بروج اِسی تقسیم کا نتیجہ ہے یہ بارہ خطوط مثل تانے کے ہیں اور سات دائرہ خاک
آب آتش ہوا خلا من اور بدہی مختلف رنگوں میں دکھائی ہوئی ہیں بانے کی مانند ہیں انکے بات
سے جو شے تیار ہوئی اوس میں ۱۲ اور ۷ کی ضرب سے ۸۴ گھر بنتے ہیں جسے عام طور پر چوراسی کا
چکر کہتے ہیں اور اِن پر پانچ مادی دائروں کے صفر لگانے سے چوراسی لاکھ کا عدد ثابت
ہوتا ہے اور وہ عقل یعنی بدہی تک محدود ہے۔ انجو یعنی علم اِشراق کا حاصل ہونا چوراسی
سے نکلنا کہلاتا ہے اور پندار کے رفع ہونے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ جب تک چیتن کی توجہ
یعنی نظر نیچے کے طبقوں کے جانب رہتی ہے تب تک چوراسی کی گرفتاری کہلاتی ہے جب
چیتن کی ورشٹی یعنی نظر تپ کے ذریعہ سے پلٹ کر اوپر کی جانب ہوتی ہے تب چوراسی سے
خلاصی ہوتی ہے اور رستگاری کا مقام حاصل ہوتا ہے اور موت کا خیال صفحہ دل سے
مٹا جاتا ہے۔ ہر سطر میں بارہ خانوں کے سات سات گھر جو بنے ہوئے ہیں اون کا مختصر
بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔ اوّل خانے میں نشید کے اعداد درج ہیں دوسرے خانہ میں
بھگوت گیتا کی ساتویں ادھیا کے الفاظ ہیں جن کی بنیاد پر یہ تصویر تیار ہوئی ہے بھومی
یعنی خاک[1] - آپہ یعنی آب[2] - انل یعنی آتش[3] - وایو یعنی ہوا[4] - کہم یعنی خلا[5] - من[6] - بدہی[7] - اہنکار[8]
اور قوت حیات[9] - اولین آٹھ قوتین باعث ایجاد عالم اور نویں قوت اِن کا آدہار ہے -
تیسرے خانہ میں چھہ فلسفہ اور ساتوان علم اپنے اپنے منصب کے بموجب دکھائے گئے ہیں

چوتھے خانہ میں وہ برہم آکرتیاں جن کا بیان تصویر نمبر ۱۱ میں ہو چکا ہے ظاہر کیگئی ہیں۔

پانچویں خانہ میں قدیم سات رشیوں کے نام جن سے نظام و قوانین عالم کی ایجاد ہوئی ہے لکھے گئے ہیں۔

چھٹے خانہ میں وہ ہفت طبقات نیچے کے جو اوس کے مقابل کے سات طبقات بالا کا عکس ہیں بیان کئے گئے ہیں۔

ساتویں خانہ میں اعداد نزول کی کیفیت مندرج ہیں۔

آٹھویں خانہ میں وہ سات مادہ جسم کے جنہیں باستعارہ سات سمندر بھی کہا ہے اپنے اپنے موقعات پر آشکارا کئے گئے ہیں۔

نویں خانہ میں ساتویں لوک جن کی حسب منشاء اتھربن وید کے اوپنشدوں نے تشریح کی ہے جتلائے گئے ہیں۔

دسویں خانہ میں سام وید کی مطابقت سے سات نادیا سات سُر ظاہر کئے گئے ہیں۔

گیارہویں خانہ میں رگ وید کی منشاء کے موافق سات دیوتا یعنی منتظمان عالم کے مقامات درج ہیں۔

بارہویں خانہ میں یجر وید کے احکام کے موافق سات لوک جن کا عملی طریقہ گایتری اور ترکال سندھیا قرار دیا گیا ہے آشکارا کئے گئے ہیں۔

اس ادھیا کے نمبر ۵ میں ہزاروں انواع کے عجیب اور مختلف رنگ اور صورت والے اشیاؤں کا بیان اور ۶ منتر میں آدیتوں وسووں۔ رودروں۔ اشونی کمار اور مردتوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس تصویر کو چشم معرفت سے دیکھنے پر ثابت ہوگا کہ جو کچھ ارجن کو دکھایا گیا وہ سب اسمیں موجود ہے۔ آدیتوں کا بیان پرجاپتی کی تصویر نمبر ۲ میں ہو چکا ہے۔ اشٹ دسو اس تصویر کے خانہ نمبر ۳ میں مفصل درج ہوئے ہیں رودر کی پنج مکھی صورت تصویر نمبر ۱۱ میں دیکھ لو اور وہ تصویریں

اس تصویر کے جزو ہیں۔ اشونوں کے جوڑے کا بیان تصویر نمبر ۹ میں ظاہر کر دیا گیا ہے اس تصویر کا سمجھنا شوق اور کوشش پر منحصر ہے ایک بار پڑھ لینے سے وہ ہرگز سمجھ میں نہیں آسکتی مگر اسکے بار بار دیکھنے اور غور کرنے سے ہر بار نیا لطف حاصل ہوگا اور جب اس کا نقشہ دل پر جم جائیگا تب ناظرین و شایقین اپنے دل میں آپ انصاف کرسکیں گے۔

इहैकस्थं जगत्कृत्स्नं पश्याद्यसचराचरम् ॥
मम देहे गुडाकेश यच्चान्यद्द्रष्टुमिच्छसि ॥७॥

ظہور عالم

(۷) اے ارجن تو آج تمام عالم کو معہ اوس کے متحرک اور ساکن موجودات کے اور جو کچھ دیکھنا چاہتا ہے میرے اس جسم میں موجود دیکھ۔

دیکھ مجھ میں ساری موجودات عالم کا قیام | وید نی جو کچھ ہے ساکن اور متحرک نظام

شری کرشن جی کے جسم کو تو ارجن اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اوسمیں کُل عالم کیونکر نظر آسکتا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ جس وقت انسان طریقہ فنا سے اپنے جسم کو نور مجسم یقین کرتا ہے اوسوقت تمام عالم اوسے اپنا ہی جلوہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ جب ارجن نے کرشن جی کی قدرت کی تصویر کو اپنے دل میں باندھ لیا تو جو کیفیت عالم کی تھی وہ سب اوس کو اپنے اندر نظر آنے لگی۔

न तु मां शक्यसे द्रष्टुमनेनैव स्वचक्षुषा ॥
दिव्यं ददामि ते चक्षुः पश्य मे योगमैश्वरम् ॥८॥

اس مشاہدہ کے لئے چشم ظاہری نہیں بلکہ باطنی یعنی علم اشراق درکار ہے

(۸) تو مجھے اپنی ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا اسلئے میں تجھے عجیب و غریب آنکھ دیتا ہوں کہ تو اوس سے میری قدرت کے جلال کو دیکھ۔

چشم ظاہر سے نہیں تو دیکھ سکتا ہے مجھے | اسلئے دیتا ہوں چشم معرفت ارجن تجھے

یہ منتر دلچسپ غور طلب اور پُر معنی ہے اور اُس کا مطلب ذیل میں بیان کیا جاتا ہے عالم بطون کی سیر چشم ظاہری سے ہرگز نہیں ہو سکتی اوس کے دیکھنے کے لئے گیان نیتر یعنی

چشمِ معرفت کا حاصل کرنا ضروری ہے اوسی کو عارفوں نے انجو اور اشراق کہا ہے اور شغل کی مزاولت کے بعد اوس کا انسان کے بطون میں آشکارا ہونا بیان کیا ہے۔

संजय उवाच

एवमुक्त्वा ततो राजन्महायोगेश्वरो हरिः ॥
दर्शयामास पार्थाय परमं रूपमैश्वरम ॥९॥

سنجے نے کہا

قدرت کا ملہ کا مشاہدہ

(۹) اے راجہ (دھرت راشٹر) یہ کہکر قادرِ مطلق کرشن نے ارجن کو اپنی قدرت کا اعلیٰ جلوہ دکھایا۔

قادرِ مطلق نے ارجن کو یہ فرماکر شہا	اپنی قدرت کا جلالی معجزہ دکھلا دیا

اس موقعہ پر کرشن جی نے ارجن کو اوس کے قلب میں عالمِ علوی کی سیر کرائی اور اوسکی تصریح ذیل میں ہے۔

अनेकवक्त्रनयनमनेकाद्भुतदर्शनम् ॥
अनेकदिव्याभरणं दिव्यानेकोद्यतायुधम् ॥१०॥
दिव्यमाल्याम्बरधरं दिव्यगन्धानुलेपनम् ॥
सर्वाश्चर्यमयं देवमनन्तं विश्वतोमुखम् ॥११॥

عالمِ ملکوتی کی سیر

(۱۰ و ۱۱) جو کہ بے شمار منہ اور آنکھیں بے شمار عجیب شکلیں بے شمار نایاب زیور اور بے شمار نادر ہتیار رکھتا تھا اور عجیب مالائیں اور پوشاکیں زیبِ تن کئے ہوتے اور عمدہ عطر لگائے ہوئے تہا اور نہایت حیرت انگیز اور روشن تہا جسکی کہیں انتہا نہ تھی اور جس کا ہر طرف رخ تہا۔

عالمِ ملکوت پر جو ہیں پڑی اُسکی نظر	اُسنے دیکھی ذاتِ واحد شش جہت میں جلوہ گر
تھا نہایت حیرت انگیز اور روشن اک وجود	انتہا جسکی نہتی پیدا نہ تہیں جسکی حدود

تھے وہاں چشم و صورت بےحساب ہندسہ	زیبِ تن تھے زیورِ نایاب و نادر اسلحہ
عطر خوشبودار میں ڈوبا ہوا تھا سربسر	تھی عجب پوشاک اور نادر حمائل زیبِ بر

جو جلال کی کیفیت شاغلوں کے قلب پر ظاہر ہوا کرتی ہے اور اُسوقت ارجن کے دل پر طاری ہوئی تھی اوس کا اس منتر میں بیان کیا گیا ہے اب تک ارجن اپنے اور دیگر اشخاص کے جسم ہاتھ منہ آنکھ وغیرہ کو جدا جدا اون سے متعلق خیال کرتا تھا لیکن انانیت کے ترک کرنے کے بعد اوسے کامل یقین ہو گیا کہ ذات واحد تمام اجسام میں محیط ہو کر دیکھنا سننا وغیرہ حواس خمسہ کے فعلوں کی ناظر ہے اور وہی ہر سمت میں جلوہ گر ہے۔

दिवि सूर्यसहस्रस्य भवेद्युगपदुत्थिता ॥
यदि भाः सदृशी सा स्याद्भासस्तस्य महात्मनः ॥१२॥

جلال کا جلوہ

(۱۲) اگر آسمان میں یکبارگی ہزار سورجوں کی روشنی ہو تو وہ اُس ذاتِ بزرگ کے جلال کے برابر نہو سکے گی۔

گر فلک پر آفتاب اکدم ہویدا ہوں ہزار	ہیں جلال ذاتِ اقدس میں نمایاں مُردہ وار

درحقیقت ذاتِ بحت کے جلال کے سامنے ہزار سورجوں کی روشنی بھی ہیچ ہے۔

तत्रैकस्थं जगत्कृत्स्नं प्रविभक्तमनेकधा ॥
अपश्यद्देवदेवस्य शरीरे पाण्डवस्तदा ॥१३॥

عین الیقین کی کیفیت

(۱۳) اُس وقت ارجن نے تمام عالم کو معہ اوس کی نیرنگیوں کے اوس ذاتِ مقدس کے جسم میں موجود پایا۔

پیکرِ ہجد میں جو ہیں ہو گیا عین الیقین	عالمِ کون و مکان و جملہ نیرنگِ مبین

ततः स विस्मयाविष्टो हृष्टरोमा धनंजयः ॥
प्रणम्य शिरसा देवं कृताञ्जलिरभाषत ॥१४॥

حیرت کا مقام

(۱۴) تب حیرت کے مارے ارجن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ سر جھکا کر دست بستہ کرشن بھگوان سے کہنے لگا۔

منزلِ حیرت میں وارد ہوکر ارجن کانپ اُٹھا — سر جھکا کر دست بستہ عرض یوں کرنے لگا

अर्जुन उवाच- पश्यामि देवांस्तव देव देहे सर्वांस्तथा भूत-विशेषसंधान्।।ब्रह्माणमीशं कमलासनस्थ मृषींश्च सर्वानुरगांश्च विध्यान्।।१५।।

برہما کا مقام یعنی عالم جبروت کی سیر

(۱۵) ارجن نے کہا اے کرشن میں آپ کے جسم میں تمام دیوتاؤں کو ہر قسم کی موجودات کو۔ خداوند کائنات برہما جی کو جو کنول پر نشست رکھتے ہیں اور سب رشیوں کو اور عجیب عجیب سانپوں کو دیکھتا ہوں

اِس وجودِ پاک میں سب دیوتا ہیں جلوہ گر — اور مخلوقات ہی ہر قسم کی ہیں پیش نظر
جدّ امجد مورثِ اعلیٰ خدائے کائنات — ہیں کنول کی پھول پر بیٹھے ہوئے اِک پاک ذات

अनेकबाहूदरवक्त्रनेत्रं पश्यामि त्वां सर्वतोऽनंतरूपम्।।
नांतं न मध्यं न पुनस्तवादिं पश्यामि विश्वेश्वर विश्वरूपम्।।१६।।

کثرت اور وحدت کا یکجا ہونا۔

(۱۶) اے عالم کے صاحب میں آپ کو بے شمار بازو۔ شکم۔ دہن اور آنکھیں رکھنے والا المحیط کل پاتا ہوں اور مجھے آپ کی بغایت ظہور کا آغاز وسط اور انجام نظر نہیں آتا۔

سب رشی اور شیش ناگ ورسانپ ہیں از حد مہیب — عالمِ ملکوت کا نظارہ ہے از بس عجیب
آپ ہیں بے انتہا شکلو ںمیں ہر جانب عیاں — بیعدو ہیں آپکے بازو شکم چشم و دہان

किरीटिनं गादिनं चक्रिणं च तेजोराशिं सर्वतो दीप्तिमंतम्।।
पश्यामि त्वां दुर्निरीक्ष्यं समंताद्दीप्तानलार्कद्युतिमप्रमेयम्।।१७।।

دشنو کا مقام یعنی عالم لاہوت کی سیر

(۱۷) میں دیکھتا ہوں کہ آپ تاج پہنے ہوتے ہیں اور ہاتھ میں گدا اور چکر لیتے ہوتے ہیں اور بحد جلال رکھتے ہیں اور ہر سمت کو روشن کرتے ہیں آپ پر نگہ بالکل نہیں ٹھہرتی کہ آپ کی روشنی شعلہ زن آفتاب کے مانند ہے اور بے انتہا ہے۔

وہ ظہورِ لاتعیّن آپکا ہے وقفِ دید — جس کا اول درمیاں اور خاتمہ ہے ناپدید
کثرت و وحدت کا نظّارہ ہے یکجا سر بسر — راز اسکو ہم بہوشیا مہ ہے روشن قلب پر
سر پہ ہے تاج آپکے ہاتھوں میں ہیں چکر و گدا — شش جہت افروز ہے نورِ تجلّی آپ کا
آنکھ کی کیا تاب ہے دیکھے وہ روئے ذوالجلال — ہے فروغِ حسن عالم سوز جس کا بیمثال

ستوگن تاج۔ رجوگن گدا اور تموگن چکر ہے۔ ان تین لوازمات شاہانہ سے ذات نامتناہی کل عالم کا انتظام کرتی ہے اور اپنا تماشہ آپ دیکھتی ہے۔

त्वमक्षरं परमं वेदितव्यं त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम्।।
त्वमव्ययः शाश्वतधर्मगोप्ता सनातनस्त्वं पुरुषो मतो मे।।१८।।

لاانتہائی کیفیت

(۱۸) میرے عقیدے میں آپ کی ذات لازوال اعلیٰ اور جاننے کے لائق ہے اور اس عالم کا اصلی مخزن ہے وہ لافانی اور قدیم آئین راستی کی حامی ہے اور بے زوال ہے۔

ذاتِ عالی لایزالی ہے عقیدت میں مری — موجبِ بود و فنا۔ حامی طرزِ راستی
قابل ادراک لافانی قدیم اور استوار — ہے صفت لاانتہائی کی سراسر آشکار

अनादिमध्यांतमनंतवीर्य मनंतबाहुं शशिसूर्यनेत्रम्।।
पश्यामि त्वां दीप्तहुताशवक्त्रं स्वतेजसा विश्वमिदं तपन्तम्।।१९।।

صفت جلال

(۱۹) میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا آغاز وسط اور انجام نہیں ہے آپکی طاقت بے انتہا ہے آپ کے بازو بے شمار ہیں آنکھیں چاند اور سورج کی سی ہیں اور

چہرہ روشن آگ کی مانند ہے اور آپ اپنے جلال سے اس عالم کو روشن کر رہے ہیں

دیکھتا ہوں میں عیاں شانِ جلالی آپ کی — بے ہدایت بے نہایت ذات عالی آپکی
قوتیں بے انتہا ہیں اور بازو بے شمار — ماہ و خور چشمانِ روشن روئے تاباں مثلِ نار

द्यावापृथिव्योरिदमंतरं हि व्याप्तं त्वयैकेन दिशश्च सर्वाः॥
दृष्ट्वाद्भुतं रूपमुग्रं तवेदं लोकत्रयं प्रव्यथितं महात्मन्॥२०॥

صفت محیط اور بسیط ہونے کے۔ (۲۰) اے ذات بزرگ آپ زمین آسمان خلے اور تمام اطراف میں محیط ہیں آپ کے اِس عجیب اور جلال والی صورت کو دیکھکر تینوں عالم کانپتے ہیں

ذات برتر آپکی ہے سارے عالم میں بسیط — از زمین تا آسماں سمت و فضا سب میں محیط
ذرے ذرے میں منور ہے شعاع لایزال — تینوں عالم کانپتے ہیں دیکھکر شانِ جلال

अमी हि त्वां सुरसंघा विशंति केचिद्भीताः प्रांजलयो गृणंति॥
स्वस्तीत्युक्त्वा महर्षिसिद्धसंघाः स्तुवंति त्वां स्तुतिभिः पुष्कलाभिः॥

صفت معبودی (۲۱) بعض دیوتاؤں کے گروہ آپ کی پناہ میں آتے ہیں بعض خوف کے مارے ہاتھ جوڑکر آپ کی تعریف کرتے ہیں بعض صاحب کمال مہرشی خیرباد کہکر آپ کی بہت توصیف بیان کرتے ہیں۔

ہے پناہِ عاطفت میں اک گروہِ دیوتا — دست بستہ خوف سے حمد و ثنا میں دوسرا
جانکر معبود اپنا مجمعِ اہلِ کمال، — آپکی توصیف کرتا ہے بیان اے بیمثال

रुद्रादित्या वसवो ये च साध्या विश्वेऽश्विनौ मरुतश्चोष्मपाश्च॥
गंधर्वयक्षासुरसिद्धसंघा वीक्षंते त्वां विस्मिताश्चैव सर्वे॥२२॥

حیرت کا دوسرا مقام (۲۲) رودر۔ ادتیہ۔ وسو۔ اشونی کمار۔ مروت اور اوشم پا وغیرہ جتنے دیوتا ہیں اور گندھرب۔ یکش۔ راکشش اور سدھ ہون کے جتنے فرقہ ہیں وہ سب آپ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

رُدر اوشم پا مُرت اَدِت وسو اشونی کمار — اور ہیں اُنکے سوا جتنے ملائک رازدار
راکشش گندھرب یکش و سدہ و انسان ہشیار — دیکھکر اِس شکل کو حیران ہیں آئینہ دار

اوّل وہ سات تجلیات کے وجود ہیں جنکا عارفوں نے زمانہ قدیم میں اشراق کی مدد سے مشاہدہ کیا تھا اور آخر چار اسماء فرقہ اِنسانی ہیں جو اوس زمانے میں مختلف عقاید کے پیرو ہونے کی وجہ سے اِن ناموں سے موسوم ہوئے

रूपं महत्ते बहुवक्त्रनेत्रं महाबाहो बहुबाहूरुपादम्॥
बहूदरं बहुदंष्ट्राकरालं दृष्ट्वा लोकाः प्रव्यथितास्तथाहम्॥२३॥

شیو کا مقام یعنی عالم ہاہوت کی سیر (۲۳) اے قوی بازو آپ کے اوس بڑے جسم کو دیکھکر جس میں منہ آنکھ۔ بازو۔ پانوں۔ شکم۔ اور خوفناک دانت بکثرت ہیں عالم کانپتا ہے اور میں بھی کانپتا ہوں۔

دل دہڑکتا ہے مرا اے کرشن اسکو دیکھکر — ایک عالم کانپتا ہے ڈالکر اُس پر نظر
آپکا جسم کلاں جس میں بکثرت ہیں عیاں — دست و پا پُرخوف دندان شکم چشم و دہان

नभःस्पृशं दीप्तमनेकवर्णं व्यात्ताननं दीप्तविशालनेत्रम्॥
दृष्ट्वा हि त्वां प्रव्यथितांतरात्मा धृतिं न विंदामि शमं च विष्णो॥२४॥

ہیبت کا جلوہ (۲۴) اے کرشن آپ کے اوس دراز چہرہ کو جو آسمان سے باتین کرتا ہے اور روشن ہے اور بے شمار رنگ رکھتا ہے اور جس میں بڑی بڑی آنکھیں چمکتی ہیں دیکھکر میرا دل گھبراتا ہے اور مجھے قرار و تسکین نہیں ہے۔

فرش سے تا عرش چہرے کی درازی الاماں — چہرو مہ سے جسمیں لاتعداد چشمان کلان
دیکھکر وہ روئے ہیبتناک روشن ہفت رنگ — ہو گیا میں اختلاج قلب سے معذور و تنگ

दंष्ट्राकरालानि च ते मुखानि दृष्ट्वैव कालानलसन्निभानि॥
दिशो न जाने न लभे च शर्म प्रसीद देवेश जगन्निवास॥२५॥

ایضاً (۲۵) خوفناک دانتوں والے اور آتش اجل کے مانند روشن دہنوں کو دیکھکر مجھے راہ عافیت نظر نہیں آتی اور میرا استقرار ہاتھ سے جاتا رہا ہے اے دیوتاؤں کے مالک اور عالم کے پشت وپناہ آپ مجھپر کرم کیجئے -

ان دہانوں سے نکلتے دیکھ شعلے موت کے — اور ان پرخوف دنداں پر نگہ کرکے مجھے
موت آتی ہے نظر دلپر نہیں ہے اختیار — کیجئے مجھپر کرم اے مالک اے پروردگار

अमी च त्वां धृतराष्ट्रस्य पुत्राः सर्वे सहैवावनिपालसंघैः ॥
भीष्मो द्रोणः सूतपुत्रस्तथासौ सहास्मदीयैरपि योधमुख्यैः ॥२६
वक्त्राणि ते त्वरमाणा विशंति दंष्ट्राकरालानि भयानकानि ॥
केचिद्विलग्ना दशनांतरेषु संदृश्यंते चूर्णितैरुत्तमांगैः ॥२७॥

صفت قہاری (۲۶ و ۲۷) یہ سب دہرت راشٹر کے بیٹے اور اون کے مددگار راجاؤں کے گروہ بھیشم پتامہ - درونا چارج - رتھ بان کا بیٹا (کرن) اور نیز ہماری فوج کے دلاور آپ کے تیز دانتوں والے مہیب دہنوں میں نہایت تیزی کیساتھ گھسے چلے جاتے ہیں اور ان میں سے کچھ پسے ہوئے سر دانتوں کے درازوں میں لٹکے نظر آتے ہیں -

کوروؤں کے اقربا اور ان کے حامی راجگان — بھیشم و درون و کرن فوج مخالف کے یلاں
نیز اپنی فوج کے زور آزمانے باوقار — ان دہانوں میں کھچے جاتے ہیں سب بے اختیار
اور نظر آتے ہیں بعضے سر بہت کچلے ہوئے — تیز دنداں کی درازوں میں الگ لٹکے ہوئے

यथा नदीनां बहवोऽम्बुवेगाः समुद्रमेवाभिमुखा द्रवंति ॥
तथा तवामी नरलोकवीरा विशंति वक्त्राण्यभिविज्वलंति ॥२८॥

تشبیہ (۲۸) جیسے دریاؤں کی بیشمار لہریں سمندر میں جاکر گرتی ہیں ویسے ہی یہہ مردان دلاور آپ کے شعلہ زن دہنوں میں داخل ہو رہے ہیں -

بحر میں ہوتا ہے جیسے ندیوں کا اختتام — یہ دلاور آتشیں دہنوں میں کرتے ہیں قیام

यथा प्रदीप्तं ज्वलनं पतंगा विशंति नाशाय समृद्धवेगाः ॥
तथैव नाशाय विशंति लोकास्तवापि वक्त्राणि समृद्धवेगाः ॥२९॥

ایضاً (۲۹) جیسے پروانے جلنے کے لئے بے اختیار ہوکر شعلہ پر گرتے ہیں ویسے ہی یہہ سب لوگ جذبہ میں آکر مرنے کے لئے آپکے دہنوں میں داخل ہو رہے ہیں-

شمع پر پروانے ہو جاتے ہیں جیسے جاں نثار — موت کے منہ میں ہیں داخل حاضرین کارزار

लेलिह्यसे ग्रसमानः समंताल्लोकान्समग्रान्वदनैर्ज्वलद्भिः ॥
तेजोभिरापूर्य जगत्समग्रं भासस्तवोग्राः प्रतपंति विष्णो ॥३०॥

فنا و ظہور کا یکجا مشاہدہ (۳۰) اے عالم کے صاحب آپ اپنے روشن دہنوں سے سب لوگوں کو کھا کر خوب مزا لیتے ہیں اور آپ کی زبردست جلالی قوتیں سارے عالم کو روشن کرتی ہیں اور حرارت پہونچاتی ہیں-

ان دہان شعلہ زن کی ساری دنیا ہے غذا — جسمیں اسکی موت ہے وہ ذائقہ ہے آپ کا
اے خداوند آپ کی بے حد جلالی قوتیں — ہیں برنگ روشنی و سوز موجودات میں

आख्याहि मे को भवानुग्ररूपो नमोऽस्तु ते देववर प्रसीद ॥
विज्ञातुमिच्छामि भवंतमाद्यं नहि प्रजानामि तव प्रवृत्तिम् ॥३१॥

حیرت کا تیسرا مقام اور سوال کہ آپ کون ہیں (۳۱) مجھے بتائیے کہ آپ بصورت جلال کون ہیں میرا آپ کو نمسکار ہے اے دیوتاؤں کے سرتاج آپ مجھ پر مہربان ہوجیے میں آپکی اصلیت جاننے کی تمنا رکھتا ہوں اور آپ کے ظہور کو نہیں سمجھ سکتا -

کون ہو اس صورت پرخوف میں بتلائیے — بندۂ عاجز پہ اے داور کرم فرمائیے
آپکے دیدار کی ازبس تمنا ہے مجھے — آپ کا اعجاز بالاتر ہے میری عقل سے

اوپر کے منتروں میں تت پد یعنی کلیت کا مشاہدہ ارجن کو ہوا تھا اور اب وہ توم پد یعنی

انانیت کے پردہ میں معرفت کا طالب ہوتا ہے۔

श्री भगवानुवाच

कालोऽस्मिलोकक्षयकृत्प्रवृद्धो लोकान्समाहर्तुमिह प्रवृत्तः॥
ऋतेऽपि त्वां न भविष्यंति सर्वे येऽवस्थिताः प्रत्यनीकेषु योधाः॥३२॥

شری بھگوان نے جواب دیا

اکال روپ شیو ہوں یعنی عالم کا ہوت کا [illegible]

(۳۲) میں عالم کو معدوم کرنیوالی فنائے کبرا ہوں اور اس موقع پر عالم کو معدوم کرنے میں مصروف ہوں جو تو نہیں لڑے گا پھر بھی جتنے جوانمرد ہر دو لشکر میں موجود ہیں وہ سب معدوم ہو جائیں گے۔

میں فرشتہ ہوں اجل کا اور فنا معروف ہوں آج ہر دو فوج میں جتنے بہادر ہیں کھڑے	اس گھڑی عالم کے استیصال میں مصروف ہوں وہ بلا کوشش تری ملکِ عدم کو جائینگے

جسم انسانی کے واسطے پیدائش اور فنا لازمی ہیں لہذا اون کے فنا ہونے کا فکر نہ کرکے امر حق کے لئے جنگ کرنا انسان کا فرض ہے۔

तस्मात्त्वमुत्तिष्ठ यशो लभस्व जित्वा शत्रून्भुंक्ष्व राज्यं समृद्धम्॥
मयैवैते निहताः पूर्वमेव निमित्तमात्रं भव सव्यसाचिन्॥३३॥

عالم ناسوتی یعنی اسباب فانی کا فکر نکرکے جنگ کر

(۳۳) پس اے تیرانداز تو کھڑا ہو اور نیکنامی حاصل کر دشمنوں پر فتح پاکر سلطنت عظیم سے حظ اوٹھا ان کو تو میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے تو برائے نام ایک ذریعہ بنجا

ٹھان کر لڑنیکی اب تو اپنی شہرت کو بڑھا اونکو تو پہلے ہی میں نے مرگ تک پہنچا دیا	دشمنونکو زیر کر اور سلطنت کا حظ اٹھا تو برائے نام کر سامان اُنکی موت کا،

द्रोणं च भीष्मं च जयद्रथं च कर्णं तथान्यानपि योधवीरान्॥
मया हतांस्त्वं जहि माव्यथिष्ठा युध्यस्व जेतासि रणे सपत्नान्॥३४॥

فتح ہوگی۔

(۳۴) تو درونا چارج ۔ بھیشم پتامہ ۔ جیدرتھ ۔ کرن اور دیگر جوانمرد دونکو جنہیں میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے ہلاک کر ۔ تامل نکر اور جنگ کر تو لڑائی میں دشمنوں پر فتح پاویگا۔

کرن بھیشم جیدرتھ درون اور دیگر سور ما وہ مرے مقتول ہیں تو انکو بیشک قتل کر	جنگ کے میدان میں جنکا قدم اب آگیا کامیابی تجھکو ہوگی مستعد ہو جنگ پر

संजय उवाच। एतच्छ्रुत्वा वचनं केशवस्य कृतांजलिर्वेपमानः किरीटी॥
नमस्कृत्वा भूय एवाह कृष्णं सगद्गदं भीतभीतः प्रणम्य॥३५

سنجے نے بیان کیا

تب ارجن نے خوف اور عاجزی کے ساتھ عرض کیا

(۳۵) کرشن جی کے اس کلام کو سنکر ارجن نے ہاتھ جوڑکر نمسکار کیا اور سر جھکا کر کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے لکنت کے ساتھ اُن سے دوبارہ یہ کہا۔

جب بتایا کرشن نے یہ راز تو وہ تاجور کانپتے ڈرتے ہوئے اُسنے جھکا کر اپنا سر	بندگی کرنے لگا ہاتھوں کو اپنے جوڑ کر کرشن کی تعریف یوں لکنت سے کی بار دگر

अर्जुन उवाच। स्थाने हृषीकेश तव प्रकीर्त्या जगत्प्रहृष्यत्यनुरज्यते च॥
रक्षांसि भीतानि दिशो द्रवंति सर्वे नमस्यंति च सिद्धसंघाः॥३६॥

کلام ارجن

سب لوگ آپکی عظمت مانتے ہیں۔

(۳۶) اے کرشن مہاراج یہ بجا ہے کہ ایک عالم آپ کی توصیف بیان کرکے خوشی اور دلبستگی حاصل کرتا ہے اور بد افعال آپ کے خوف کے مارے ہر طرف بھاگتے ہیں اور کاملوں کی جماعتیں آپ کو سجدہ کرتی ہیں۔

شانِ قہاری کے شایاں ہے اگر سارا جہاں بھاگتے ہیں آپکی صورت سے ڈر کر بدخصال	آپکی توصیف میں ہو باادب رطب اللساں آپکو کرتے ہیں سجدہ صاحبانِ باکمال

कस्माच्च तेन नमेरन्महात्मन्गरीयसे ब्रह्मणोऽप्यादिकर्त्रे ॥
अनंतदेवेशजगन्निवास त्वमक्षरं सदसत्तत्परं यत् ॥ ३७॥

آپ لافانی اور حق و باطل سے برتر ہیں

(۳۷) اے بزرگ منش وہ لوگ آپ کی اُس ذات واجب التعظیم کو جو عالم کی صانع کی بھی علت غائی ہے سجدہ کیوں نہ کریں۔ اے بے شمار دیوتاؤں کے حاکم اور عالم کی پناہ آپ لازوال ہیں اور حق و باطل سے برتر ہیں

کیوں نہ یہ تعظیم دیں اُس ذاتِ بابرکات کو	جو عدم سے کھینچکر لائی ہے موجودات کو
اے خداوندِ ملائک جلوہ آرائے جہاں	آپ ہی ہیں حق و باطل نیز بے نام و نشاں

त्वमादिदेवः पुरुषः पुराणस्त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम् ॥
वेत्तासि वेद्यं च परं च धाम त्वया ततं विश्वमनंत रूप ॥ ३८॥

آپ کی یہ تعریف ہے

(۳۸) اے محیط عالم آپ صفات کا مبدا ہیں اور ذات قدیم ہیں اور اس عالم کے اصلی مخزن ہیں آپ ناظر منظور اور اعلیٰ مقام ہیں اور عالم میں محیط ہیں

ابتدا ہے سارے عالم کی مگر ازلی ہیں آپ	جملہ مخلوقات فانی ہیں مگر ابدی ہیں آپ

वायुर्यमोऽग्निर्वरुणः शशांकः प्रजापतिस्त्वं प्रपितामहश्च ॥
नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः पुनश्च भूयोऽपि नमो नमस्ते ॥ ३९॥

صفات ہفتگانہ کو آپ سے ظہور ہے۔

(۳۹) وایو۔ یم۔ اگنی۔ ورون۔ چندرما۔ پرجاپتی۔ اور برہما کے جد آپ ہیں میں آپ کو ہزار بار بلکہ بے شمار بار نمسکار کرتا ہوں۔

ناظر و منظور اور ہر دو سے بالاتر ہیں آپ	اے کثیر الشکل ہر صورت میں جلوہ گر ہیں آپ

جب اِن ساتوں قوتوں کو اپنے اندر فکر رسا سے دریافت کیا جائے تب اس منتر کے معنی بخوبی حل ہو سکتے ہیں۔

नमः पुरस्तादथ पृष्ठतस्ते नमोऽस्तु ते सर्वत एव सर्व ॥
अनंतवीर्यामित विक्रमस्त्वं सर्वं समाप्नोषि ततोऽसि सर्वः ॥ ४०॥

آپ بے انتہا جلال رکھتے ہیں اور محیط کل ہیں میرا آپ کو دل و جان سے نمسکار ہے۔

(۴۰) اے محیط کل آپ کو روبرو اور پشت اور سب طرف سے نمسکار ہے آپ بے انتہا قوت اور بے اندازہ جلال رکھتے ہیں۔ آپ کل میں محیط ہیں پس کل ہیں۔

وایو یم اگنی ورن برہما ہیش اور چندرما	آپکی شکلوں کو میرے لاکھ سجدے ہیں بجا
آپکو ہی پشت و رُو اور ہر طرف سے بندگی	ساری دنیا میں عیاں ہے ایک ہستی آپ کی
شان اور قوت کے اندازے سے برتر آپ ہیں	آپ ہی سب ہیں کہ اندر اور باہر آپ ہیں

یہ اپروکش گیان یعنی حق الیقین کا مقام ہے جہاں نور حقیقی کا جلوہ بے حجابانہ آشکارا ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن حاضر و غائب ناممکنات کا امکان نظر آتا ہے اور حق و باطل کا عقدہ کھل جاتا ہے۔

सखेति मत्वा प्रसभं यदुक्तं हे कृष्ण हे यादव हे सखेति ॥
अजानता महिमानं तवेदं मया प्रमादात्प्रणयेन वापि ॥ ४१॥
यच्चावहासार्थमसत्कृतोऽसि विहार शय्यासन भोजनेषु ॥
एकोऽथवाप्यच्युत तत्समक्षं तत्क्षामये त्वामहमप्रमेयम् ॥ ४२॥

جو کچھ مجھسے غلطی اور قصور آپکی خدمت میں ہوا اُسے معاف فرمائیے

(۴۱ و ۴۲) اپنا دوست سمجھکر اور آپکی اس عظمت کو نہ جانکر جو میں نے عالم بے خبری میں یا دوستانہ طور پر آپ کو کرشن۔ یادو۔ دوست کہکر اکثر پکارا ہے اور ازراہ مذاق کھیلتے۔ سوتے۔ بیٹھتے اور کھاتے وقت خلوت اور جلوت میں آپ کی گستاخی کی ہے اے عالی وقار اسکی معافی میں آپ کی ذات برتر از قیاس سے مانگتا ہوں۔

دوستی میں آپکی عظمت نہیں پہچان کر	اپنی نادانی کے باعث دوستانہ طور پر
کرشن اور یادو کا پیارا نام میں لیتا رہا	دوست کہکر آپ کو میں نے پکارا بارہا
کھیل و عوت خوابگاہ و بزم میں تھی دل لگی	خلوت و جلوت میں جتنی مجھسے گستاخی ہوئی
اے خداوند اب مجھے اُسکی معافی دیجے	ناتواں پر قادر مطلق عنایت کیجے

میں ہوں وہ گنہگار کہ ہنگام تفریح
گلگشت چمن اور وہ کنگاش کی خلوت
تھا ترک ادب ایک لوازم میں سے اُسکے
گر شوخی تھی میری تھی جو گستاخی تو میری
کیا حال میرا ہو جو ذرا قہر میں آوے

سو بار تجھے کہکے کنہیا ہے بولایا
وہ عیش کا جلسہ جو کہ یاروں میں اڑایا
یاروں کو جو یاری کا سبق تونے پڑھایا
کس لطف سے تو نے اونہیں باتونمیں اڑایا
وہ ذات کہ جس نے ابھی عالم کو چلایا

पितासि लोकस्य चराचरस्य त्वमस्य पूज्यश्च गुरुर्गरीयान् ॥
न त्वत्समोऽस्त्यभ्यधिकः कुतोऽन्यो लोकत्रयेऽप्यप्रतिमप्रभावः ॥४३॥

آپ عالم کے مخزن اور لاثانی ہیں

(۴۳) آپ اِس متحرک اور ساکن موجودات کے باپ اور واجب التعظیم بڑے اوستاد ہیں اے لاثانی قدرت رکھنے والے تینوں عالم میں کوئی آپکے برابر بھی نہیں ہے بڑا تو کون ہوسکتا ہے۔

ہر دو مخلوقات ساکن اور متحرک کے آپ
آپکے تابع ہیں سب از راہ تاگاوزمیں

ہیں مربّی لایق تعظیم مرشد اور باپ
کون ہوسکتا ہے افضل آپ کا ثانی نہیں

तस्मात्प्रणम्य प्रणिधाय कायं प्रसादये त्वामहमीशमीड्यम् ॥
पितेव पुत्रस्य सखेव सख्युः प्रियः प्रियायार्हसि देव सोढुम् ॥४४॥

میں آپ سے بصد التجا معافی مانگتا ہوں

(۴۴) اِسلئے میں آپکی ذات بااوصاف سے عاجزی اور تعظیم کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ جیسے باپ بیٹے کا۔ دوست دوست کا۔ شوہر بیوی کا قصور معاف کرتا ہے آپ میرا قصور معاف کریں۔

ایک عالم میں ہے شہرہ آپ کے اوصاف کا
جیسے کوئی دوست فرزند اور بیوی کا قصور

آپ سے ہے با نیاز و عجز میری التجا-
بخشتا ہے آپ ویسے بخشدیں میرا قصور

अदृष्टपूर्वं हृषितोऽस्मि दृष्ट्वा भयेन च प्रव्यथितं मनो मे ॥
तदेव मे दर्शय देव रूपं प्रसीद देवेश जगन्निवास ॥४५॥

آپکی صورت جلال کو دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے۔

(۴۵) جو جلال کی صورت میں نے کبھی پہلے نہیں دیکھی تھی اُسے دیکھکر خوشی تو ہوئی لیکن میرا دل خوف سے دھڑکتا ہے اے صاحب مجھے وہی صورت دکھائیے اے دیوتاؤں کے مالک اور عالم کے جائے پناہ آپ مجھ پر کرم کیجئے۔

جو کبھی دیکھی نہ تھی ہے وہ تجلّی سامنے
اے خداوند اب وہی سچ دھج مجھے دکھلائیے

دل تو میرا خوش ہے لیکن کانپتا ہے خوف سے
اے بزرگ و صاحب عالم کرم فرمائیے

किरीटिनं गदिनं चक्रहस्तमिच्छामि त्वां द्रष्टुमहं तथैव ॥
तेनैव रूपेण चतुर्भुजेन सहस्रबाहो भव विश्वमूर्ते ॥४६॥

آپ میرے تصور جلال کو ہٹا دیجئے

(۴۶) میں آپ کو ویسے ہی تاج پہنے ہوئے گدا اور چکر ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں اے ہزار بازو رکھنے والے محیط عالم وہی چار بازو والی صورت اختیار کیجئے۔

تاج برسر آپ کو میں چاہتا ہوں دیکھنا
اے محیطِ کل عیاں ہیں آپ کے بازو ہزار

اپنے ہاتھوں میں دوبارہ لیجئے چکر و گدا
کیجئے وہ چار بازو والی صورت اختیار

چونکہ ارجن دشنو یعنی صورت جمال کے شغل کا عادی تھا اِسواسطے اوس نے اوسی صورت کے دیکھنے کی استدعا کی۔

श्रीभगवानुवाच । मया प्रसन्नेन तवार्जुनेदं रूपं परं दर्शितमात्मयोगात् ॥
तेजोमयं विश्वमनन्तमाद्यं यन्मे त्वदन्येन न दृष्टपूर्वम् ॥४७॥

شری بھگوان نے فرمایا

جواب میں نے از راہ کرم تجھے اپنی صورت جلال دکھائی

(۴۷) اے ارجن تجھ پر مہربان ہوکر میں نے تجھکو اپنی قدرت کا وہ اعلیٰ جلوہ دکھایا جو جلال سے بھرا ہوا۔ محیط لاانتہا اور ازلی تھا اور جس کو تیرے سوائے اور کسی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

اپنی خوش نیت سے جب خوش کر لیا تونے مجھے	معجزہ مینے دکھایا تجھکو اپنے فضل سے
سب طرف اک نور ہی بے ابتدا بے انتہا	جسکو انسان نے نہیں دیکھا کبھی تیرے سوا

سپند ارماسوا اور پردہ حجاب کا ہے جب یہہ پردہ اوٹھ جاتا ہے جمال ذات نظر آتا ہے۔

صدف نہ رنگ کی ہے یاں نہ کلک صنعت ہی	اگر مصور صورت ہے پردہ سپند ار
تمام حسن جو پردہ کے پیچھے تھا پنہاں	نکل پڑا جو ہیں پردہ کی ہٹ گئی دیوار
ظہور حسن میں پردہ رہا نہ کا مبا	وے یہ لطف کہ عاشق کو ہوگئے دیدار

न वेदयज्ञाध्ययनैर्न दानैर्न च क्रियाभिर्न तपोभिरुग्रैः ॥
एवंरूपः शक्य अहं नृलोके द्रष्टुं त्वदन्येन कुरुप्रवीर ॥४८॥

یہ صورت کسی عمل کے کرنے سے نہیں ہو سکتی

(۴۸) اے خاندان کرو کے جوانمرد وید کی تحصیل کر کے یگ کی رچائیں پڑھ کے اور خیرات نیک اعمال اور سخت ریاضت کر کے بھی تیرے سوا اور کوئی شخص میری اس صورت کو نہیں دیکھ سکتا۔

علم کی تحصیل نیک اعمال اور خیرات سے	زہد اور اشغال کی ناگفتہ تکلیفات سے
کسکو طاقت ہی کہ دیکھے میرے جلوے کو عیاں	جو ترا ہی چشم دید اے نسل کورو کے جواں

قومے متحیر اند در راہ یقین	قومے ست دگر بماندہ اندر غم دین
می ترسم از آن بانگ بر آید روزے	کاے بے خبران راہ نہ آن ست و نہ این

मा ते व्यथा मा च विमूढभावो दृष्ट्वा रूपं घोरमीदृङ्ममेदम् ॥
व्यपेतभीः प्रीतमनाः पुनस्त्वं तदेव मे रूपमिदं प्रपश्य ॥४९॥

اب بجائے جلال کے تصور کے جمال کا تصور کر۔

(۴۹) میری اس ہیبت ناک صورت کو دیکھکر نہ گھبرا اور بدحواس نہو خودی دل سے دور کر اور اطمینان کے ساتھ میری اوسی صورت کو دوبارہ دیکھہ۔

تو نہ گھبرا میری ہیبت ناک صورت دیکھکر	ہوش میں آ اور اپنے دل سے خطرہ دور کر
دیکھہ پھر میری اسی صورت کو اطمینان سے	وہ تصور تھا جلالی اب جمالی باندھ لے

کس کی طاقت ہی جو دیکھے روئے اعظم کو عیاں	یہ ترا حصہ تھا ارجن سب کا تو سہر دار ہے
اب تصور کو بدل اور دیکھ تو میری طرف	اے کنہیا پھر وہی تیرا پرانا یار ہے

संजय उवाच। इत्यर्जुनं वासुदेवस्तथोक्त्वा स्वकं रूपं दर्शयामास भूयः। आश्वासयामास च भीतमेनं भूत्वा पुनः सौम्यवपुर्महात्मा ॥५०॥

سنجے نے کہا

تصور کا بدلنا

(۵۰) اے عالی منزلت (دھرتراشٹر) یہ کہکر کرشن نے ارجن کو اپنا جلوہ دوبارہ دکھایا اور خوش نما صورت اختیار کر کے اوس خوف زدہ کو تسکین دی۔

کرشن نے اسدم دکھایا اپنا جلوہ اور ہی	خوبرو بنکر ہراساں دوست کو تسکیں دی

अर्जुन उवाच। दृष्ट्वेदं मानुषं रूपं तव सौम्यं जनार्दन।
इदानीमस्मि संवृत्तः सचेताः प्रकृतिं गतः ॥५१॥

ارجن نے کہا

صفت جمالی کا ارجن کے قلب پر ظہور

(۵۱) اے کرشن اب آپ کی اس خوش نما صورت انسانی کو دیکھکر میرے دل کو قرار اور طبیعت کو اطمینان ہوا ہے۔

دیکھکر یہ نور دلکش شکل میں انسان کی	ہوش و اطمینان و دلجمعی مجھے حاصل ہوئی

श्रीभगवानुवाच। सुदुर्दर्शमिदं रूपं दृष्टवानसि यन्मम।
देवा अप्यस्य रूपस्य नित्यं दर्शनकाङ्क्षिणः ॥५२॥

شری بھگوان نے فرمایا

(۵۲) جس صورت کا دیکھنا دشوار ہے اور جو تونے دیکھی ہے دیوتا بھی میرے اوس دیدار کی تمنا رکھتے ہیں۔

کرشن جی نے کہا جو صورت جلال وجمال تونے دیکھی ہے اوس کا دیدار مشکل سے نصیب ہوتا ہے

جیسی میری حیرت افزا شکل تونے دیکھ لی ۔۔ آرزو ہے دیوتاؤں کو بھی اسکے دید کی

شکر کر ارجن کہ کیا طالع ترا بیدار ہے ۔۔ تو اوسے دیکھے جسے جلوہ سے ننگ و عار ہے
سب ملائک منتظر مدت سے تھے اس دید کے ۔۔ یہ تیرا صدقہ ہے اور یہ واجب الاظہار ہے
کیا عبادت کیا ریاضت کیا سخا سب ہیچ ہیں ۔۔ ایسے جلوہ میں فقط اک لطفِ حق درکار ہے

منتر نمبر ۹ ۴ کے معنی سمجھنے سے واضح ہوگا کہ جو دوسری صورت کرشن دیو نے ارجن کو دکھائی وہ کوئی اور صورت نہ تھی یعنی جب ارجن صورت جلالی یا جذب کی دیکھکر گھبرایا تب کرشن جی نے اپنی جمالی یا سلوک کی کیفیت دکھادی تصویر نمبر ۱۳ اور تصویر نمبر ۷ میں کوئی تفاوت نہیں ہے وہ تنزیہی اور یہ تشبیہی ہے اور یہ دونوں عکس اور معکوس ہوکر جیساکہ تصویر نمبر ۷ میں اوپر بیان ہوچکا ہے واقع ہوئی ہیں اس تصویر نمبر ۱۳ کی بنیاد پر مورتی دھیان کا طریقہ شروع ہوا ہے جو نہایت ضروری ہے یعنی متشکل صورت کا خیال دل میں بندھ سکتا ہے غیر متشکل کا تصور قایم ہونا نہایت مشکل اور دشوار ہے آسانی کے خیال سے یہ طریقہ پسند کیا گیا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے اس تصویر کو سرگن اور نمبر ۷ کی تصویر کو نرگن روپ سمجھ لینا چاہئے اور ان میں صرف تفاوت تفہیمی ہے اور واقعی نہیں ہے یہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا اور جیسے کسی بیج میں اوسکے درخت کی شکل معہ پھل۔ پھول۔ پتہ کے موجود ہوتی ہے جو آنکھ سے نظر نہیں آتی اسی طرح ہر ذی روح کے ہر دے یعنی قلب میں روح اعظم آشکارا ہوتی ہے مگر آنکھ سے نہیں دکھ سکتی حق الیقین سے نظر آجاتی ہے۔ اب اس تصویر کے اعداد کی مطابقت کرنے سے یہ عقدہ کھل جائیگا کہ جو کچھ تصویر نمبر ۱۳ میں آشکارا ہوا ہے ویدوں نے اوسی کی حمد وثنا گائی ہے سرِ مو تفاوت نہیں ہے۔

اس وشنو کی تصویر میں جو حلقہ سفیدی کا ہے وہ صفحہ بسیط اور ایک کا عدد ہے گلابی رنگ چیتن شکتی یعنی مادہ حیات کا اشارہ ۲ کے عدد پر ہے شیش ناگ کال گویا ۳ کے عدد کو بتاتا ہے اور ہٹکھشمی زرد رنگ والی ۴ کا عدد اور بدہی کا آکار ہے۔ ان چاروں قوتوں کے مجموعہ سے نابھی یعنی ناف کے مقام پر مجموعہ انفاس یعنی پرانوں کا ہے جسے سمان وایو کہتے ہیں وہاں قدرتی طور پر اندر کی جانب باہر سے نفس کو کشش ہوتی ہے جس کی بدولت پران ظہور پاتا ہے اور اوسے مثل ڈنڈی کنول کے سمجھنا چاہئے اس پران کی ڈنڈی میں برہما یعنی بدھی کا کنول چہار برگہ محسوس ہوتا ہے جس میں اہنکار چت۔ بدھی۔ اور من کی چار علمی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ عکس اون پہلی چہار شکتیوں کے ہیں جن کا بیان اوپر آچکا ہے۔ پران جب گلے کے مقام سے اوپر جاتا ہے تب وہ اودان کہلاتا ہے مگر اس سے پیشتر وہ ویان ہے جو سارے جسم میں سما رہی ہے بلکہ ایک مادہ پنج مکھی مورتی جسے رودر کہتے ہیں اور جو مجموعہ پنج عناصر کا ہے ظاہر کردیتا ہے اس کے بعد اپان شکتی جو سرخ رنگ والی آتش کا مادہ ہے اندر گئی ہوئی سانس کو جسم سے باہر کردیتی ہے اور ایسا چکر ہر ذی حیات میں برابر چلتا رہتا ہے اور اس کا نام زندگی ہے یہ پانچ اور چار کے عدد ملکر مساوی نو کے ہوتے ہیں اور اولین چار کا ایک مجموعہ علم خالص کے دسویں عدد سے مشابہت کلی رکھتا ہے اس تصویر میں جو ناف سے باہر کی جانب نقوش دکھاتے ہیں یہ صرف سمجھانے کی غرض سے ہیں واقعی یہ سب فعل جسم کے اندر ہورہے ہیں انسان کا دماغ کنول کا پھول ہے نرخرہ اوس پھول کی ڈنڈی ہے اور اس میں سارے عجائبات محسوس ہوتے ہیں۔

برہما جی کے سر پر جو تاج سات رنگ کا دکہایا گیا ہے وہ ساتوں ہو مکا یعنی طبقات ہیں اور رودر کے سر پر جو آٹھ رنگ کا تاج ہے وہ پنج مہا بھوت من بدھی اور اہنکار کا مجموعہ ہے یہاں پر ستو گنی وشنو کا رجو گنی برہما کا اور تمو گنی شیو کا روپ ہے یہ تینوں گن باہم ملکر تماشہ دکہا رہے ہیں جو دیدہ حق بین سے واشگاف ہوتا ہے سام وید میں جو طریقت عشق کی ظاہر کی گئی ہے وہ بلا صورت پرستی کے بن نہیں سکتی اور بھگتی کے لفظ سے مشہور ہے سب سے عمدہ اور آسان یہی طریقت مانی گئی ہے ماسوا پر نظر ٹھیرانا عشق مجازی کہلاتا ہے اور ذات پر توجہ کرنا عشق حقیقی ہے اور کرشن بھگوان کا

ساری گیتا میں یہی فرمان ہوا ہے کہ اپنی انانیت و پندار کو دور کر کے بجائے اسکے انسان ذات پاک کے مشاہدہ کی مزاولت کرے اور اُسکے حضور سے غائب نہو اسی وجہ سے پرتما پوجن اور گرو کا دھیان جو بالمعنی ایک ہیں طالب کے واسطے لازمی ہے مذہب صوفیہ اہل اسلام نے اس طریقت کو مان رکھا ہے گو وہ کسی الفاظ میں بیان کیجاوے مگر معنی میں فرق نہیں ہے خدا شناسی کی اوّل منزل بت پرستی ہے کہ بلا اسکے خدا شناسی نہیں ہوتی۔

درون ہر بتے جانیست پنہان | بزیر کفر ایمانیست پنہان

नाहं वेदैर्न तपसा न दानेन न चेज्यया ॥
शक्य एवंविधो द्रष्टुं दृष्टवानसि मां यथा ॥५३॥

اس دیدار کا حاصل ہونا کس عمل کے ذریعہ سے ممکن نہیں ہے

(۵۳) جیسا تو نے مجھے دیکھا ہے ویسا میں وید کے پڑھنے ریاضت کرنے خیرات دینے اور یگ کرنے سے نہیں دیکھا جا سکتا۔

علم کی تحصیل تقویٰ اجر و نیک اعمال سے | دیکھنا مشکل ہے جیسا تو نے دیکھا ہے مجھے

وید پڑھنا جگ کا کرنا خیر اور خیرات سب | ایسے جلوہ میں ہر ایک لاچار ہے بیکار ہے
سب سے یکسو ہو کے جو مجھسے لڑاتا ہے نظر | میں بھی اوس کو دیکھتا ہوں یہ میرا اسرار ہے

भक्त्या त्वनन्यया शक्य अहमेवंविधोऽर्जुन ॥
ज्ञातुं द्रष्टुं च तत्त्वेन प्रवेष्टुं च परंतप ॥५४॥

البتہ عشق حقیقی کے وسیلہ سے علم اور دیدار اور وصال حاصل ہوتا ہے۔

(۵۴) اے ارجن فاتح دشمنان عشق حقیقی کے وسیلہ سے میرا علم اور دیدار کما حقہ حاصل ہوتا ہے اور وصال نصیب ہوتا ہے۔

الغرض اب دل کے ہوتے میری قربت ہو محال | عشق سے آسان ہے میرا علم و دیدار و وصال

دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال | می دار و نہفتہ چشم دل جانب یار

मत्कर्मकृन्मत्परमो मद्भक्तः सङ्गवर्जितः ॥

निर्वैरः सर्वभूतेषु यः स मामेति पाण्डव ॥५५॥

مجکو اپنی ہستی تسلیم کرنا عشق حقیقی ہے اور ذریعہ وصال ہے

(۵۵) اے ارجن جو شخص اپنے فعلوں کو مجھے تفویض کر کے ادا نہیں کرتا ہے میرا طالب ہوتا ہے میرا عشق حقیقی رکھتا ہے اور کُل مخلوقات سے بے تعصب رہتا ہے وہ مجھ میں وصل ہو جاتا ہے۔

جو میرا طالب فنا ہوتا ہے مجھ میں عشق سے | جسکی یکساں ہے نظر سب پر وہ پاتا ہے مجھے

مضمون ادھیائے یازدہم منظومہ پنڈت پران کشن صاحب ہا کچر ساکن گوالیار

جو کرے سو میری خاطر جو دھرے میرے لئے | سادگی میں میرا عاشق کیا غضب ہوشیار ہے
ہو محبت اوس کو اون سے جن کو میں پیدا کروں | بے طمع ہو بے غرض ہو جب وہ میرا یار ہے
مجھ سے چاہے مجکو اور میری پرستش میں رہے | دوسری صورت سے جب دیکھو جبھی بیزار ہے
جو بتانا تھا بتا یاد دیکھ کیا باقی رہا | ایک نقطہ ہے جو تیرے حق میں اب درکار ہے
ترک کر سب ملتیں لے مجھ اکیلے کی پناہ | یہ میرا ذمہ ہے ارجن تیرا بیڑا پار ہے

इतिश्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे विश्वरूपदर्शनयोगो नाम एकादशोऽध्यायः ॥११॥

شری بھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی وشوروپ درشن یوگ نام والی گیارہویں ادھیا ختم ہوئی

گیارہویں ادھیا کا خلاصہ

دسویں ادھیا تک تو علم الیقین کی منزل بیان کی گئی ہے اِس ادھیا میں عین الیقین اور حق الیقین کی اعلیٰ منازل دکھائی گئی ہیں اور طریقت فنا سے اون تک رسائی کا ہونا ممکن ظاہر کیا گیا ہے اور زہد ریاضت نیک اعمالی وغیرہ سے ان کا حاصل ہونا محال بتایا گیا ہے۔ جس وقت یوگ اور سانکھ اور ویدانت کے قدیم طریقوں پر تجربی عمل درآمد کا ہونا دشوار ثابت ہوگیا تھا اوس وقت شری بھگوان نے عامۂ خلایق کی مخلصی کے لئے زمانہ آیندہ کے حسب حال اون شاستروں کے اصول کا انتخاب کرکے فنا کے آسان طریقت کو فروغ دیا۔

فنا کے طریقت میں عشق کے وسیلہ سے انانیت ترک کرکے نور حقیقی کو اپنی ہستی تسلیم کرنا ہوتا ہے جب وہ تسلیم بالکل عین الیقین ہو جاتی ہے بعد ازاں وہ حق الیقین کا درجہ پاتی ہے اوسوقت طالب کل عالم کو اپنا ہی جلوہ دیکھتا ہے اور اسی کو وشوروپ درشن یعنی جلوۂ جہاں نما عارفوں نے کہا ہے عین الیقین کی حالت میں کثرت وحدت میں سما جاتی ہے اور وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے حق الیقین کی کیفیت میں کثرت میں وحدت ہی موجود نظر آتی ہے۔

بارہوین ادھیا بھکتی یوگ

अर्जुन उवाच

एवं सतत युक्ता ये भक्तास्त्वां पर्युपासते ॥
ये चाप्यक्षरमव्यक्तं तेषां के योगवित्तमाः ॥ १ ॥

ارجن نے دریافت کیا

طریقت شغل فکر تصور اور طریقت فنا

(۱) بعض طالب تو اسطور پر ہمیشہ آپکی پرستش میں مشغول رہتے ہیں اور بعض ذات لازوال و بے نشان کی پرستش کرتے ہیں اون میں سے کونسے وصال کا بہتر طریقہ جانتے ہیں۔

کچھ بشر عشق حقیقی سے ہیں طالب آپ کے
ذات کے جویا ہیں کچھ اُنمیں ہیں افضل کونسے

لفظ اسطور کا اشارہ فنا کے طریقہ پر ہے جو گیارہویں ادھیا میں بیان کیا گیا ہے اور لازوال اور بے نشان ذات کی پرستش سے حصول معرفت کا وہ طریقہ مراد ہے جو زمانہ سابق میں جاری تھا اور جس کے لئے کرم یوگ یعنی عملی طریقت ضروری تھی۔ ذات لازوال کو اور کرشن بھگوان کی حقیقت کو جُدا نہ سمجھنا چاہئے یہاں تو صرف طریقت کے اختلاف پر سوال پیدا ہوا ہے۔

श्री भगवानुवाच

मय्यावेश्य मनो ये मां नित्ययुक्ता उपासते ॥
श्रद्धया परयोपेतास्ते मे युक्ततमा मताः ॥ २ ॥

شری بھگوان نے فرمایا

طریقت فنا بہتر ہے

(۲) جو دل کو مجھ میں لگا کر خلوص عقیدت سے ہمیشہ میری پرستش کرتے ہیں وہ واصلوں میں اعلیٰ ہیں۔

میری طاعت میں سدا مشغول ہیں جو آدمی
صدق جنمیں ہے طلب اعلیٰ ہے اُن کی زندگی

جو لوگ فنا کے طریقہ سے طالب ذات ہوتے ہیں وہ اور طریقوں کے پیروان پر سبقت رکھتے ہیں۔

ये त्वक्षरमनिर्देश्यमव्यक्तं पर्युपासते ॥
सर्वत्रगमचिन्त्यं च कूटस्थमचलं ध्रुवम् ॥ ३ ॥
संनियम्येन्द्रियग्रामं सर्वत्र समबुद्धयः ॥
ते प्राप्नुवंति मामेव सर्वभूतहितेरताः ॥ ४ ॥

شغلِ فکر اور تصوّر کے طریقے سے بھی وصال ہوتا ہے

(۳و۴) جو سب کو یکساں سمجھتے ہیں اور سب کی بہتری مد نظر رکھتے ہیں اور تمام حواس کو روک کر بے زوال۔ حیطۂ کلام سے باہر۔ بے نشان محیطِ کل۔ قیاس سے برتر۔ پاک قایم اور قدیم ذات کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی مجھی کو پاتے ہیں۔

ہستیِ لطف ہے لافانی و برتر از حواس ، — قایم و ساکن محیط و پاک و بیرون از قیاس
محو ہو جاتے ہیں جو اُس میں صفائے قلب سے — چاہتے ہیں خیر سب کی وہ بھی پاتے ہیں مجھے

جو لوگ ضبط حواس اور ریاضت کے وسیلہ سے ذات بے نشان کے متلاشی ہوتے ہیں وہ کرشن بھگوان کی ذات میں جو واقعی بے نشان ہے وصل ہوتے ہیں۔

क्लेशोऽधिकतरस्तेषामव्यक्तासक्तचेतसाम् ॥
अव्यक्ता हि गतिर्दुःखं देहवद्भिरवाप्यते ॥ ५ ॥

مندرجہ بالا طریقے مشکل اور دیر طلب ہیں۔

(۵) لیکن اونھیں ذات بے نشان کے تصوّر قایم کرنے کی وجہ سے زیادہ دقت پیش آتی ہے انسان کے لئے ذات بے نشان کا تصوّر مشکل ہے۔

غیب کی پردہ دری آنکھ سے دشوار ہے — عقلِ ظاہر بین سے پنہان ذات کا دیدار ہے

حصول علم ذات کے دو طریقے ہیں ایک میں اپنی ہستی کو برہم یعنی ذات محیط تصوّر کرنا ہوتا ہے دوسری میں انانیت کو ترک کرنا پڑتا ہے پہلے طریقہ میں ضبط حواس کے وسیلہ سے ذات بے نشان کا تصوّر قایم کیا جاتا ہے اور وہ سخت مشکل ہے۔ دوسرے طریقہ سے بشرطیکہ طالب تیز فہم ہو بہت جلد کشایش باطنی حاصل ہوتی ہے اور اس کے لئے لوازمات بیرونی کا ترک بھی لازمی نہیں ہے

صرف باطنی ریاض کافی ہے پندار کی موجودگی میں ذات بے نشان کا تصوّر قایم ہونا ممکن نہیں ہے پندار کے ترک کرنے پر جو کچھ باقی رہتا ہے وہ ذات بے نشان ہے ضبط حواس کے طریقت کے پابندوں کو بھی آخر الامر فنا کی منزل طے کرنی پڑتی ہے (ادھیائے پنجم کا منتر ۲۸ بغور دیکھو)

ये तु सर्वाणि कर्माणि मयि संन्यस्य मत्पराः ॥
अनन्येनैव योगेन मां ध्यायंत उपासते ॥ ६ ॥
तेषामहं समुद्धर्ता मृत्युसंसारसागरात् ॥
भवामि नचिरात्पार्थ मय्यावेशितचेतसाम् ॥ ७ ॥

طریقت فنا آسان اور زود رساں ہے

(۶و۷) جو میرے طالب اپنے سارے افعال مجھکو تفویض کر کے عشق کامل کے ساتھ مجھے یاد کرتے ہیں اور میری پرستش کرتے ہیں اے ارجن میں اون کو بحر عالم فانی سے جلد پار کر دیتا ہوں۔

میرے طالب اپنے سارے کام مجھپر چھوڑ کر — جان و ایماں کو فدا کرتے ہیں شوق وصل پر
جنکو میرا عشق صادق ہے انھیں اے نامدار — جلد بحرِ عالم فانی سے میں کرتا ہوں پار

جو شخص عشق کی کشتی کو ذکر اور فکر کا چپو اور بادبان لگا کر دریائے فنا کے پار لیجاتا ہے وہ عالم جاودانی کی سلطنت پاتا ہے۔

मय्येव मन आधत्स्व मयि बुद्धिं निवेशय ॥
निवसिष्यसि मय्येव अत ऊर्ध्वं न संशयः ॥ ८ ॥

دھیان یعنی تصوّر

(۸) دل کو مجھ میں لگا اور عقل کو میری سپردگی میں رکھ اس کے بعد تو بیشک مجھ میں وصل ہو گا۔

عقل و دل دونوں کو تو میرے تصوّر میں لگا — راز کھل جائیگا تجھ پر منزلِ مقصود کا
روز خود گم شو وصال این است و بس — گم شدن گم کن کمال این است و بس

अथ चित्तं समाधातुं न शक्नोषि मयि स्थिरम् ॥

अभ्यासयोगेन ततो मामिच्छाप्तुं धनंजय ॥९॥

ابھیاس یعنی شغل (۹) جو تو میرا تصور قایم نہیں کرسکتا تو اے ارجن تو شغل کی مزاولت سے میرے حاصل کرنے کی کوشش کر۔

باندھنا میرا تصور تجھ کو مشکل ہو اگر — شغل کے ذریعہ سے میرے وصل کی تدبیر کر

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش — شاید ہمیں نفس نفس واپسین بود

अभ्यासेऽप्यसमर्थोऽसि मत्कर्म परमो भव ॥
मदर्थमपि कर्माणि कुर्वन्सिद्धिमवाप्स्यसि ॥१०॥

بچار یعنی فکر (۱۰) جو تو شغل بھی نہیں کرسکتا تو اپنے فعلوں کو مجھسے منسوب کر ان افعال کو مجھسے منسوب کرنے پر بھی تجھے درجۂ کمال حاصل ہوگا۔

شغل میں تکلیف ہو تو مجھکو فاعل جان کر — میری خاطر فعل کر عرفان سے ہوگا بہرہ ور

فکر کن تا وارہی از فکر خود ؛؛ — فکر کن تا فرد گردی از جسد
فکر آن باشد کہ بکشاید رہے — راہ آن باشد کہ پیش آید شہے
شاہ آن باشد کہ از خود شہ شود — نے بہ مخزن ہا و لشکر ہا شود

अथैतदप्यशक्तोऽसि कर्तुं मद्योगमाश्रितः ॥
सर्वकर्मफलत्यागं ततः कुरु यतात्मवान् ॥११॥

تیاگ یعنی فنا (۱۱) جو یہ بھی نہیں کرسکتا ہے تو پھر میرے وصال کا طالب ہو کر اور اپنے دل پر قادر ہو کر افعال کے نتیجہ سے کلیتاً نظر اٹھا۔

یہ بھی گر دشوار ہی طالب ہو میرے دید کا — دور کر شمع طلب سے ظلمت بیم و رجا

انسان لفظ است معنیش را دریاب — دریاب ز لفظ معنی و روئے متاب
رو لفظ فنا ساز و بہ معنی دل بند — در بحر وجود محو شو ہمچو حباب ؛؛

श्रेयो हि ज्ञानमभ्यासाज्ज्ञानाद्ध्यानं विशिष्यते ॥

ध्यानात्कर्मफलत्यागस्त्यागाच्छान्तिरनन्तरम् ॥१२॥

طریقۂ فنا اعلیٰ ہے (۱۲) شغل سے فکر اعلیٰ ہے فکر سے تصور۔ تصور سے ترک نتیجہ فعل اور ترک نتیجہ فعل سے محویت۔

شغل و عرفان سے ہی آسان تر وسیلہ عشق کا — عشق کا مقصد فنا ہی اور فنا میں ہے بقا

طالب کے لئے ابھیاس یعنی شغل سے بچار یعنی فکر جس کو سیر القلب بھی کہتے ہیں اعلیٰ ہی بچار پر آتم دھیان یعنی ذات بحت کا تصور فضیلت رکھتا ہے آتم دھیان سے تیاگ جس کو طریقۂ فنا کہتے ہیں عمدہ ہے اور فنا کے بعد بقا ہے۔ شغل کا تعلق دل حواس اور نفس سے ہے فکر کا عقل سے تصور قوت متخیلہ کا فعل ہے فنا ترک انانیت کو کہتے ہیں ان چاروں مختلف طریقوں کی تشریح مندرجہ بالا چار منتروں میں درج ہو چکی ہی اور ان سب کی آخری منزل محویت ہے۔

پیش نظر و فکر دل و ذکر زبان باش — یار است ہمیں یار ہمیں یار دگر ہیچ

अद्वेष्टा सर्वभूतानां मैत्रः करुण एव च ॥
निर्ममो निरहंकारः समदुःखसुखः क्षमी ॥१३॥
संतुष्टः सततं योगी यतात्मा दृढनिश्चयः ॥
मय्यर्पितमनोबुद्धिर्यो मद्भक्तः स मे प्रियः ॥१४॥

شاغل (۱۳ و ۱۴) جو میرا طالب دنیا میں کسی سے حسد اور دشمنی نہیں رکھتا ہے اور رحمدل حلیم اور بے پندار ہے تکلیف و راحت کو مساوی سمجھتا ہے تحمل اور صبر رکھتا ہے اور شغل کرتا ہوا حواس پر قادر اور یقین کا پکا ہے اور اپنے دل اور عقل کو مجھ میں لگاتے رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جسکو کل مخلوق سے ہی انس و الطاف و آشتی — جسکی چشم مست میں ہے رنگ بیرنج و خوشی
شغل کی برکت سے ہے جس کا عقیدہ استوار — عقل و دل کو محو کرکے ہو وہ میرا جان نثار

यस्मान्नोद्विजते लोको लोकान्नोद्विजते च यः ॥
हर्षामर्षभयोद्वेगैर्मुक्तो यः स च मे प्रियः ॥१५॥

الیضاً (۱۵) جس سے اہل دنیا کو آزار نہیں پہونچتا ہے اور جس کو اہل دنیا آزار نہیں پہونچا سکتے ہیں اور جو خوشی اور رنج خوف اور غصہ سے آزاد رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

خوف و طیش و رنج و راحت سے بری ہے میرا یار	اُس کا مسلک صلح کل ہے وہ ہے سب کا دوستار

अनपेक्षः शुचिर्दक्ष उदासीनो गतव्यथः ॥
सर्वारंभपरित्यागी यो मद्भक्तः स मे प्रियः ॥१६॥

طریقہ فکر کا طالب (۱۶) جو میرا طالب بے خواہش۔ پاکباز اور ہوشیار ہے آزاد ہے اور مکروہات سے بری رہتا ہے اور اپنے سب فعلوں کے نتیجہ پر نظر رکھتا وہ مجھے عزیز ہے۔

مطلق بے لوث قانع پاکباز و باتمیز	تارک پندار الشان ہے مجھکو عزیز

यो न हृष्यति न द्वेष्टि न शोचति न कांक्षति ॥
शुभाशुभ परित्यागी भक्तिमान्यः स मे प्रियः ॥१७॥

الیضاً (۱۷) جو طالب شوق و نفرت بیم و امید نہیں رکھتا ہے اور نیکی اور بدی کو ترک کر دیتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جو بری ہے شوق و نفرت بیم اور اُمید سے	وہ دوئی سے پاک ہے اُس سے محبت ہے مجھے

समः शत्रौ च मित्रे च तथा मानापमानयोः ॥
शीतोष्ण सुखदुःखेषु समः संगविवर्जितः ॥१८॥
तुल्यनिंदास्तुति मौनी संतुष्टो येन केनचित् ॥
अनिकेतः स्थिरमतिर्भक्तिमान्मे प्रियो नरः ॥१९॥

طریقہ تصور کا طالب (۱۸ و ۱۹) جو طالب دوستی اور دشمنی تعظیم اور اہانت میں یکساں رہتا ہے اور سردی و گرمی شادی و غم سے مساوی بے تعلق ہے مدح و ذم کو برابر خیال کرتا ہے اور سکون رکھتا ہے اور جو کچھ پیش آجائے اسی میں خوش رہتا ہے اور کاروبار خانہ داری کے ساتھ دلی تعلق نہیں رکھتا ہوا مستقل مزاج رہتا ہے وہ مجھے عزیز ہے۔

جس کی نظروں میں ہے یکساں دوستی اور دشمنی	گرم و سرد و شادی و غم حرمت و بے حرمتی
باتوکل بے تعلق ہجو اور تعریف سے	صابر و آزادہ رو انساں پیارا ہے مجھے

ये तु धर्म्यामृतमिदं यथोक्तं पर्युपासते ॥
श्रद्दधाना मत्परमा भक्तास्तेऽतीव मे प्रियाः ॥२०॥

طریقہ فنا کا طالب (۲۰) جو میرے طالبان صادق خلوص عقیدت سے اس کلام کو جسمیں علم الوہیت کا آب حیات بھرا ہوا ہے حرز جان بناتے ہیں وہ مجھے نہایت عزیز ہیں۔

آب حیواں میری اس تقریر کا جس نے پیا	وہ کمال عشق سے محبوب کامل بن گیا

عشق بشگافد فلک را صد شگاف	عشق لرزاند زمیں را از گزاف
عاشقاں اندر عدم خیمہ زدند	چون عدم یک رنگ نقش واحد اند
عشق قہار است و من مقہور عشق	چوں شکر شیریں شدم از شور عشق

इति श्रीमद्भगवद्गीतासूपनिषत्सु ब्रह्मविद्यायां योगशास्त्रे श्रीकृष्णार्जुनसंवादे भक्तियोगो नाम द्वादशोऽध्यायः ॥१२॥

شری بھگوت گیتا کی مخفی علم الوہیت کے طریقت کے
بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی بھگتی
یوگ نام والی بارہویں ادھیا
ختم ہوئی

بارہویں ادہیا کا خلاصہ

بارہویں ادہیا میں شغل فکر اور تصوّر کے طریقوں کا جو قدیم زمانہ میں جاری تھے عشق وفنا کے طریقے سے جس کو کرشن بھگوان نے فروغ دیا فرق دکھایا گیا ہے۔ ان طریقوں سے مطلوب کا پانا مشکل اور دیر طلب ہے طریقہ فنا اہل دانش کے لئے آسان ہے اور اس میں کامیابی بھی جلد حاصل ہوتی ہے منجملہ ان تین طریقوں کے شغل پر فکر کو اور فکر پر تصوّر کو فضیلت ہے اور فنا کا طریقہ ان سب سے اعلیٰ ہے۔ شغل میں حواس اور دل کو ضبط کرنا ہوتا ہے فکر میں عقل کے ذریعہ سے حق و باطل کا تمیز کرنا پڑتا ہے تصوّر میں خیال کو یکسو کرکے جان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

طریقۂ فنا کے عامل پندار ہستی کو ترک کرکے ذات مطلق میں محو ہو جاتے ہیں۔ طالب کو ہر ایک طریقہ سے درجہ بدرجہ کشائیش باطنی اور ذات پاک کی قربت حاصل ہوتی ہے لیکن محویت کے مقام پر پہونچنے کے لئے فنا کی شاہراہ طے کرنی لازمی ہے۔

تیرہویں ادہیا کشیتر گیہ یوگ

अर्जुन उवाच

प्रकृतिं पुरुषं चैव क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ मेव च।
एतद्वेदितु मिच्छामि ज्ञानं ज्ञेयं च केशव॥१॥

ارجن نے سوال کیا

(۱) اے کرشن آپ مجھے صفات۔ ذات۔ جسم۔ جان۔ علم اور علیم کے معنی سمجھائے

علم توحید واحد ذات و صفات و جسم و جان

ان منازل کا نشان بتلائے اے مہرباں

ذات اور صفات کی تین تین ظہوروں کو ان مختلف چھ اسما سے بیان کیا ہے۔

کارن	علیم	علم
سوکشم	ذات	صفات
ستھول	جان	جسم

श्री भगवानुवाच - इदं शरीरं कौन्तेय क्षेत्रमित्यभिधीयते।
एतद्यो वेत्ति तं प्राहुः क्षेत्रज्ञ इति तद्विदः॥२॥

شری بھگوان نے جواب دیا

جسم اور جان کی تعریف

(۲) اے ارجن اس کالبد عنصری کا نام جسم ہے اور جو اس کو جانتا ہے اوسے عارف جان سکتے ہیں۔

مصدرِ افعال ہونا جسم کی پہچان ہے

شاہد افعال جسمانی سراپا جان ہے

کھیتر زبان سنسکرت میں زمین مزروعہ کو کہتے ہیں اور کھیتر گیہ کے معنی کسان یعنی مزارعہ کے ہیں اس موقع پر کھیتر سے مراد مکان یعنی جسم ہے اور کھیتر گیہ مکین یعنی جان کے معنی رکھتا ہے۔

क्षेत्रज्ञं चापि मां विद्धि सर्व क्षेत्रेषु भारत॥
क्षेत्र क्षेत्रज्ञयोर्ज्ञानं यत्तज्ज्ञानं मतं मम॥३॥

اجسام کی کثرت جان کی وحدت

(۳) اے ارجن جان لے کہ سب جسموں میں جان میں ہی ہوں میری رائے میں جسم اور جان کا تمیز کرنا علم معرفت ہے۔

جان لے ارجن کہ میں ہوں جان کل اجسام کی ॥ اِمتیازِ جسم و جان ہے روحِ علم باطنی

ذات کارن سے سوکشم اور سوکشم سے اِستھول بنکر آشکارا ہوئی ہے اور اپنی ناظر آپ ہی ہے چونکہ استھول اوس کی حد ظہور کے طرف ہے لہذا اِس کے معنی اول بیان کئے گئے ہیں سوکشم اور کارن کے معنی آگے بیان کئے جائیں گے اِن تینوں منازل کی تحقیقات ہیں کل علم معرفت آجاتا ہے۔

तत्क्षेत्रं यच्च यादृक्च यद्विकारि यतश्च यत्।
स च यो यत्प्रभावश्च तत्समासेन मे शृणु ॥४॥

جسم و جان کے علم کا خلاصہ

(۴) وہ جسم جو کچھ ہے جیسا ہے اوس کے جو جو خواص ہیں اوس کا جس سے ظہور ہے وہ جیسی ہے اور جیسی قدرت رکھتی ہے اوس کا مجمل بیان مجھسے سُن

اب بیان کرتا ہوں تجھسے جان کے اعجاز کو ॥ جسم کی خاصیت و نیرنگی و آغاز کو ؛؛

اِس ادھیاے کے چھٹے منتر میں بیان ہوگا کہ جسم پانچ عنصروں کا پُتلا ہے اور اونیس قوتوں سے آراستہ ہے ساتویں منتر میں اوس کے خواص کی تشریح درج ہے جسم کا جان سے ظہور ہوتا ہے اور اِس کی حقیقت ۲۲ منتر میں اور تعریف اور قدرت ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ منتر میں ظاہر کیجائیگی۔

ऋषिभिर्बहुधा गीतं छन्दोभिर्विविधैः पृथक्।
ब्रह्मसूत्रपदैश्चैव हेतुमद्भिर्विनिश्चितैः ॥५॥

جسم و جان کے علم کی وسعت

(۵) عارفوں نے نئے نئے طرز پر اور ویدوں نے مختلف طور پر اور فلسفہ ویدانت کے مسلوں نے دلیل اور صحت کے ساتھ اِسی راگ کو گایا ہے۔

گا چکے ہیں مختلف الحان میں یہ راگنی ॥ چار وید اور مہرشی اور فلسفی و منطقی ؛؛

وید اور فلسفہ اور تمام عارف واجب الوجود کے اِنہیں تین منازل کو مختلف انواع سے حیطہ بیان

میں لاتے ہیں مگر عوام بوجہ عدم واقفیت لفظی بحث بیش کرتے ہیں درحقیقت علم معرفت ایک ہے اور اُس میں اختلاف کا ہونا ممکن نہیں۔

महाभूतान्यहंकारो बुद्धिरव्यक्तमेव च।
इंद्रियाणि दशैकं च पंच चेंद्रियगोचराः ॥६॥
इच्छा द्वेषः सुखं दुःखं संघातश्चेतना धृतिः ॥
एतत्क्षेत्रं समासेन सविकारमुदाहृतम् ॥७॥

اجزاء جسمانی

(۶) پانچ عناصر بسیط۔ انانیت۔ عقل۔ قوت متخیلہ۔ دس حواس۔ دِل۔ اور پانچ الہ حواس (۷) رغبت اور نفرت۔ آرام اور تکلیف۔ موت۔ زندگی اور پیدائش یہ جسم اور اوس کے خواس کی مجمل تفصیل ہیں۔

پانچ عنصر پانچ اعضا دس حواس مدرکہ ॥ چار قوت یعنی عقل و دِل خیال و حافظہ
شوق و نفرت رنج و راحت ہوش غفلت اور خودی ॥ مختصر الفاظ میں تفصیل ہے اس جسم کی ؛؛

خلا۔ باد۔ آب۔ آتش۔ خاک۔ انانیت۔ عقل۔ قوت۔ متخیلہ۔ سامعہ۔ لامسہ۔ باصرہ۔ ذایقہ۔ شامہ۔ ہاتھ پاؤں۔ موتھ۔ مقام بول۔ مقام براز۔ دِل۔ کان۔ پوست۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک یہ چوبیس یعنی اجزاء جسم اِنسان کے فلسفہ سانکھ نے تحقیقات کے بعد ثابت کئے ہیں پچیسواں ذات مطلق ہے جس سے اِن سب کو نمود ہے۔

اِن چوبیس اجزاء کی ترکیب سے رغبت و نفرت آرام و تکلیف موت زندگی اور پیدائش کی ساتوں حالتیں پیدا ہوتی ہیں۔

अमानित्वमदंभित्व महिंसाक्षांतिरार्जवम्।
आचार्योपासनं शौचं स्थैर्यमात्मविनिग्रहः ॥८॥

علم کی تعریف

(۸) انکساری۔ راستبازی۔ رحمدلی۔ تحمل۔ سچائی۔ اوستاد کی تعظیم کا خیال صفائی قلب۔ استقلال۔ ضبط دل۔

زہد و تقویٰ راستبازی صلح جوئی انکسار — صحبتِ انسان کامل ضبطِ دل صبر و قرار

इंद्रियार्थेषु वैराग्यमनहंकार एवच ॥
जन्म मृत्युजराव्याधि दुःख दोषानुदर्शनम् ॥ ९ ॥

ایضاً (۹) محسوسات سے بے تعلقی۔ ترک پندار۔ پیدائش۔ موت۔ بڑھاپے اور بیماری کی تکلیفات کے نقص سے آگاہ رہنا۔

ترک محسوسات و خواہش پاک طینت اور حلم — مرگ و پیدائش علالت اور پیری سب کا علم

असक्तिरनभिष्वंगः पुत्रदार गृहादिषु ॥
नित्यं च समचित्तत्वमिष्टानिष्टोपपत्तिषु ॥ १० ॥

ایضاً (۱۰) اولاد۔ بیوی اور متعلقین وغیرہ کی الفت میں نہ پھنسنا آزاد رہنا اور خوشی اور رنج کے موقع پر یکساں رہنا۔

اقربا فرزند اور بیوی کی الفت چھوڑنا — جذبۂ رنج و خوشی کی ریسماں کو توڑنا

मयि चानन्ययोगेन भक्तिरव्यभिचारिणी ।
विविक्तदेशसेवित्वमरतिर्जन संसदि ॥ ११ ॥

ایضاً (۱۱) عشق حقیقی کے ساتھ میرا ہی طالب ہونا۔ گوشہ گزیں رہنا اہل دنیا سے بے تعلقی رکھنا۔

باندھنا میرا تصور عشقِ صادق سے مدام — گوشہ گیری از خلائق ترکِ شوقِ ازدہام

अध्यात्मज्ञाननित्यत्वं तत्त्वज्ञानार्थ दर्शनम् ।
एतज्ज्ञानमिति प्रोक्तमज्ञानं यदतोऽन्यथा ॥ १२ ॥

ایضاً (۱۲) علم ذات میں ثابت قدم ہونا اور علم صفات سے واقف ہونا علم کی تشریح ہے جو اس کے برعکس ہے وہ جہل ہے۔

ظاہر و باطن کی معلومات سے بہرہ وری — علم کی تعریف ہے باقی ہے سب بیدانشی

بطون کی طرف توجہ کا رجوع ہونا گیان یعنی علم ہے۔ حواس سے مغلوب ہو جانا اگیان یعنی جہل ہے۔

ज्ञेयं यत्तत्प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वाऽमृतमश्नुते ।
अनादिमत्परं ब्रह्म न सत्तन्नासदुच्यते ॥ १३ ॥

علیم کی تعریف (۱۳) اب میں اوس علیم کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے جاننے سے زندگانی جاوید ملتی ہے جس کا آغاز نہیں ہے اور جو ذات لازوال ہے اور حق و باطل نہیں کہا جا سکتا

معنی لفظِ احد اب تجھ کو کرتا ہوں عیاں — علم وحدت کا نتیجہ ہے حیات جاوداں
اوّل و آخر نہیں اس کا کہ وہ ہے لازوال — حق نہ کہہ سکتے ہیں اس کو اور نہ باطل ایں حال

علیم کا مشاہدہ اوس وقت ہوتا ہے جبکہ علم اور عالم دونوں علیم میں محو ہو جاتے ہیں جب تک علم اور عالم کا تمیز موجود رہتا ہے محویت کا ہونا نہیں کہا جا سکتا۔ عالم پندار ہے اور علم نمود عالم ہے اور یہ دونوں علیم کا حجاب ہو رہے ہیں۔

सर्वतः पाणिपादं तत्सर्वतोऽक्षिशिरोमुखम् ॥
सर्वतः श्रुतिमल्लोके सर्वमावृत्य तिष्ठति ॥ १४ ॥

محیط (۱۴) اوس کے سب طرف ہاتھ پانوں ہیں سب طرف آنکھیں سر اور منہ ہیں سب طرف کان ہیں اور وہ سارے عالم میں محیط ہے۔

ہر طرف گوش و سر و چشم و دہان و دست و پا — ہیں اسی کے اور وہ ہے شش جہت سے رونما

جتنے انسانوں کے ہاتھ پانوں آنکھ سر اور منہ ہیں یہ سب اوسی علیم کے ہیں جو سب میں محیط ہے۔

ذاتت بہمہ صفات جامع در تو — زان نورِ حقیقت است لامع در تو
برخود تو عبث تہمتِ ہستی داری — حق است کہ شد قابل و سامع در تو

सर्वेंद्रियगुणाभासं सर्वेंद्रियविवर्जितम् ।
असक्तं सर्वभृच्चैव निर्गुणं गुणभोक्तृ च ॥ १५ ॥

پاک (۱۵) وہ سب حواس کے فعلوں کو روشنی دیتا ہے اور سب حواس سے برتر ہے

سب سے مبرا ہے اور سب کو ظہور دیتا ہے صفات سے منزہ ہے اور صفات کو تمیز کرتا ہے۔

باہمہ و بے ہمہ با وصف بیروں از قیاس		جلوہ گر احساس میں ہی خود مبرا از حواس	

عاشق سوختہ دل در طمع خام افتاد یک فروغ رخ ساقی ست کہ در جام افتاد		عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد این ہمہ نقش مے و عکس مخالف کہ نمود	

علیم عالم کی نیرنگی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے اقوال کو سنتا ہے زبان سے بولتا ہے اور پاؤں سے چلتا ہے اور باوجود ان سب فعلوں کے کرنے کے اِن میں آلودہ نہیں ہوتا

बहिरन्तश्च भूतानामचरं चरमेव च ।
सूक्ष्मत्वात्तदविज्ञेयं दूरस्थं चान्तिके च तत् ॥१६॥

لطیف (۱۶) اجسام کے اندر اور باہر ہے اور ساکن اور متحرک ہے وہ کمال لطافت کے سبب معلوم نہیں ہوتا ہے اور دور اور نزدیک موجود ہے۔

گو لطافت سے نظر آتا نہیں نزدیک و دور		ساکن و متحرک و مخفی و ظاہر ہے وہ نور	

علیم کُل عالم میں اور ہر ذرہ میں محیط ہے اور باوجود اجسام کو حرکت دینے کے خود غیر متحرک ہے وہ بسبب کمال لطافت حواس کے پردہ میں چھپا ہوا ہے اور اون سے تمیز نہیں ہو سکتا وہ قریب سے قریب ہے مگر بوجہ جہل و نادانی نہایت دُور معلوم ہوتا ہے۔

अविभक्तं च भूतेषु विभक्तमिव च स्थितम् ।
भूतभर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च ॥१७॥

واحد (۱۷) وہ واحد ہو کر اجسام میں منقسم نظر آتا ہے اور اوسی کو موجودات کے ایجاد قیام اور فنا کا باعث جاننا چاہیے۔

اُس کے رخ کا پرتوہ ہی بود و ایجاد و فنا		وہ یگانہ ہی مگر عالم میں ہے کثرت نما	

علیم در اصل واحد ہے مگر جہل کی وجہ سے اوسکی کثرت کا خیال انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते ॥
ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदि सर्वस्य धिष्ठितम् ॥१८

منور (۱۸) وہ سب نوروں کا نور ہے اور ظلمت سے دُور ہے اور عالم علم اور معلوم بنکر سب کے دل میں مقیم ہے۔

قلب میں علم سہ گانہ اُس سے پاتا ہے ظہور		جہل کے پردے میں پوشیدہ ہی وہ نوروں کا نور	

इति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः ।
मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायोपपद्यते ॥ १९ ॥

علم اور علیم کا تمیز ذریعہ وصال ہے (۱۹) یہاں تک جس علم اور علیم کا مجمل بیان ہوا ہے جو میرا طالب اسے سمجھ لیتا ہے وہ مجھ میں وصل ہوتا ہے۔

اُسکو سُن کر میرا طالب مجھ میں جاتا ہی سما		جسم و جان اور علم کا جو تذکرہ میں نے کیا	

جسم اور جان کا بیان منتر ۲ سے ۷ تک علم کا بیان ۸ سے ۱۲ تک اور علیم کا بیان ۱۲ سے ۱۸ تک مختصر طور پر ہوا ہے۔

प्रकृतिं पुरुषंचैव विद्ध्यनादी उभावपि ॥
विकारांश्च गुणाश्चैव विद्धि प्रकृतिसंभवान् ॥२०॥

ذات و صفات (۲۰) تو سمجھ لے کہ ذات اور صفات دونوں کی ابتدا نہیں ہے اور رنگ اور بد خاصیتیں صفات سے ظہور پاتی ہیں۔

جملہ اوصاف و عوارض ہیں صفاتی کائنات		آفرینش اور فنا سے پاک ہیں ذات و صفات	

ذات اور صفات کا باہم ہونا مثل عکس اور معکوس کے ہے ذات قایم ہے اور صفات متحرک اور متغیر۔

कार्यकारणकर्तृत्वे हेतुः प्रकृतिरुच्यते ॥
पुरुषः सुखदुःखानां भोक्तृत्वे हेतुरुच्यते ॥२१॥

ذات مصدر علم اور صفات مصدر فعل ہی

(۲۱) فعل فاعل اور فاعلیت کا سبب صفات بیان کی گئی ہیں اور تکلیف و آرام کی تمیز کرنے کا سبب ذات ہے۔

فاعلیت فعل اور فاعل ہیں نیرنگ صفات — راحت و تکلیف کے احساس کا باعث ہی ذات

افعال صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ذات صرف اون کی علیم ہے۔

पुरुषः प्रकृतिस्थो हि भुंक्ते प्रकृतिजान्गुणान्॥
कारणं गुणसंगोऽस्य सदसद्योनिजन्मसु ॥२२॥

ذات اور صفات کا تعلق

(۲۲) ذات صفات میں مقیم ہو کر اون خواص کو جو صفات سے پیدا ہوتے ہیں برداشت کرتی ہے اور خواص کے ساتھ اوس کا تعلق ہونے سے نیک اور بد انسانوں کی پیدایش ہوتی ہے۔

سیر قدرت دیکھنا ہی ذات حق کا معجزہ — نیک و بد خلقت ہی گویا ایک صفاتی شعبدہ

ذات اور صفات کے الحاق سے کل مخلوقات کی پیدایش ہوتی ہے اور اس الحاق کا نام حیات ہی

उपद्रष्टानुमंता च भर्ता भोक्ता महेश्वरः॥
परमात्मेति चाप्युक्तो देहेऽस्मिन्पुरुषः परः॥२३॥

ذات کا جلوہ

(۲۳) وہ ذات پاک اس جسم انسان میں نزول کر کے شاہد۔ مالک پروردگار علیم۔ قادر مطلق اور ہست مطلق کہلاتی ہے۔

قالب حادث میں نازل ہو کے وہ ذات قدیم — نامزد ہے فاعل و مفعول معلوم و علیم

ذات انسانی حیات کو اختیار کر کے مندرجہ بالا صفتوں کا ادراک کرتی ہے۔

य एवं वेत्ति पुरुषं प्रकृतिं च गुणैः सह।
सर्वथा वर्तमानोऽपि न स भूयोऽभिजायते॥२४॥

ذات و صفات کا علم باعث رستگاری ہی

(۲۴) جو انسان ذات اور صفات اور صفات کے خواص کی ماہیت کو سمجھ لیتا ہے وہ چاہے کسی حال میں رہے پھر پیدا نہیں ہوتا۔

علم ہی جسکو حقیقت کا صفات و ذات کی — باہمہ او صاف وہ ہی آفرینش سے بری

جو بشر ذات اور صفات کے عقدہ کو حل کر لیتا ہے وہ عارف کامل ہو جاتا ہے

درفنائی و با ذات تو اے طالب ذات — موجود بذاتی نہ بر آیات صفات
ایں چاہ خودی را دو سہ گز گر بکنی — از خانۂ خود بیابی آن آب حیات

ध्यानेनात्मनि पश्यंति केचिदात्मानमात्मना॥
अन्ये सांख्येन योगेन कर्मयोगेन चापरे॥२५॥

شغل فکر اور تصور کے طریقے سی وصال ذات ہوتا ہی

(۲۵) بعض آدمی تصور کے وسیلہ سے ذات مطلق کو اپنے باطن میں مشاہدہ کرتے ہیں بعض فکر یا شغل کے ذریعہ سے

اہل باطن کو میسر ذات کا دیدار ہی — علم اور اعمال کا ثمرہ وصال یار ہے

अन्ये त्वेवमजानंतः श्रुत्वान्येभ्य उपासते॥
तेऽपि चातितरंत्येव मृत्युं श्रुतिपरायणाः॥२६॥

سرت سادھنا وصال کا ذریعہ ہے۔

(۲۶) اور جو لوگ ان طریقوں سے ناواقف ہیں اور غیروں سے سنکر یاد حق کرتے ہیں وہ بھی سرت سادھنا کے ذریعہ سے دریائے اجل سے پار ہو جاتے ہیں۔

یاد خالق سے ہمیشہ جس کا دل سرشار ہی — بالیقین بحر اجل سے اس کا بیڑا پار ہے

علم ذات کا حاصل ہونا استعداد اور قابلیت پر منحصر نہیں ہے بلکہ صفائی قلب پر ہی جو کہ اشغال سے حاصل ہوتی ہے بہت سے متقدمین تحصیل علم کے بغیر عارف کامل ہو چکے ہیں جن کے کلام کی ضمیمہ عالمان و محققان گذشتہ کی تصانیف کی ضمیمہ سے مطلق فرق نہیں رکھتی سرت سادھنا کا طریقہ جس کا اس منتر میں بیان ہوا ہی دیگر اشغال سے مختلف ہی کہ اوسمیں بجائے کسی تصور کے قایم کرنیکی قوت متخیلہ کو اپنے فعل سے باز رکھنا ہوتا ہی اور اسی طریقہ سے کشایش باطنی حاصل ہو جاتی ہی

यावत्संजायते किंचित्सत्वंस्थावर जंगमम् ॥
क्षेत्र क्षेत्रज्ञ संयोगात्तद्विद्धि भरतर्षभ ॥२७॥

جسم وجان کا اتصال موجب حیات ہے

(۲۷) اے ارجن جتنے حس وحرکت کرنے والے جاندار اور غیر متحرک مخلوق پیدا ہوتے ہیں تو جان لے کہ وہ جسم اور جان کے اتصال سے پیدا ہوتے ہیں۔

بجیں وبا ہوس مخلوقات میں اے نیک فال	آشکارا ہے مساوی جسم وجان کا اتصال

समंसर्वेषु भूतेषु तिष्ठंतंपरमेश्वरम् ॥
विनश्य त्स्वविनश्यतं यः पश्यतिस पश्यति ॥२८॥

جسم اور جان کی شناخت

(۲۸) جو شخص دیکھتا ہے کہ قادر مطلق کل مخلوقات میں یکساں ہے اور اون کے فنا ہونے سے فنا نہیں ہوتا وہ اہل بینش ہے۔

چشم بینا کی نظر میں ایک ذات کبریا	سب میں ہے یکساں منور نیز برتر از فنا

समं पश्यन्हिसर्वत्र समवस्थितमीश्वरम् ॥
नहिनस्त्यात्मनात्मानंततो याति परांगतिम् ॥२९॥

نظر کلیت اور وصال

(۲۹) وہ شخص قادر مطلق کو جو سب میں یکسان ہے یکساں دیکھکر اپنے آپکو گرداب فنا سے بچالیتا ہے اور اعلیٰ منزل پر پہونچتا ہے۔

کثرت عالم میں وحدت جس کو آتی ہے نظر	جاگزیں ہوتا ہے وہ روحانیت کے بام پر

प्रकृत्यैव च कर्माणि क्रियमाणानि सर्वशः ॥
यः पश्यति तथात्मानमकर्तारंसपश्यति ॥३०॥

طریقہ فنا

(۳۰) جو بشر کل فعلوں کا صدور صفات سے جانتا ہے اور اپنی ذات کو فاعل نہیں مانتا وہ روشن ضمیر ہے۔

اپنے سب افعال کو جو مانتا ہے قدرتی	آپ کو اُن سے مبرا ہو وہ کامل آدمی

यदा भूतपृथग्भावमेकस्थमनुपश्यति ॥
तत एव च विस्तारं ब्रह्म संपद्यते तदा ॥३१॥

توحید اور وصال

(۳۱) جب اوس کی نگاہ میں عالم کی کثرت وحدت میں سماجاتی ہے اور کثرت وحدت کا جلوہ نظر آتی ہے اوسوقت وہ ذات بے زوال ہو جاتا ہے۔

نقطۂ وحدت میں کثرت کو گھٹا کر دیکھنا	جاننا واحد کو سب میں ہے طریقہ وصل کا
دو عالم چیست نقش صورت دوست بصد آئینہ یک روئے مقابل	چہ جائے نقش صورت بلکہ خود اوست اگرچہ صد نماید لیک یک اوست

अनादित्वान्निर्गुणत्वात्परमात्मायमव्ययः ॥
शरीरस्थोऽपि कौंतेय न करोति न लिप्यते ॥३२॥

جان کی تعریف

(۳۲) چونکہ ذات بے زوال آغاز اور صفت نہیں رکھتی اسلئے وہ جسم میں مقیم ہوکر بھی کوئی فعل نہیں کرتی اور آلودہ نہیں ہوتی۔

جان ہے بے ابتدا بے انتہا اور بے زوال	اُس کی یکرنگی میں ہے فعلوں کی آمیزش محال
تخم این پنج عنصر آن ذات ست شجر از دانہ گرچہ شد پیدا	برتر از پنج وان ہمان ذات ست وا نہ باشد ز بیخ و شاخ جدا

यथा सर्वगतं सौक्ष्म्यादाकाशं नोपलिप्यते ॥
सर्वत्रावस्थितो देहे तथात्मा नोपलिप्यते ॥३३॥

لطیف

(۳۳) جسطرح خلا ہر شے میں محیط ہونے پر بھی بوجہ لطیف ہونے کے کسی شے سے آلودہ نہیں ہوتا اوسی طرح ذات مطلق سب جسموں میں محیط ہونے پر بھی آلودہ نہیں ہوتی۔

ساری اشیا میں خلا ساری ہے آغشتہ نہیں	جان کل اجسام پر حاوی ہے آغشتہ نہیں
حق مطلق وبے سو بود و در کل چو در گل بو بود از پنج عنصر شد نہان آن پنج از حق شد عیان	جان عناصر او بود تحقیق شد تحقیق شد حق را برون زین پنج دان تحقیق شد تحقیق شد

यथा प्रकाशयत्येकः कृत्स्नं लोकमिमं रविः ॥
क्षेत्रं क्षेत्री तथा कृत्स्नं प्रकाशयति भारत ॥ ३४ ॥

منوّر — (۳۴) اے ارجن جیسے ایک سورج تمام عالم کو روشن کرتا ہے ویسے ہی ایک جان سب جسموں کو روشن کرتی ہے۔

ایک سورج ڈالتا ہے جیسے سب پر روشنی	جان واحد ڈالتی ہے سب کے اندر روشنی
در ہزاران جام گوناگون شرابے بیش نیست گرچہ برخیزد ز آب بحر موج بے شمار	گرچہ بسیار اند انجم آفتابے بیش نیست کثرت اندر موج باشد لیک آبے بیش نیست

क्षेत्रक्षेत्रज्ञयोरेवमन्तरं ज्ञानचक्षुषा ॥
भूतप्रकृतिमोक्षं च ये विदुर्यान्ति ते परम् ॥ ३५ ॥

علم معرفت ذریعہ وصال ہے۔ — (۳۵) جو لوگ جسم اور جان کا فرق اور عالم موجودات اور صفات سے مخلصی پانے کا طریقہ علم معرفت سے دریافت کر لیتے ہیں وہ اعلیٰ مقام پر پہونچتے ہیں۔

دیکھ لیتا ہے جو چشم دل سے جسم و جان کا حال	معرفت کی راہ سے پاتا ہے وہ اوجِ کمال

جو لوگ جسم اور جان کی حقیقت کو اپنے بطون میں مشاہدہ کرتے ہیں اور جسمانی افعال کی قید سے رہائی پانے کا طریقہ جان لیتے ہیں وہ کمال کا درجہ پاتے ہیں مگر جسمانی افعال میں مقید ہونے کا سبب جہل اور انانیت ہیں لہٰذا اون سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جہل اور انانیت کا دور کرنا ضروری ہے۔ علم سانکھ میں شرون منن ندہیاسن اور ساکشات چار مدارج ذات میں وصل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں شرون کے لغوی معنی سماعت اور اصطلاحی معنی تحصیل علم ذات کے ہیں منن تسلیم کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں قوت فکری کے ذریعہ سے حق اور باطل کا تحقیق کرنا مراد ہے جو کچھ تحقیق ہو چکا اوس پر ثابت قدم ہونا ندہیاسن ہے

اوس کے بعد ساکشات کا درجہ ملتا ہے یعنی جس علم میں پیشتر ثابت قدمی حاصل ہوئی تھی اوس کا جلوہ اب ظاہر و باطن میں نظر آتا ہے۔

इति श्री मद्भगवद्गीता सूपनिषत्सु ब्रह्म विद्यायां योगशा-
स्त्रे श्री कृष्णार्जुन संवादे प्रकृति पुरुष विवेक योगो
नाम त्रयोदशो ऽध्याय: १३ ॥

شری مدبھگوت گیتا کے مخفی علم الوہیت کے طریقت کے بارہ میں کرشن اور ارجن کی تقریر کی تیرہوین ادھیا اکشیتر کشیتر گیہ یوگ نام ختم ہوئی۔

تیرہوین ادھیا کا خلاصہ

بارہوین ادھیا میں فنا کا طریقہ عشق کے وسیلہ سے بتایا گیا ہے اور عشق ایک ایسا خط ہے جس کے انجام پر عاشق و معشوق دو نقطہ ہیں تیرہویں ادھیا میں تمیز سہ گانگی سے توحید کی منزل پر پہونچنے کا طریقہ عیاں کیا گیا ہے اور فلسفہ سانکھ کے وہ اصول مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں جن کی تشریح ادھیائے دوم میں ہو چکی ہے۔

کبیر صاحب نے اِسی مضمون کو اپنی قوت اشراقیہ سے ذیل کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارے او مورکھ کہیتی وارا پانچ مرگ پچیس مرگنی چنچل تین چکارا کام کرودھ دو اصل مرگ ہیں نت اوٹھ چرت سویرا بیدی بید سکل سب بانچین جاسے بہید نرالا ست کی باڑ دھرم کی کہیتی گرو کا شبد رکھالا	جتن بن مرگون نے کہیت اجاڑا اپنے اپنے رس کے لوبھی چرتے پہریں نیارا نیارا پریم بان لے چڑھو پاردھی بہاو بھگت کر مارا اٹل جوت شن گھر تاپے پرے پریم پیارا کہے کبیر سنو بھئی سادھو برہان بہلی سنبھالا

جتن بن مرگون نے کہیت اجاڑا

.... * ....

چودہوین ادہیا گن ترے وبھاگ یوگ

श्रीभगवानुवाच

परंभूयः प्रवक्ष्यामि ज्ञानानां ज्ञानमुत्तमम् ॥
यज्ज्ञात्वा मुनयः सर्वे परां सिद्धिमितो गताः ॥ १ ॥

شری بھگوان نے فرمایا

علم حقیقت کا بیان

(۱) اب میں اوس پاک علم کو دوبارہ بیان کرتا ہوں جو کل علوم میں افضل ہے اور جس کی واقفیت حاصل کرکے تمام طالبان حق دنیوی پابندیوں سے آزاد ہوئے ہیں اور درجہ کمال پر پہونچے ہیں۔

میں اُس افضل علم کو پھر تجھسے کرتا ہوں بیان ۔۔۔ عارفوں نے جس سے پایا ہی عروجِ لامکان

इदं ज्ञानमुपाश्रित्य मम साधर्म्यमागताः ॥
सर्गेऽपि नोपजायन्ते प्रलये न व्यथन्ति च ॥ २ ॥

علم حقیقت نجات کا وسیلہ ہے۔

(۲) جو لوگ اِس علم کے فیض سے مجھ میں وصل ہو جاتے ہیں وہ پیدایش کی قید میں نہیں آتے اور موت سے امن میں رہتے ہیں۔

جنکی قسمت میں ہی اُسکے فیض سے پیر اوصال ۔۔۔ گردشِ بود و فنا میں ان کا آنا ہی محال،

طالب قوت اشراقیہ کی مدد سے مطلوب کو اپنے جسم میں بصورت جان جلوہ گر مشاہدہ کرکے پیدائش اور فنا کے خیال سے آزاد ہو جاتا ہی یعنی وہ اِن کا اطلاق صرف جسم پر مانتا ہے۔

मम योनिर्महद्ब्रह्म तस्मिन् गर्भं दधाम्यहम् ॥
संभवः सर्वभूतानां ततो भवति भारत ॥ ३ ॥

عالم کی پیدائش کا طریقہ

(۳) اے ارجن جب میں اپنی صفات کی بطن کو باردر کرتا ہوں اُسوقت کُل موجودات کا نشو ونما ہوتا ہے۔

اپنی قدرت کے شکم کو باردر کرتا ہوں جب ۔۔۔ ساری موجودات کی بالیدگی ہوتی ہی تب

آن روح مجروم کہ خلقم بدن است ۔۔۔ بے آتش و آب و باد و خاکم وطن است
این چرخ فلک باین ہمہ جرم کہ ہست ۔۔۔ درگردش ازان است کہ جویائے من است

सर्वयोनिषु कौंतेय मूर्त्तयः संभवंति याः ॥
तासां ब्रह्म महद्योनिरहं बीजप्रदः पिता ॥ ४ ॥

ذات سے صفات کا قیام ہی

(۴) اے ارجن جو تمام اقسام کے وجود پیدا ہوتے ہیں صفات اون کی ماں ہے اور میں پیدا کرنے والا باپ ہوں۔

جتنی اشیا ہر طرح کی تجھکو آتی ہیں نظر ۔۔۔ قدرت اُنکی ماں ہی اور میں باپ ہوں اے نامور

درین خانہ ذاتست بس! صفات ۔۔۔ ہمان نقش نقاش و نقش آوراست
درین خانہ آن خانہ سازاے ولی ۔۔۔ ہمون ضنع مصنوع و صورت گراست

सत्वंरजस्तम इति गुणाः प्रकृति संभवाः ॥
निबध्नंति महाबाहो देहे देहिन मव्ययम् ॥ ५ ॥

صفات سہ گانہ ذات کا حجاب ہیں

(۵) اے قوی بازو۔ ستوگن۔ رجوگن اور تموگن۔ جن کی پیدایش قدرت سے ہوتی ہے غیر فانی جان کو جسم میں مقید کرتے ہیں۔

ہیں سہ گانہ علم و شوق وجہل کی خاصیتیں ۔۔۔ روح ناجی کو جو کرتی ہیں مقید جسم میں

ذات پاک صفات سہ گانہ سے عالم کو ظہور دیکر رنج و راحت وغیرہ کو جو اوس سے متعلق ہیں ادراک کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

तत्र सत्त्वं निर्मलत्वात्प्रकाशकमनामयम् ॥
सुखसंगेन बध्नाति ज्ञानसंगेन चानघ ॥ ६ ॥

ستوگن مصدر علم و سرور ہے۔

(۶) اے نیک مرد منجملہ اون کے ستوگن بسبب لطیف ہونے کے اوس نورانی اور بے زوال جان کو علم و سرور کے تعلقات کا پابند کرتا ہے۔

نور باطن کا جلا ہو جس کے قلبِ صاف پر ۔۔۔ دانش و تسکین کی صورت اُس کو آتی ہی نظر